پندرہ سو ۱۵۰۰ سالہ جشن ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے نور پر
جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج کے اساتذہ کرام و طلبہ کرام کے لکھے گئے مقالات کا مجموعہ بنام

آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپائے نور



مرتبین

اساتذہ جامعۃ المدینہ نیپال گنج

ناشر:
جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیبال گنج نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1500 سالہ جشن میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سراپائے نور پر جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال کے اساتذۂ کرام وطلبہ کرام کے لکھے گئے مقالات کا دل آویز مجموعہ

آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سراپائے نور

مرتبین

اساتذۂ جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج

ناشر

جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج

نام کتاب	:	آخری نبی ﷺ کا سراپائے نور
مرتبین	:	اساتذۂ جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج
اصلاح و نظر ثانی	:	محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابو العلائی (نیپال)
ڈی ٹی پی آپریٹر	:	محمد صابر رضا قادری مدنی
سن اشاعت	:	بموقع 1500 سالہ جشن میلادِ مصطفیٰ ﷺ ربیع الاول شریف 1447ھ مطابق ستمبر 2025
صفحات	:	212
ناشر	:	جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج، نیپال

ملنے کے پتے

www.ataunnabi.com

فہرست عناوین

شرف انتساب

خلیفہ اول افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفہ ثانی فاروقِ اعظم سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

خلیفہ ثالث ذو النورین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خلیفہ رابع شیر خدا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

سیدہ کائنات خاتون جنت سیدتنا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

راکبِ دوش مصطفےٰ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سید الشہداء سلطان کربلا سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

گر قبول افتد زہے عزو شرف
من جانب: جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال گنج

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1447ھ سال حضور نبی رحمت شفیع امت مصطفیٰ جان رحمت، شمع بزم ہدایت، نوشۂ بزم جنت حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کے 1500 سال مکمل ہو رہے ہیں۔ عاشقانِ رسول مقبول ﷺ اس موقع سعید کو یادگار بنانے اور اپنے نبی ﷺ سے عشق و محبت کا اظہار کرنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ کہیں سابقہ سے زیادہ دھوم دھام سے جلوس نکال رہے ہیں، کہیں گھر گھر چراغاں کر رہے ہیں، کہیں نادار و مفلس کی مدد کر رہے ہیں، کہیں سیرت کوئز کا انعقاد کر رہے ہیں، کہیں نعت کی محافل سجائی جارہی ہیں، کہیں سیرت النبی ﷺ پر مجلسیں قائم کی جارہی ہیں، کہیں سیرت سے متعلق کتب کی اشاعت اور کتب، تقسیم کی جارہی ہیں، کہیں مضامین لکھے جا رہے ہیں، کہیں رسائل کے تحت نمبرات شائع کیے جارہے ہیں۔

اس موقع سعید پر جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج، نیپال کے اساتذۂ کرام و طلبہ کرام نے بھی سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے "آخری نبی ﷺ کے سراپائے نور" پر لکھنے کا عزم کیا اور اپنے قیمتی اوقات اس نیک کام میں صرف کر کے اپنے اپنے موضوع پر مضامین لکھے اور اب وہ مضامین "آخری نبی ﷺ کا سراپائے نور" کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب میں راقم محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی کا مضمون بطور مقدمہ شامل ہے جس میں سراپائے مصطفیٰ ﷺ کو نہایت مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد ہر ہر عنوان پر طلبہ کرام کے مستقل مضامین شامل ہیں۔ مقالات لکھنے میں محنت کی گئی ہے ساتھ ہی کتاب کی ترتیب میں بھی وقت صرف کیا گیا ہے تاکہ قیمتی مضامین کمپوزنگ اور دیگر غلطیوں سے محفوظ رہیں

لیکن پھر بھی غلطیوں کا امکان ہے، اس لیے قارئین سے عرض ہے کہ آپ اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں، محظوظ ہوں، دوسروں تک پہنچاکر انہیں بھی مستفید ہونے کا موقع فراہم کریں اور دوران مطالعہ کہیں کوئی خامی اور کمی دکھے تو بنیت اصلاح ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اس کی اصلاح کر دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ جل وعلا اپنے حبیب لبیب حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال کے اساتذہ و طلبہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کاوش کو عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے ذریعہ نجات و فلاح و ظفر بنائے۔ آمین۔

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی

آخری نبی ﷺ کا سراپائے نور

محمد عطاء النبی حسینی
مصباحی ابوالعلائی

حضور نبی اکرم نور مجسم شاہِ بنی آدم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی مجمع فضائل و کمالات ہے۔ حضور ﷺ کے جس پہلو اور جس جہت کو بھی دیکھا جائے اور پڑھا جائے توعاشقوں کی زبانی ہر بار ھل من مزید کی صدا ہی بلند ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ خلاقِ کائنات نے آپ ﷺ کو بنایا ہی ایسا ہے۔ اس ذات گرامی کے ہر پہلو پر کچھ بھی خامہ فرسائی کرنا اس حقیر راقم اور اس کے ناتواں قلم کے بس کی بات نہیں لیکن اپنے محبوب سے عشق کا اظہار بھی ضروری ہے اس لیے راقم الحروف آپ ﷺ کے حلیہ مبارک پر احادیث کریمہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں نہایت اختصار سے کچھ لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، ساتھ ہی حتی الامکان ہر ذیلی عنوان کے تحت اس عنوان سے متعلق مملکتِ نعت گویاں کے سلطان، مجاہد جنگ آزادی، عاشق رسول، بطل حریت حضرت علامہ کفایت علی کافی مراد آبادی علیہ الرحمہ اور مملکتِ نعت گویاں کے وزیر، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے محبت و الفت سے لبریز اشعار بھی شامل کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

چہرۂ انور: مُشکل کُشا، شیرِ خدا علی المرتضیٰ رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ پاک کے پیارے نبی ﷺ کے چہرۂ مبارک میں کچھ گولائی تھی۔ (یعنی مکمل طور پر مبارک چہرہ گول نہ تھا اور یہ بات اہلِ عرب میں بہت پسندیدہ ہے۔)

(المواہب اللدنیہ، 8/2)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضور سراپا نور ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا مبارک چہرہ آئینے کی طرح ہو جاتا جس میں دَر و دیوار اور لوگوں کے چہروں کا عکس جھلکنے لگتا۔

(مدارج النبوۃ، 6/1)

خلاصہ یہ کہ جو چیزیں وہاں موجود ہوتیں وہ سرکار ﷺ کے چہرے سے نظر آنے لگتیں یعنی جھلکنے لگتیں۔ مجاہد آزادی عاشق رسول بطل حریت علامہ کفایت علی کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ بیان فرمایا:

تجلی روئے انور پر درخشاں
کہ جیسے چودھویں کا چاند تاباں

آگے لکھتے ہیں:

گو ترقی پہ جمالِ مہِ کامل ہووے
منہ تو دیکھو کہ ترے منہ کے مقابل ہووے
ماہ کیا سامنے گر آپ کے آئے خورشید
دعوے نور سے خجلت اُسے حاصل ہووے
کیا یہ خورشید کہ خورشید قیامت ہو اگر
آپ کے آگے ٹھہرنا اُسے مشکل ہووے

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اُٹھا دو پردہ دِکھا دو چہرہ کہ نُورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

رخسار مبارک: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک انتہائی نرم و ملائم، متناسب اور ہموار تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، ج:5، ص:248)

عاشق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک سفید چمک دار تھے۔

(سبل الہدیٰ، ج:2، ص:29)

عاشق رسول علامہ کافی لکھتے ہیں:

شانِ اجلال پہ آجائیں اگر وہ رخسار
کس کو طاقت ہے کہ اُس وقت مقابل ہووے

چشم مبارک: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھیں سُرخی مائل تھیں۔

(سبل الھدیٰ، ج:2، ص:23)

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
نبیِ پاک ﷺ رات کے وقت بھی ایسے دیکھتے تھے جیسے دِن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

(دلائل النبوۃ، ج:6، ص:75)

علامہ کافی مرادآبادی لکھتے ہیں:

سیہ چشمی کا عالم چشم بدور
درازی مژہ کی نورٌ علی نورٌ

دوسرے جگہ لکھتے ہیں:

اٹھاتے تھے جدھر کو چشم عالی
نظر کرتے تھے حضرت لاابالی
نظر میں نور بیبا کی عیاں تھا
نہ وہاں زر دین دیدن کا گماں تھا

مزید لکھتے ہیں:

ہوا مذکور لفظ اشکل العین
بوصف چشم پاکِ جد حسنین
کہ آنکھ ان کی بزیبائے کلاں تھی
سپیدی میں کچھ اک سرخی عیاں تھی

بیان ہوتا نہیں خوبی کا عالم
سپیدی اور وہ سرخی کا عالم

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

ابروے مبارک: حضرتِ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے مبارک اَبرو سائز میں بڑے تھے اورِان پر بال شریف مناسب تھے نہ بہت زیادہ نہ بالکل کم اور دور سے آپس میں ملے ہوئے لگتے تھے۔

(الوفالابن جوزی، ج:2، ص:7)

علامہ کافی مراد آبادی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

مقوس دونوں ابروئے مقدّس
مقدس دونوں ابروئے مقدس
باانداز مناسب طاق ابرو
نہ تھی پیوستگی آپس میں اُن کو
عجب خمدار و باریک مطول
بخوبی طاق تھا ثانی و اول
میان ابروان اک رگ نمایاں
بوقت غصہ ہوجاتے درخشاں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تیری ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا اَبرو ہے کعبہ نور کا

جبین مبارک: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم روف رحیم ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ و ہموار تھی۔

(سبل الھدیٰ، ج:2، ص:21)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک جب بالوں کے بیچ میں سے نمودار ہوتی تو آپ ﷺ سب سے روشن پیشانی والے ہوتے، اور آپ ﷺ صبح صادق کے وقت یا سرِ شام لوگوں کی طرف تشریف لاتے تو وہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کو یوں دیکھتے گویا وہ روشن چراغ کی روشنی ہے جو چمک رہی ہے۔

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:302)

بطل حریت علامہ کفایت علی کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

درخشانی کا عالم رنگ میں تھا
کشادہ تھی جبینِ عالم آرا

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق اَفشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صَندل کی زَمیں رَحمت کی گھانی ہے

اپنے مشہور زمانہ کلام میں لکھتے ہیں:

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جَبینِ سَعادت پہ لاکھوں سلام

سر مبارک: اسی طرح امام جوزی علیہ الرحمہ حضرت حسن بن علی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ کا سرِ ناز عظیم تھا۔

یعنی رسول اکرم ﷺ کا سر مبارک حد اعتدال کا حسین ترین سنگم تھا نہ چھوٹا اور نہ ہی حد سے زیادہ بڑا بلکہ ایسا تھا کہ دیکھنے والا اس کی عظمت و رفعت کو دیکھ کر داد دیے بنا نہ رہ سکتا تھا۔

علامہ کافی مرادآبادی لکھتے ہیں:

بزرگی تھی سرِعالی میں پیدا
نہایت حسن موزونی ہویدا

سلام رضا میں ہے:

جس کے آگے سرِ سَروَراں خَم رہیں
اس سرِتاجِ رِفعت پہ لاکھوں سلام

موئے مبارک: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضور نبی معظم ﷺ کے بال گہرے سیاہ تھے۔

(مصنف عبدالرزاق، ح:20490)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے بال نہ بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔(سنن الترمذی، ح:1754)

حضرت جبیر بن مطعم کا بیان ہے:

نبی رحمت ﷺ کے سرِاقدس کے بال گھنے اور خم دار تھے۔

(سبل الھدی والرشاد، ج:2، ص:15)

علامہ کفایت علی کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں:

وہ فرق پاک پر موی معنبر
نہ جولیدہ نہ سیدھی تھی سراسر
غرض وہ موے اطہر آپ کی تھی
مبراء راستی جولیدگی سی

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

بیاں کیا کیجیے بالوں کا عالم
نجولیدہ فقط نہ راست باہم
اگرچہ گندمی رنگت تھی پیدا
دمک سرخی کی تھی اس میں ہویدا

مزید لکھتے ہیں:

خم و پیچی عیاں بالوں میں کم تھی
کچھ اک جولیدگی لیکن بہم تھی
بکھرتے تھے جو فرق پاک پر بال
دو فرقہ ان کو کر دیتے تھے فی الحال
اگر از خود نہ بال ان کے بکھرتے
تکلف سے نہ ہرگز فرق کرتے
بحال وفرہ سر کے بال ان کے
گزرتے نرمہائے گوش سے تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکّۂ اَبرِ رأفَت پہ لاکھوں سلام

لب مبارک: امام بیہقی علیہ الرحمہ دلائل النبوۃ میں اور امام احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:

آقائے دوجہاں ﷺ کے مقدس لب اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے اور بوقتِ سکوت نہایت ہی شگفتہ ولطیف محسوس ہوتے۔

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:303/مواہب اللدنیہ، ج:2، ص:20)

سلام رضا میں ہے:

پتلی پتلی گلِ قُدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نَزاکت پہ لاکھوں سلام

دہن مبارک: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور نبی اکرم ﷺ کا منہ مبارک فراخ تھا۔
حضرت جابر بن سمرہ رضِی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک میں بڑی ہی متناسب کشادگی تھی۔

(سنن الترمذی، ح:۳۶۴۷)

بہارِ خلد میں ہے:

بزیبائے کشادہ وہ دہن تھا
کشادہ وہ دہن تھا اور زیبا

دوسرے مقام پر ہے:

بیان جابر نے کی شیریں روایت
ہمیں یہ ذکر ہے رحمت کی رعایت
ضلیع الفم کہا خیر الوراتھے
بزرگی تھی دہن میں یعنی ان کے

حدائق بخشش میں ہے:

وہ دَہن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان وجِناں
اس دَہن کی طَراوَت پہ لاکھوں سلام

دندان مبارک: امیر المؤمنین فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضِی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر خوب صورت دانتوں والے تھے۔
(صحیح مسلم، ح:1479)

حضرت حکیم بن حزام رضِی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
جب حضور نبی اکرم ﷺ تبسم فرماتے تو دندانِ مبارک بجلی اور بارش کے اُولوں کی طرح چمکتے، جب گفتگو فرماتے تو ایسے دکھائی دیتا جیسے سامنے کے دندان مبارک سے نور نکل رہا ہے۔
(الشفاء للقاضِی، ص:39)

علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

کہوں دانتوں کا کیا وہ حسن سادہ
سپید و صاف آپس میں کشادہ

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

بیاں کرتے ہیں عبداللہ عباس
نبی کے ابن عم وہ افصح الناس
کہ دونوں آپ کے دندان پیشین
جدا آپس سے تھے بکشادہ آئین
کچھ ایسا فرق تھا دانتوں میں پیدا
کہ جس سے نور زیبائی عیاں تھا
بہنگامِ تکلم بات کے سات
نظر آتے تھے کیا انوار لمعات
عجائب فرق تھا دانتوں میں ان کے
نمایاں جس سے تھے نوروں کے شعلے

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

دندان و لب و زلف و رُخِ شہ کے فِدائی

ہیں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مُشکِ ختن پھول

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نُزہَت پہ لاکھوں سلام

زبان مبارک: حضرت ابوہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے:

رسول اکرم ﷺ حضرت حسن بن علی کے لیے اپنی زبان مبارک کو دہن اقدس سے باہر نکالتے تھے تو حضرت امام حسن رضِی اللہ عنہ آپ ﷺ کی زبان مبارک کی سرخی کو دیکھتے اور اس کی طرف جھپٹتے۔

(شمائل ترمذی، ح:330)

زبان رسالت کے انداز بیان کو بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضِی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ جلدی جلدی گفتگو کرنے کا نہ تھا بلکہ انتہائی واضح اور صاف گفتگو فرماتے اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر سکتا تھا۔

(الانوار فی شمائل النبی المختار ﷺ، ح:333)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور ﷺ کے کلام میں نہایت خوبصورت نظم اور ٹھہراؤ تھا۔

(طبقات ابن سعد، ج:1، ص:283)

علامہ کفی مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

وہ کہتا ہے ہے یہ تحقیق روایت
کہ تھے مشغول خطبہ جب کہ حضرت
میان خلق یعنی خطبہ خواں تھے
زبان وعظ سے گوہر فشان تھے

دوسرے مقام پر ہے:

کیا میرے پدر نے تب یہ مذکور
کہ تھا یہ آپ کا معمول و دستور
زبان پاک کو وہ بے ضرورت
تکلم کی کبھی دیتے نہ رخصت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

آواز مبارک: شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ خوبصورت، اعلی نسب اور اچھی آواز والے تھے اسی لیے تمھارے نبی ﷺ بھی خوبرو، عالی نسب اور خوش آواز تھے۔

خادم رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

چہرے اور آواز کے اعتبار سے تمھارے نبی تمام انبیاے کرام علیہم السلام سے حسین تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ سے مروی ہے:

حضور نبی مکرم ﷺ کا لب و لہجہ نہایت حسین تھا۔

علامہ کافی مرادآبادی لکھتے ہیں:

قتادہ سے ہوئی مروی روایت
بیاں کرتا ہے اخلاقِ رسالت
کہ جو پیغام بر دنیا میں آیا
خوش آوازی وہ اپنے ساتھ لایا
بحسنِ صورت وصوتِ دل آرا
ہوئے پیغام بر دنیا میں پیدا
تمھارے بھی نبی خیر البشر کو
ہوئی حاصل تمامی خوبیٔ رُو
ملی ان کو خوش آوازی کی دولت
نہ پڑھتے پر مرصَّع وہ قراءت
بروزِ فتح جو ترصیع کی تھی
تو وہ ناقہ کے اوپر عارضی تھی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پائے کُوباں پُل سے گزریں گے تِری آواز پر
رَبِّ سَلِّم کی صَدا پر وَجد لاتے جائیں گے

داڑھی شریف: حضور نبی اکرَم نور مجسم ﷺ کی داڑھی شریف کے بارے میں حضرت علی المرتضٰی رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ اعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:216)

حضرت جبیر بن مطعم رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

(سبل الہدی والرشاد، ج:2، ص:34)

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور ﷺ کی ریش مبارک سیاہ اور خوبصورت تھی۔

(تاریخ دمشق، ج:3، ص:269)

شہید اسلام علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

عریض و خوش نما ریشِ مبارک
کہ تھے اِس گوش سے اُس گوش دگر تک

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رِیشِ خوش مُعتَدِل مرہمِ رِیشِ دل
ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام

ناک مبارک: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
اللہ کے رسول ﷺ کی ناک مبارک لمبی، باریک اور درمیان سے قدرے بلند تھی اس پر ہمہ وقت نور کی برسات رہتی (اس نور کی شعاع کے پیش نظر) بنظرِ غائر نہ دیکھنے والے کو ناک مبارک بلند دکھائی دیتی حالاں کہ فی الواقع بلند نہ تھی۔

علامہ کفایت علی کافی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں:

کہوں کیا خندا بینی کا عالم
کہ تھے نوروں کے شعلے جس سے توام
معلے بینی خیر البشر تھی
باندازِ بلندی جلوہ گر تھی
جو کوئی بے تامل دیکھتا تھا
بلندی کا گماں ہوتا تھا پیدا
حقیقت میں بلندی تھی نہ چنداں
مگر تھی وہ شعاع روئے رخشاں

حدائق بخشش میں ہے:

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پر درود
اونچی بینی کی رِفعت پہ لاکھوں سلام

گوشِ مبارک: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

حضور انور ﷺ کی سیاہ زلفوں کے درمیان دو سفید کان یوں لگتے جیسے تاریکی میں چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔

(تھذیب تاریخ دمشق الکبیر، ج:1، ص:335)

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔

(شمائل الرسول لابن کثیر، ص:16)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اگر حضورِ اقدس ﷺ نے تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیوں کہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔

(الخصائص الکبری للسیوطی، باب الایۃ فی سمعہ الشریف، ج:1، ص:113)

علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

بحال وفرہ سر کے بال ان کے
گزرتے نرمہائے گوش سے تھے

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

فریادِ اُمّتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشَر کو خبر نہ ہو

مزید لکھتے ہیں :

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اِتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

اے کرم کی کان اے گوشِ حضور
سُن لے فریادِ غریباں الغیاث

گردنِ مبارک: حضرت حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی گردنِ مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھی۔ دھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا حصہ چاندی کی صراحی کے مانند تھا، جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن کا جو حصہ کپڑوں میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، ج:2، ص:43)

شہید اسلام علامہ کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ رقم کرتے ہیں:

بوصف گردن شایان معراج
کہا راوی نے شکل صورت عاج
مصفا یعنی وہ گردن تھی ایسی
بشکل نقرہ با نورِ ضیا تھی

مجدد اسلام حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تمھاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خم گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

دوش مبارک: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
حضور ﷺ کے دوشِ مبارک کے جوڑ توانا اور بڑے تھے۔

(دلائل النبوہ، ج:1، ص:241)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:
دوشِ اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔
(سُبل الھدیٰ والرشاد، ج:2، ص:43)

علامہ کفایت علی کافی مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فراخی دونوں شانوں میں عیاں تھی
سراسر استخواں میں تھی بزرگی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

دستِ اقدس: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا جو نرمی میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ہو۔

(صحیح البخاری، ح:3368)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور محبت سے ان سر اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ تو حضرت سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہیں:
میں ہمیشہ اپنے جگر میں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی پاتا رہا، مجھے خیال ہے کہ اس (موجودہ) گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔
علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

غرض جو عہد حضرت نے کیا تھا
بدستِ پاک نخلستاں لگایا

مزید آگے لکھتے ہیں:

دکھایا دست معجز نے یہ اجلال
پھلا پھولا وہ نخلہ بس اسی سال

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

انگشت مبارک: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:
حضور نبی اکرم ﷺ کی انگشتانِ مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں، یوں محسوس ہوتا جیسے وہ چاندی کی ڈلیاں ہوں۔

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:305)

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان کرتے ہیں:
حضور نبی معظم ﷺ کے باکرامت ہاتھ اور قدم گداز تھے اور انگلیاں مبارک طویل تھیں۔

(الوفا باحوال المصطفی، ج:2، ص:53)

سلطان نعت گویاں علامہ کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں:

کشیدہ تھی وہ انگشتانِ والا
لقب ہے سائل الاطراف جن کا
کہا کیا شابل الاطراف کافی

کہ حاصل انگلیوں کو تھی بزرگی

انگشت مبارک کے زخمی ہونے کے تعلق سے علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ہوا انگشت سے جس دم رواں خون
تو فرمانے لگے حضرت یہ موزوں
کہ اے انگشت باخونت رسیدی
بدیدے در رہ حق آنچہ دیدے

امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش میں ہے:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

مزید فرماتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہے جاری واہ واہ

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اس شعر کو بھی ملاحظہ کریں:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چِر گیا

ہتھیلیاں مبارک: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

حضور ﷺ۔۔۔کی ہتھیلیاں نرم و فراخ تھیں۔۔۔ہتھیلیاں اور پُر گوشت تھے۔

(صحیح البخاری، ح:5907)

علامہ کفایت علی کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

طویل الترمذ دونوں دست والا
کشادہ تھے کفِ دستِ مصطفیٰ

مزید لکھتے ہیں:

ملائم جو ہتھیلی تھی نبی ﷺ کی
خزودیبا میں وہ نرمی نہ پائی
کف دست جناب مصطفیٰ کو
کہوں نسبت بھلا کس چیز سے ہو

امام اہل سنت اپنے سلام میں لکھتے ہیں:

جس کے ہر خط میں موجِ نورِ کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

بغل مبارک: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے سجدہ کی حالت کے بارے میں روایت کرتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

سینۂ اقدس: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

نبی رحمت ﷺ کے مبارک سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔

(السیرۃ النبویۃ، ج:1، ص:303)

حضرت فاروق اعظم رضی الہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی آخر الزماں ﷺ کے جسم اطہر اور سینۂ مبارک پر ان کے علاوہ اور بال نہ تھے۔

(سبل الہدی والرشاد، ج:2، ص:56)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
میں حضور ﷺ کے سینۂ مبارک پر سلنے کے نشان کی زیارت کیا کرتا تھا۔

(مسند احمد ابن حنبل، ح:12506)

امام اہل سنت سینہ مبارک پر سلام بھیجتے ہوئے لکھتے ہیں:

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود
شَرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

قلبِ اطہر: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:
حضور سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: بے شک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(صحیح البخاری، ح:1096)

امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
سب سے پہلا دل جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے راز کا مرکز بنایا وہ قلب مصطفوی ﷺ ہے کیوں کہ حضور ﷺ کی تخلیق سب سے پہلے ہوئی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، ج:5، ص:546)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہوں
غُنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

بطنِ اقدس: حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
حضور ﷺ پیٹ کے بڑا ہونے کے (جسمانی) عیب سے پاک تھے۔

(المستدرک علی الصحیحین، ح:4274)

حضرت ام ہلال رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
میں نے حضور ﷺ کے بطنِ اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہ در تہ رکھے ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ح:1006)

طبقات ابن سعد میں ہے:
اُس لکیر کے علاوہ سینۂ انور اور بطنِ اقدس پر بال نہ تھے۔

(الطبقات لابن سعد، ج:1، ص:410)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:
حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلسل دو دن جَو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔

(سنن الترمذی، ح:2357)

علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

شکم سینہ صفائی میں برابر
مگر سینہ عریض و پہن خوشتر

مزید لکھتے ہیں:

قسم کھا کے غرض میں ہوں یہ کہتا
نبی خوبیوں تمھارے میں نے دیکھا
کہ ناقص اور ناکارہ سے خرمے
رسول اللہ اصلا تھے نہ پاتے
کہ وہ خرمے جناب پاک کھا کر
شکم اپنے کو کرتے سیر یکسر

امام اہل سنت اپنے شہرت یافتہ سلام میں لکھتے ہیں:

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پشت مبارک: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:
حضور نبی اکرم ﷺ کی پشتِ اقدس کشادہ تھی۔

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:304)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک میں مہرِ نبوت دیکھی، جیسے کبوتر (یا اُس کی مثل کسی پرندے) کا انڈا ہو۔

(صحیح مسلم، ح:2344)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

روئے آئینہ علم پشت حضور
پشتیٔ قصر ملت پے لاکھوں سلام

قصیدۂ نور میں پشت انور کے بارے میں لکھتے ہیں:

پُشت پر ڈَھلکا سرِ انور سے شَمْلَہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طُور سے اُترا صَحِیفہ نور کا

مہر انور: حضرت عبداللہ بن سرجیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
میں نے مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے قریب دیکھی۔
(صحیح مسلم، ح:2346)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
پس میں نے مہرِ نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلنواز مہک مجھ پر غالب آرہی تھی۔
(سبل الھدیٰ والرشاد، ج:2، ص:53)

حضرت ابو نضرۃ عوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہرِ نبوت کے متعلق دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ (مہرِ نبوت) رسول اللہ ﷺ کی پشتِ اقدس میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

(الشمائل المحمدیۃ، ح:22)

عاشق رسول علامہ کافی مراد آبادی تحریر کرتے ہیں:

میانِ دوش تھی مہرِ نبوت
رسول اللہ تھے ختمِ رسالت

مزید لکھتے ہیں:

کہ حال خاتمِ حضرت بتاؤ
بیاں مہرِ نبوت کا سناؤ
جواب ایسا دیا اُس خوش سیر نے
ندیم مجلسِ خیر البشر نے
کہ خاتم تھی میانِ پشت زیبا
کہ بضعہ ناشزہ ہے وصف جس کا
وہ بضعہ ناشزہ جو پشت پر تھا
نمایاں و ممیز سر بسر تھا

امام اہل سنت مہر نبوت کے بارے میں لکھتے ہیں:

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

بوسہ گہِ اَصحاب وہ مہرِ سامی
وہ شانۂ چپ میں اُس کی عنبر فامی
یہ طرفہ کہ ہے کعبۂ جان ودِل میں
سَنگِ اَسود نصیب رکنِ شامی

قدم مبارک : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضور نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک گوشت سے پُر تھے، چہرہ انور حسین تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری، ح:5568)

حضرت ہند بن ابی ہالہ تمیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کے پاؤں کے تلوے قدرے گہرے تھے، قدمین شریفین ہموار اور نرم تھے اور اُن پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔ جب چلتے تو متوازن اور مضبوط قدم رکھتے، قدم اُٹھاتے وقت ہلکا سا جھکتے۔ آہستگی سے چلتے اور چلتے وقت دونوں بازو بھی ہلاتے، جب چلتے (تو یوں معلوم ہوتا) گویا بلندی سے اُتر رہے ہیں۔

(الشمائل المحمدیۃ، ح:8)

امام زرقانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کی مدح کرنے والے متقدمین ومتاخرین میں یہ مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب کسی پتھر پر قدم رکھتے تو پاؤں مبارک اس میں دھنس جاتے اور اس میں قدم مبارک کا نشان نظر آتا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، ج:5، ص:482)

مجاہد آزادی علامہ کافی رقم طراز ہیں:

پیادہ جب کہ چلتے تھے زمین پر
قدم آگے ہی کو پڑتے تھے بڑھ کر

یہ صورت چال سے اُن کی عیاں تھی
بلندی سے ہے گویا میل پستی

مزید لکھتے ہیں:

قدم برگندہ تھے حضرت اٹھاتے
زمین پست کو گویا تھے جاتے

امام اہل سنت رضِی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

کھائی قرآں نے خاکِ گُزر کی قسم
اس کَفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

زہے عزّت واِعتلائے مُحَمَّد ﷺ
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے مُحَمَّد ﷺ

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نُور کا تڑکا ہو پیارے گور کی شب تار ہے

مبارک پنڈلیاں: حضرت جابر بن سمرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے:
حضور نبی اکرم ﷺ کی پنڈلیاں مبارک پتلی تھیں۔

(سنن الترمذی، ح:3645)

علامہ کافی مرادآبادی مبارک پنڈلی کے بارے میں حضرت جحیفہ رضِی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مری نظروں میں ہے گویا وہ عالم
کہ تھا ساق نبی سے نور توام

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

کہا جابر نے ساقِ پاک والا
بخوبی تھی عجب باریک و زیبا

اس تعلق سے امام اہل سنت لکھتے ہیں:

ساقِ اصلِ قدَم شاخِ نَخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابَت پہ لاکھوں سلام

مبارک ایڑیاں: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یعنی نبی کریم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر کسی قسم کی دراڑ یا نشان نہ تھے، وہ نہایت ہموار اور حسین تھیں۔(شمائل الترمذی)

مبارک ایڑیوں کے تعلق سے مجاہد جنگ آزادی علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

سبک کم گوشت ایڑی آپ کی تھی
یہ ہے تفسیر منہوس العقب کی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر مکمل کلام ی منظوم فرمایا ہے، چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
دو قمر، دو پنجۂ خور، دو ستارے، دس ہِلال
ان کے تلوے، پنجے، ناخن، پائے اطہر ایڑیاں
تاجِ رُوح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

قد مبارک: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کا قد مبارک متوسط تھا، میں نے آپ ﷺ کو سرخ رنگ کے حلہ یعنی دو چادروں میں لپٹا ہوا دیکھا۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ کسی چیز کو حسین نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری، ح:5510)

امام مسلم علیہ الرحمہ ایک روایت یوں نقل فرماتے ہیں:
حضور ﷺ در میانہ قد تھے۔

(صحیح مسلم، ح:2337)

مجاہد آزادی علامہ کافی لکھتے ہیں:

کہ تھے حضرت نہ قد آور نہایت
نہ تھے کوتاہ بھی ختمِ نبوت
میانہ وہ قد خیر الوریٰ تھا
درازی اور پستی سے جدا تھا

دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

کہ تھے سردارِ عالم مرد والا
میانہ آپ کا تھا قد و بالا
میانہ قد مگر اس طرح کا تھا
کہ تھا مائل درازی کو وہ بالا

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

میانہ کب قدِ خیر الورا تھا
میانہ پن سے بھی وہ قد جدا تھا
اگر کوتاہ کہئے تھا نہ کوتاہ
غرض یہاں کیفیت نے گم کیا راہ
قد و بالا کا تھا ان کے یہ عالم
میانہ سے دراز اطول سے کچھ کم

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

قدِّ بے سایہ کے سایۂ مَرحمت
ظِلِّ مَمدُودِ رافَت پہ لاکھوں سلام
طائرانِ قُدُس جس کی ہیں قمرِیّاں
اس سہی سَروِ قامت پہ لاکھوں سلام

ایک مقام پر لکھتے ہیں :

ترا قدِّ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے ربّ نے بِنا رحمت کی ڈالی ہے

رنگتِ مبارک: حضرت انس رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور رحمت عالم ﷺ کا رنگ نہ تو بالکل سفید اور نہ ہی گندمی تھا۔

(صحیح البخاری، ح:3355)

حضرت ابو طفیل رضِی اللہ عنہ سے مروی ہے:
نبی کریم ﷺ کا رنگ گورا خوبصورت اور جسم معتدل تھا۔

(مسند احمد ابن حنبل، ح:23797)

عاشق رسول علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

نہ بے غایت سپیدی رنگ میں تھی
ملیح محض تھی رنگت نہ اُن کی
صباحت اور ملاحت دونوں پیدا
میانہ رنگ مثل قد و بالا

مزید لکھتے ہیں:

وہ پُر انوار تھی حضرت کی رنگت
سپیدی تھی نہ جس میں بے نہایت
دمکتی تھی بہم سرخی سپیدی

چمکتا تھا یہ کچھ نورِ تجلی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

دوسرے کلام میں فرماتے ہیں :

اُنہیں کی بُو مایہ سمن ہے اُنہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنہیں کی رنگت گلاب میں ہے

پسینہ مبارک: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہمارے پاس حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لے آئیں اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر اُس میں ڈالنے لگیں، حضور نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے، اور دریافت فرمایا: اے امّ سلیم !تم یہ کیا کر رہی ہو؟ اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ! یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے، اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

(صحیح مسلم، ح:2331)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ کسی بھی راستے پر نہیں چلے یا کسی راستے پر نہیں چلتے تھے جس میں کوئی آپ ﷺ کو تلاش کرتا مگر یہ کہ وہ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اِس راستے پر چلے ہیں۔ یا کہا: آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی مہک سے پہچان لیتا۔

(سنن الدارمی، ح:66)

عاشق رسول علامہ کافی لکھتے ہیں:

پسینے کا یہ تھا حضرت کے عالم
کہ بوئے عطر تھی اس سے بہت کم

نہ بوئے مشک وہاں رکھتی تھی نسبت
نہ بوئے گلستاں رکھتی تھی نسبت

مزید ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

کروں کیا وصف اس پاکیزہ تن کا
کہ جان عطر ہے جس کا پسینہ
معطر جس کی بو سے بوئے گل ہو
بھلا محتاج وہ کیا موئے گل ہو

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

وَاللہ جو مِل جائے مِرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عِطر نہ پھر چاہے دُلہن پھول

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :

آب زر بنتا ہے عارِض پر پسینہ نور کا
مُصْحَفِ اِعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

سایہ مبارک: حضرت حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان سے روایت کی:
سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔
ابن سبع نے کہا: آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور یہ کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نور ہیں، آپ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ، ج:1، ص:116)

حضور اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں:

تُو ہے سایہ نور کا ہر عُضْو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

اپنے سلامیہ اشعار میں لکھتے ہیں:

قدِّ بے سایہ کے سایہ مَرحمت
ظِلِّ ممدُودِ رافَت پہ لاکھوں سلام
اُن کی آنکھوں پہ وہ سایہ اَفگن مُژہ
ظُلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ناف مبارک: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب اس پر متعجّب ہوئے اور فرمایا: میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج:3، ص:80)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج:3، ص:414)

علامہ کافی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

خط باریک تھا سینہ سے تا ناف
کھنچا موئے مبارک سے بہت صاف

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

دقیق المسربہ یعنی خط مو
کھنچا سینہ سے تھا تا ناف گلبو

خون مبارک: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
حضور نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے پھر مجھے حکم فرمایا، یہ خون لے جاؤ اور اسے کسی ایسی جگہ پر دفن کردو جہاں پرندے، چوپائے اور آدمی نہ پہنچ سکیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب نظروں سے اوجھل ہوا تو میں نے اُسے پی لیا پھر آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا یا آپ کو بتایا

گیا کہ میں نے اسے پی لیا ہے تو آپ ﷺ مسکرا پڑے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ح:6434)

بول و براز: حضرت حکیمہ بنت اُمیمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ سے بیان کرتی ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ (بیماری کے عالم میں رات کے وقت) لکڑی کے پیالے میں پیشاب کیا کرتے تھے، پھر اُسے اپنی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے یہ عمل فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دوبارہ تشریف لائے اور اس برتن کو دیکھا (تاکہ گرا دیں) تو اس میں کوئی چیز نہ تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ برکہ سے، جو کہ حبشہ سے ان کے ساتھ آئیں تھیں، اس بارے میں استفسار فرمایا کہ اس برتن کا پیشاب کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا: (یارسول اللہ ﷺ!) میں نے اسے پی لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تو نے خود کو جہنم کی آگ سے بچا لیا ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، ح:13184)

اس مضمون میں حضور ﷺ کے سراپائے نور کی یہ صرف ایک جھلک ہے۔ اگر سراپائے نور کے ہر ہر جزء پر تفصیل چاہیے تو اس کتاب کے اوراق الٹیے اور تفصیل سے مستفید، مستفیض اور مستنیر ہوتے جائیے۔

آخری نبی ﷺ کا چہرۂ انور

محمد رضا عطاری
ثالثہ

انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو عام طور پر دو چیزیں دیکھ کر محبت کرتا ہے: 1 کامیابی۔ 2 خوبصوتی۔

جس انسان کو بھی دنیا میں کامیاب مانا جائے، اور جو خوبصورتی میں سب سے آگے ہو، لوگ اسی سے عام طور پر محبت کرتے ہیں۔

اب اگر نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھیں تو ہمیں وہ عظیم ہستی نظر آتی ہے جن کی کامیابی دنیا و آخرت میں بے مثال ہے، اور جن کے چہرہ کا حسن ایسا کہ کائنات میں کوئی مثال نہیں نبی کریم ﷺ کی کامیابیاں ایسی ہیں کہ دشمن بھی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

حضور مصطفی جانِ رحمت، شفیع امت، مخزن جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا چہرۂ انور جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار و تجلیات کا مظہر تھا، پر گوشت اور کسی قدر گول تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہہ اٹھے کہ "یہ دَروغ گو (یعنی جھوٹے) کا چہرہ نہیں" اور ایمان لے آئے۔

(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فی قیام اللیل، 2/127، حدیث: 1334)

قرآن مجید میں رخِ مصطفی: حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ بارک وسلم کے چہرے انور کو اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پاکیزہ کلام میں ذکر فرمایا اللہ تعالی کا ارشاد ہوتا ہے:

﴿والضحی واللیل اذا سجی﴾

ہم اس آیت کریمہ کا مطلب امام احمد رضا خان کے اس شعر سے سمجھتے ہیں کہ اعلی حضرت امام عشق و محبت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

ہے کلام الٰہی میں شمس الضحی تیرے چہرے نور فزا کی قسم

قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف ودوتا کی قسم

یعنی اے میرے آقا! اے میرے سردار! میرے نور والے آقا ﷺ !قرآن کریم میں والشمس والضحی فرما کر خدائے تبارک و تعالی نے آپ کے رخ انور کی قسم یاد فرمائی اور واللیل اذا سجی فرما کرآپ کی کنڈل والی سیاہ زلفوں کی قسم یاد فرمائی گویا اگر دن منور و روشن ہے تو چہرے مصطفی سے اور اگر رات سیاہ ہے تو زلف دوتا سے۔

حسن یوسف اور حسن مصطفی: نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے چہرے کے حسن و جمال کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اللہ تعالی نے دنیا کی ہر چیز کو پیدا فرما کر اس کو حسن بخشا پھر پوری کائنات کے حسن سے زیادہ حسن حضرت یوسف علی نبیا علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمایا حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے حسن و جمال کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جب عورتوں نے مصر میں حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے حسن و جمال کو دیکھا تو بے خودی کے عالم میں انھوں نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ لیں لیکن حسن و جمال کے شاہکار حبیب پروردگار ﷺ کے حسن و جمال تو بہت بڑی بات ہے آپ کے نام پاک پر صحابہ کرام اپنی جانیں قربان کر دیا کرتے تھے۔ اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

خوشنودی کو پہچان لیتے: حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی گفتگو میں ایسے دیتے کہ گویا چاند اپنی پوری آب و تاب (چمک دمک) سے روشن ہو۔ آپ ﷺ کا چہرہ جب خوشی سے دمکتا تو صحابہ کرام اس نورانی تجلی سے آپ کی خوشنودی کو پہچان لیتے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم وَھُوَ یَبْرُقُ وَجْھُہ مِنَ السُّرُوْرِ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْھُہ حَتّٰی کَأَنَّہ قِطْعَۃُ قَمَرٍ، وَکُنَّا نَعْرِفُ ذَالِکَ مِنْہُ.

(البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه و اله و سلم، 1305/3، الرقم: 3363)

ترجمہ: جب میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے جگمگا رہا تھا اور حضور نبی اکرم ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک یوں نور بار ہو جاتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم آپ ﷺ کے چہرہ انور کے چمکنے کی وجہ سے آپ ﷺ کا خوش ہونا جان جاتے تھے۔

کیا چہرۂ انور تلوار کی طرح تھا؟: حضور نبی اکرم ﷺ کے جمالِ مبارک کا عالم یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے الفاظ ڈھونڈنے لگتے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه و اله و سلم مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

(البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه و اله و سلم، 1304/3، الرقم: 3359)

ترجمہ: کیا حضور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انور تلوار کی طرح (چمک دار) تھا؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ چاند کی طرح (روشن) تھا۔

حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں نے حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

(ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الرخصۃ... الخ، 4/370، حدیث: 2820)

چاند سے تشبیہ دینے میں کیا حکمت...؟: بیان کردہ روایتوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کے چہرے کو چاند سے تشبیہ دی حالاں کہ سورج کی روشنی چاند سے زیادہ ہوتی ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ سورج سے حضور ﷺ کے چہرہ کو تشبیہ دے لیکن چاند سے تشبیہ

دی جاتی، اس میں کیا حکمت ہے؟

اس کی حکمت یہ ہے کہ چاند روئے زمین کو اپنی تابانیوں سے بھر دیتا ہے اور دیکھنے والوں کو اس سے اُنسیت حاصل ہوتی ہے اور بغیر کسی تکلیف کے اس پر نظریں جمانا ممکن ہوتا ہے جب کہ سورج میں یہ سب ممکن نہیں کیوں کہ اسے دیکھنے سے آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں۔

(شرح المواھب، المقصد الثالث فیما فضلہ اللہ تعالی بہ، الفصل الاول فی کمال خلقتہ... الخ 5/257)

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بڑا ہی مبارک چہرہ ہے اور بڑا ہی حسین: حضور نبی اکرم ﷺ کے رخ انور کا دیدار ایک ایسا روحانی منظر ہوتا کہ دیکھنے والے دیہاتی سادہ دل لوگ بھی آپ کے رخ زیبا کو دیکھ کر بے اختیار ہو جاتے۔ کسی وضاحت کی حاجت نہ رہتی، بس چہرۂ مصطفی ﷺ کی جھلک ہی زبانِ حال سے اعلان کرتی کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہے بلکہ برکتوں والا ہے۔ حضرت حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِمِنًى أَوْ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَتَجِيءُ الْأَعْرَابُ، فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قَالُوْا: هٰذَا وَجْهٌ مُبَارَكٌ.

(أبو داود في السنن، كتاب المناسك، باب في المواقيت، 2/144، الرقم: 1742)

ترجمہ: میں منٰی یا عرفات کے مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ (بے کس پناہ) میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) آپ ﷺ کی زیارت کے لیے لوگ جوق در جوق آرہے ہیں۔ پس میں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی آتے اور جب وہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت کرتے تو بے ساختہ پُکار اُٹھتے کہ یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے۔

چہرۂ انور نبی ہونے پر دلیل: حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا چہرہ اس قدر حسین وجمیل تھا کہ اگر نبی ہونے کی کوئی اور نشانی آپ میں نہ بھی ہوتی تب بھی آپ کے چہرے ہی سے اندازہ لگ جاتا کہ

حضور ﷺ نبی ہیں۔ اور یہ بات نادیدہ راقم نہیں کہہ رہا ہے بلکہ صحابیِ رسول ﷺ فرمارہے ہیں اور راقم کو اس پر اعتقاد محکم حاصل ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ فرماتے ہیں:

اگر آپ ﷺ کی ذاتِ مُبارکہ میں روشن نشانیاں (دیگر معجزات) نہ بھی ہوتیں تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور ہی آپ کے نبی ہونے کی خبر دے دیتا۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 1، ص 531 ماخوذاً)۔

چہرہ انور کے نور سے سوئی مل گئی: حضور ﷺ کی ایک جھلک اندھیری راتوں کو نور سے اس قدر منور کر دیتی ہے کہ اس روشنی میں سوئی جیسی باریک چیز بھی مل جاتی۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

میں کپڑے سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی میں نے تلاش کیا، مگر وہ نہ ملی حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے آئے حضور ﷺ کے چہرہ انور سے نکلنے والی شعاع کے اجالے میں میں نے سوئی تلاش کرلی۔ (ابن عساکر)

یہ صرف ایک مثال ہے اس نور کی جو مصطفیٰ ﷺ کے چہرے سے جاری ہوتا تھا۔ یہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تجربہ نہیں، بلکہ حقیقت میں حضور ﷺ کا نور تمام جہانوں کو روشن کرنے والا ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

عاشقوں کی زبان سے حسنِ مصطفیٰ ﷺ عکاسی: حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کا حسن و جمال ایسا تھا کہ جو ایک مرتبہ دیکھ لیتا وہ ہل من مزید کی صدا بلند کرتا اور آپ کی شان میں کچھ نہ کچھ ضرور لب کشائی کرتا۔ ذیل میں آپ کے عاشقوں کے چند مدحیہ کلمات نقل کیے جاتے ہیں:

عربی زبان میں بھی حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کو بیان کرنے والوں نے آپ کے اوصاف کو انتہائی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

نَبِيُّ جَمَالٍ كُلُّ مَا فِيهِ مُعْجِزٌ مِنَ الْحُسْنِ لٰكِنْ وَجْهُهُ الْآيَةُ الْكُبْرَىٰ يُنَادِي بِلَالُ الْخَالِ

فِي صَحْنِ خَدِّهِ يُطَالِعُ مِنْ لَأْلَاءِ غُرَّتِهِ الْفَجْرَا.

یعنی حضور اکرم ﷺ حسن و جمال کے بھی نبی ہیں، یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبری یعنی بہت بڑا معجزہ ہیں۔ ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔

شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یعنی یارسول اللہ! ﷺ آپ سے زیادہ حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ سے زیادہ کمال والا کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ ﷺ ایسا ہی پیدا کیے گئے جیسا حسین و جمیل پیدا ہونا چاہتے تھے۔

(شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص22)

ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

فلو سمعوا في مصر اوصافه خده
لما بذلوا في سوم يوسف من نقد

ترجمہ: اگر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک رخسار کی خوبیاں مصر والے سن لیتے تو حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کی قیمت لگانے میں مال و دولت نہ بہاتے۔

لو احی زلیخا لو راین جبینه
لاثرن بالقطع القلوب علی الایدي

ترجمہ: اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ ﷺ کی نورانی پیشانی کی زیارت کر لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔

یاد رکھیں! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو حضور ﷺ کے حسن و جمال کو چاند سے تشبیہ دی، وہ آپ کے کامل اور حقیقی حسن نہیں تھا۔ اگر آپ کا کامل حسن و جمال پوری شان کے ساتھ ظاہر ہو جاتا، تو انسانی آنکھیں اس حسن و جمال کا سامنا کرنے کی طاقت نہ رکھتیں اور دیکھنے والے اپنی آنکھوں کی بینائی کھو بیٹھتے۔

جیسا کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ کا تمام تر حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اگر آپ کا تمام حسن ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں اس جلوہ زیبا کو دیکھنے کی تاب نہ لاتیں۔

(شرح المواھب، المقصد الثالث فیما فضلہ اللہ تعالیٰ بہ، الفصل الاول فی کمال خلقتہ... الخ، ج:5، ص:241)

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

حضورِ اقدس نورِ مجسم ﷺ کے چہرۂ انور کے حسن و جمال اور اوصاف و کمالات کو بیان کرنے کا حق ہم ہرگز ادا نہیں کر سکتے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک کی برکت حاصل کرنے کے لیے میں نے آپ کے چہرۂ انور کے حسن و جمال کو بیان کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ راقم کی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔

آخری نبی ﷺ کے رخسار مبارک

محمد شمس الدین
رابعہ

نبی اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم شافع روز محشر محبوب خدا آقائے دو جہاں ﷺ جہاں بے شمار خصائص وکمالات کے مرکز ہیں وہیں آپ کے اعضائے مبارکہ لاتعداد برکات ومعجزات کے مظہر ہیں۔ یوں تو بالیقیں کوئی بھی فرد حضور ﷺ کے کسی بھی عضو انور کا کماحقہ تذکرہ کرنے سے قاصر ہے ۔لیکن اپنی ہمت و وسعت کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو ضبط فرمایا ہے۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی پاک ﷺ کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا اس لیے کہ انسان حضور ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

ترجمہ: یعنی تمام معجزات وکمالات جو باقی سب انبیا رکھتے تھے وہ سب آپ ﷺ کی ذات میں جمع ہیں۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا امتِ محمدیہ پر نہایت ہی بڑا احسان ہے کہ حضور سراپائے نور کے کمالات معنوی علوم و معارف کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال کے کمالات کی بھی امت تک تبلیغ فرمائی۔

چوں کہ انسانی شخصیت کے حسن وجمال کا دارو مدار اس کے رخساروں کی خوبصورتی پر موقوف ہوتا ہے لہذا رخسار حسن کا پرتوں ہوتا ہے جس کی وجہ سے خود بخود دلکشی و رعنائی پیدا ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام کی نگاہیں جب بھی آپ کی پرکشش سرخ وسفید رخسار کی زیارت کرتی تو ان کی شیفتگی و فریفتگی لائق رشک حد تک بڑھ جاتی کیوں کہ رب تعالیٰ نے سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے رخسار مبارک کو بہت ہی خوبصورت بنایا۔ ذیل میں ان شاء اللہ الکریم

اسی رخسار مبارک کے متعلق انوکھی معلومات پیش کی جاتی ہیں۔

رخسار مبارک احادیث کی روشنی میں: آپ ﷺ کے رخسار مبارک ہموار تھے نہ ان میں اُونچ نیچ تھی، نہ زیادہ دھنسے ہوئے تھے نہ زیادہ ابھرے ہوئے بلکہ اعتدال و توازن کا دلکش نمونہ تھا۔ سرخی مائل تھے، سفیدی ایسی کہ گلاب کے پھولوں کو بھی دیکھ کر پسینہ آجائے، چمک ایسی کہ چاند بھی شرما جائے، نرماہٹ ایسی کہ کلیاں بھی حجاب کرنے پر مجبو ہو جائیں۔

رخسار ہموار تھا: آقا کریم ﷺ کا رخسار مبارک ہموار تھا۔ حدیث پاک میں ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ۔۔۔سَهْلَ الْخَدَّيْنِ۔

(شمائل محمدیه، ح:۸)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کا رخسار مبارک ہموار ہے۔

رخسار مبارک کی رنگت: نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ حدیث پاک میں ہے:

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ أَرٰى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مسلم)

روایت ہے حضرت عامر بن سعد سے وہ اپنے والد سے راوی، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے تھے حتی کہ آپ کے رخسار کی سفیدی میں دیکھ لیتا۔

اس کی شرح کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

آپ سلام میں اس قدر چہرہ انور پھیرتے تھے کہ پیچھے والے صحابہ دونوں رخساروں کی سفیدی دیکھ لیتے دائیں والے داہنے کی اور بائیں والے بائیں کی۔

(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:2, حدیث نمبر:943)

حالت غضب چہرۂ انور کی رنگت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلّٰى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدَرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّمَا فُقِئَ وَجْنَتَيْهِ حَبَّ الرُّمَّانِ فَقَالَ أَبِهٰذَا: «أُمِرْتُمْ أَمْ بِهٰذَا أُرْسِلْتُ

إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَنَازَعُوْا فِيْهِ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ترجمہ: حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے حالاں کہ ہم مسئلہ تقدیر پر بحث کررہے تھے تو آپ ناراض ہوئے حتی کہ چہرہ انور سرخ ہوگیا گویا کہ رخساروں میں انار کے دانے نچوڑ دیے گئے ہیں اور فرمایا کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے یا میں اسی کے ساتھ تمھاری طرف بھیجا گیا۔ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ میں جھگڑے کیے تو ہلاک ہی ہوگئے میں تم پر لازم کرتا ہوں لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں نہ جھگڑو۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی غضب کے آثار چہرے پر نمودار ہوگئے۔ حضور علیہ السلام کا یہ غصّہ نفس کے لیے نہ تھا بلکہ اللہ تعالی کے لیے اور صحابہ کو تعلیم دینے کی غرض سے تھا، یہ غصہ عبادت ہے جس پر بڑا ثواب۔ اس سے معلوم ہوا کہ استاد شاگردوں پر اور پیر مریدوں پر ناراض ہو سکتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:1, حدیث نمبر:98)

حدیث مذکورہ کا نتیجہ: (1) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کی ضرورت پیش ہو اسی کے بارے میں سوال کیے جائے۔

(2) جس چیز کی حاجت نہ ہو اس میں بحث سے گریز لازمی ہے۔

امام اہل سنت امام عشق و محبت اعلی حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد دین و ملت پیر طریقت باعث خیر و برکت باعث نزول رحمت جان اہل سنت شان اہل سنت پہچان اہل سنت برہان اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے رخسار مبارک کی مدح کرتے ہوئے اسے اپنے نظم میں یوں تحریر فرمایا ہے:

نقاب اُلٹے وہ مہرِ انور جلالِ رُخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے اَنجُم کے آبلے تھے

رخسار مبارک کا حسن: حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے رخ زیبا کو دیکھا تو اپنے نظم میں اس کو یوں ظاہر فرمایا:

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہر عیب و نقائص سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں گویا آپ نے جیسا چاہا اللہ پاک نے آپ کو ویسا ہی پیدا فرمایا۔

وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

وَ أَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَتُّ عَيْنِي

یعنی یارسول اللہ! (ﷺ) آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے آج تک نہ دیکھا بلکہ آپ سے زیادہ حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ بردہ میں فرمایا:

فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِه

یعنی حضرت محبوب خدا ﷺ اپنی خوبیوں میں ایسے یکتا ہیں کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی شریک ہی نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس مضمون کی عکاسی فرماتے ہوئے کتنے نفیس انداز میں فرمایا ہے:

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

الحاصل: اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو بے شمار خصائص و کمالات کا مظہر بنایا ہے۔ دنیاے فانی میں جتنے بھی انبیاے کرام علیہم السلام کو انسانوں کو دعوت و تبلیغ دین اسلام و ایمان کے لیے جن معجزات و برکات کے ساتھ بھیجا گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب میں وہ

سارے برکات ومعجزات وکمالات جمع فرمادیے۔آپ ﷺ کا ہر ہر عضوانور،بابرکت وبارونق ہیں ۔آپ ﷺ کا رخسار مبارک نہایت درجہ خوبصورت ہے جب غضب فرماتے توآپ کے رخسار مبارک کی رنگت سرخی میں تبدیل ہوجاتی اور جب مسکراتے توحد درجہ خوبصورت معلوم ہوتا۔

امام اہل سنت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے تمام حسن وجمال کو اپنے عشق کے موتی میں پیروئے ہوئے جملوں کو یوں سپرد قرطاس کرتے نظر آتے ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

آقائے دوجہاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کا حسن عطافرمایا ہے کہ آپ کے حسن میں عیب تو کیا عیب کا گمان بھی نہیں ہوسکتا، آپ کا حسن لاریب ہے۔

دنیا کا کونسا وہ پھول ہے جس کے ساتھ کانٹا نہ ہومگر مدینے کا پھول ہر قسم کے کانٹے سے محفوظ ہے اور ہر طرح کا کانٹا آپ سے دور ہے۔اور ہر شمع کے ساتھ دھوئیں کا ہونا لازم ہے لیکن آپ ایسے شمع رسالت ہیں کہ جہاں دھوئیں کا نام ونشان نہیں ہے۔

آخری نبی ﷺ کا چشمانِ مقدسہ

عنایت عطاری
سابعہ

نبی پاک صاحب لولاک سیاح لامکاں ﷺ کے جسم اطہر نور علی نور ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم مبارک کو ہر عیوب ونقائص سے منزہ ومبرہ رکھا کیوں کہ آپ ﷺ کی ذات ہی ایک ایسی ذات ہے جو تمام خوبیوں کا مرکز اصلی ہے، آپ ﷺ کے اوصاف وکمال کی وسعت اس قدر ہے کہ کوئی بھی کما حقہ بیان نہیں کرسکتا جن کے متعلق اعلی حضرت امام اہل سنت امام عشق ومحبت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
ترے آگے یُوں ہیں دَبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

الحمدللہ عزوجل اس ناچیز کو 15 سوسالہ جشن ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع سے یہ سعادت ملی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمان (آنکھ) مقدسہ کے متعلق قرآن واحادیث اور روایات کے ذریعے قلم بند کروں۔

حضور ﷺ کے چشمان مقدسہ قرآن میں : حضور نبی رحمت شفیع امت ﷺ کے چشمان مقدس کے متعلق اللہ تبارک وتعالی قرآن مبین میں فرماتا ہے:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی﴾

(سورۃ النجم، آیت:17)

ترجمہ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں مفتی دعوت اسلامی، مفتی محمد قاسم عطاری

دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں:

یعنی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی آنکھ مبارک اس دیدار (دیدار الٰہی) کے وقت نہ کسی طرف پھری اور نہ ادب کی حد سے بڑھی۔

سرِ عرش پر ہے تِری گزر دلِ فرش پر ہے تِری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(حدائق بخشش)

اس آیت کریمہ میں سرور کائنات سیاح لامکاں ﷺ کی قوت بصارت کے کمال کا ظہور ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں آپ علیہ الصلوۃ والسلام ثابت قدم رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اسے آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حاصل کر لیا، دائیں بائیں کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ مقصود کے دیدار سے آنکھ پھری نہ حضرت موسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرح بے ہوش ہوگئے بلکہ ایسے مقام میں بھی آپ ﷺ ثابت قدم رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی قوت بصارت حضرت موسی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے ارفع واعلی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام تجلی دیکھ کر بے ہوش ہوگئے اور آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات کو دیکھا تو نہ آنکھ جھپکی، نہ دل گھبرایا اور نہ بے ہوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنّجم میں ہے آپ کی بینائی کی

حضور سرور کائنات ﷺ کی مبارک آنکھ کی ہیئت: آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مبارک آنکھیں نہایت ہی خوبصورت تھیں، سرمگی تھیں کہ سرمہ لگائے بغیر بھی ایسی دکھتی تھیں کہ جیسے سرمہ لگا ہوا ہے اور آپ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مبارک آنکھ کی سفیدی میں باریک سرخ دوڑے تھے جن کو علامات نبوت میں شمار کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کی مبارک پلکیں نہایت خوشنما اور

دراز تھی، بڑی بڑی اور کشادہ تھی۔ سیاہ حصہ اکمل طور پر سیاہ اور سفید حصہ انتہائی سفید، بالائی پپوٹوں کے وہ حصے جو آپس میں ملتے ہیں مائل بہ سیاہی تھے جن کی وجہ سے سرمہ لگائے بغیر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں سرمگی دکھائی دیتیں۔

چشمان مبارکہ احادیث کریمہ کی روشنی میں: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ادعج العینین.

(سبل الہدیٰ والرشاد، ج:2، ص:23)

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک آنکھیں کشادہ اور گہری سیاہ تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ابرج العینین.

(تاریخ المدینہ لابنۃ شبہ، ج:2، ص:608)

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں نہایت ہی کشادہ اور خوبصورت تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

کان رسول اللہ ﷺ ابحر العینین.

(سبل الہدیٰ والرشاد، ج:2، ص:23)

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں مائل بسُرخ تھیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے :

کان رسول اللہ ﷺ عظیم العینین.

(سبل الہدیٰ والرشاد، ج:2، ص:24)

یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں بڑی تھیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ادعج العینین، اھدب الاشفار. (جامع ترمذی)

یعنی آپ ﷺ کی چشمان مقدس سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی قوت بصارت ایسی تھی کہ قیامت تک ہونے والے تمام علوم و واقعات کو جان لیا، جنت و دوزخ، عرش اور کرسی یہاں تک کہ اپنے رب جل جلالہ کو بھی دیکھ لیا اور نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو مسجد کی دیواروں میں ملاحظہ فرمالیا اور حالت نماز میں مقتدی جو کچھ کرتے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جان لیتے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے جیسے اجالے میں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

نیچی نظروں کی شرم وحیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے مبارکہ میں سے ایک عضو "چشمان" مقدس اس قدر بلند مقام رکھتی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سراپا ذات کیسی ارفع و اعلیٰ ہوگی۔

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بُجھا دیے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے آنکھوں کا صدقہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کا اَبرُو مبارک

سلیم عطاری
سابعہ

اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کو بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ جس طرح اللہ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو کمال سیرت عطا فرمایا اسی طرح ایسا حسن و خوب صورتی عطا فرمائی جس کا بیان کوئی زبان کما حقہ کر ہی نہیں سکتی۔ ہر لکھنے والے اور بیان کرنے والے حضور ﷺ کا تذکرہ اپنے قلم اور زبان سے کر کے فیض و جود کے دریا میں گویا غوطہ لگا کر کچھ موتیاں چننے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے سر انور کے بالوں سے لے کر پاؤں مبارک کے ناخن مبارک تک سراپا شان و معجزہ ہیں۔ اعلی حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے اسی کی عکاسی کرتے ہوئے لکھا ہے:

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

مزید دوسری جگہ لکھتے ہیں:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضور ﷺ کے جسم اطہر کے جس مبارک عضو کا تذکرہ کیا جائے کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ ان تمام اعضائے مبارکہ جو عین نور ہیں ان میں سے نازنین مبارک جو سب سے زیادہ قریب رہ کر برکتیں لٹا رہی ہیں وہ آپ کے ابرو مبارک بھی ہے۔

ابرو مبارک احادیث وروایات کی روشنی میں: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کی ابرو مبارک کی ہیئت وکیفیت اور خوبصورتی کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ازج الحواجب سوابغ فی غیر قرن، بینھما عرق یدرہ الغضب. (شمائل محمدیہ)

رسول اللہ ﷺ کے اَبرو مبارک (کمان کی طرح) خم دار، باریک اور گنجان تھے۔ اَبرو مبارک جدا جدا تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت نظر آتی تھی۔

امام ابنِ جوزی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

قولہ (أزجّ الحواجب) أی: طویل امتدادھا.

روای کے قول ازج الحواجب کا مطلب ہے کہ ایسی ابرو جو اپنے پھیلاؤ میں لمبی ہوں۔

(الوفا بأحوال المصطفیٰ، ج:۲)

امام بیہقی علیہ الرحمہ "ازج الحواجب" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ازج الحواجب الزجج طول الحاجبین ودقتھما وسبوغھما الی موخر العینین۔

ازج الحواجب یہ ماخوذ ہے "**الزجج**" سے۔ لمبی اور باریک اَبروؤں کو کہتے ہیں جو دونوں آنکھوں کی پچھلی جانب تک مکمل ہوں، پوری ہوں۔

(دلائل النبوۃ، ج:1)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ابرو مبارک کے بارے میں روایت میں مذکورہ الفاظ کی مزید توضیح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ثم وصف الحواجب، فقال: (سوابغ فی غیر قرن) والقرن: أن یطول الحاجبان حتی یلتقی طرفاھما. وھذا خلاف ما وصفتہ بہ أم معبد، لأنھا قالت فی وصفہ: (أزج أقرن) ولا أراہ إلا کما ذکر ابن أبی ھالۃ وقال الأصمعی: کانت العرب تکرہ القرن، وتستحب البلج. والبلج: أن ینقطع الحاجبان فیکون ما بینھما نقیا.

پھر راوی نے ابرو کی ساخت بیان کرتے ہوئے کہا: (مکمل بغیر ملے ہوئے) اور القرن کا مطلب

یعنی دونوں ابرو کا دراز ہونا یہاں تک کہ اُن کے سرے مل جائیں۔ اور یہ اُس کے خلاف ہے جو ام معبد نے اوصاف بیان کیے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اس کے وصف میں کہا: (گھنے ملے ہوئے) جب کہ میں ایسا نہیں سمجھتا سوائے اس کے جو ابن ابی ھالہ نے بیان کیا اور امام اصمعی نے کہا: اہل عرب ملے ہوئے ابرو کو مکروہ (بدصورت) جانتے تھے اور ابروؤں کو (البلج) علیحدہ علیحدہ پسند کرتے تھے۔ اور (البلج) یعنی ابرو الگ ہوں اور اُن کے درمیان سفیدی باقی ہو۔

(دلائل النبوۃ، ج:1)

دونوں بھویں تیار شدہ اور متوسط بھی تھیں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک بال بھی بے محل یا زائد نہیں تھا۔ نہ ہی آگے تھا، نہ ہی اُگنے میں بے محل تھا اور نہ ہی برابر ہونے میں۔ دونوں بھویں ناک کے اوپر جڑی ہوئی نہیں تھیں بلکہ دونوں کے درمیان حسین چمک دار سا فاصلہ تھا جو ایسا خوبصورت لگتا تھا جیسے دونوں بھوؤں کے درمیان صاف شدہ چاندنی چمک رہی ہے۔

جن ابروؤں میں درج ذیل چار صفات پائی جائیں وہ ازج ہوتی ہیں۔

۱. کمان کی طرح گولائی کا پایا جانا۔

۲. بھرپور بالوں والا ہونا۔

۳. باریک ہونا۔

۴. لمبا ہونا۔

اس طرح "ازج الحواجب" کا پورا مفہوم یہ بنے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اَبرو مبارک لمبے تھے، باریک تھے، بھرپور بالوں والے تھے اور کمان یا محراب کی مانند گولائی رکھتے تھے۔

حضور ﷺ کے ابرو مبارک نہایت باریک تھے: باریک ابروؤں کے بارے میں ایک روایت یوں مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ دقیق الحاجبین۔

یعنی رسول للہ ﷺ کے اَبرو مبارک نہایت باریک تھے۔

(مجمع الزوائد، ج:4)

اسی طرح امام صالحہ علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں:

قال رجل من الصحابة: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دقیق الحاجبین۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول للہ ﷺ کے اَبرو مبارک نہایت باریک تھے۔

اس کی تشریح شرح الشفامیں ملاعلی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

دقیق شعر الحاجبین طویلھما الی مؤخر العین مع تقوس.

دونوں ابرؤوں کے بالوں کا باریک ہونا آنکھ کے آخر تک قوس کی شکل میں لمبا ہونا ہے۔

حضرت یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ علیہ السلام کے ابرو مبارک خم دار، باریک، گھنے اور ایک دوسرے سے جدا تھے۔

(السیرۃ الحلبیہ، ج:3)

تیرے اَبرو کے تَصَدُّق پیارے
بند کرّے ہیں گرفتاروں کے

(حدائق بخشش)

حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ابروؤں کے مابین مقدس رگ: بسا اوقات حضور ﷺ کسی ناپسندیدہ امر کے پیشِ نظر جلال کی حالت میں ہوتے جو فی الحقیقت احکام الٰہی کی پامالی کی بناء پر پیش آتی۔ علماے سیر نے اس حالت کو تحریر فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ ایک رگ ایسی بھی تھی جو جلال کے وقت ابروؤں کے درمیان ظاہر ہوجاتی تھی۔ چناں چہ علامہ طبرانی معجم کبیر میں اس رگ کا ذکر کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

بینھما عرق یدرہ الغضب إذا غضب در العرق الذی بین الحاجبین.

یعنی ان (اَبروؤں) کے مابین ایک رگ تھی۔ جب آپ ﷺ غصے کی حالت میں ہوتے تھے تو دونوں ابرو کے درمیان رگ ابھر جاتی تھی۔

اس روایت کو امام بیہقی، امام شامی اور صاحب مجمع الزوائد نے بھی نقل فرمایا ہے۔
عِرق کا معنی پسینہ اور کشید شدہ پانی بھی ہوتا ہے۔ نیز عِرق کا معنی رگ اور جوڑ ہوتا ہے یہاں رگ مراد ہے۔
انسان کے وجود میں نظام جسم و حیات کے قیام و استحکام کے لیے بہت سی رگیں پھیلی ہوئی ہیں۔ بعض رگیں غیر مجوف ہیں ان کو اعصاب اور جو رگیں مجوف ہیں ان کو عرق کہتے ہیں جن میں خون اور پٹھے ہوتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان میں ایک ایسی باریک رگ تھی جو غصے کے وقت ابھر کر نظر آنے لگتی۔

(شرح شمائل ترمذی، ج:1)

اسی ضمن میں علامہ بغوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں:

بين حاجبيه عرق يمتلأ دما إذا غضب، يقال: درت العروق: إذا امتلأت دما.

یعنی آپ ﷺ کی ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو خون سے بھر جاتی تھی جب آپ ﷺ غصہ میں ہوتے۔ (شرح السنۃ)

عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے (درت العروق) یعنی جب رگوں میں خون دوڑے۔

آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالَم دِکھاتے جائیں گے

(حدائق بخشش)

انسانوں میں مختلف وضع، قطع اور مختلف تناسب رکھنے والے افراد موجود ہوتے ہیں۔ بالخصوص ابرو کے لحاظ سے کسی کے ابرو نہایت کثیف ہوتے ہیں، کسی کے بالکل نظر نہیں آتے، کسی کے بالکل جدا ہوتے ہیں اور کسی کے بالکل متّصل ہوتے ہیں، کسی کی لمبائی زیادہ ہوتی ہے اور کسی کی کم، کسی کے ابرو درمیان سے مقطوع ہوتے ہیں اور کسی کے مقطوع نہ ہونے کے باوجود عدم توازن کا شکار ہوتے ہیں، کسی کے ابروں کے بالوں میں بے ترتیبی اور کسی کے پلکوں کی خمیدگی تراش و خراش کی محتاج ہوتی ہے، اسی طرح خواتین میں زیب و زینت کی طرف متوجہ خواتین اپنی

ابروں کو سنوارنے اور بنانے کے لیے کیا کچھ اور کتنا وقت صرف کرتی ہیں۔ ہر ذی شعور آدمی اس سے بخوبی واقف ہے کیوں کہ انسان کے ظاہری اعضا کے حسن و جمال میں جن اعضا کی تہذیب و نزاکت کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے اس میں ابرو بھی شامل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ جہاں دیگر اعضائے بدنی کے ترتیب کے اعتبار سے باکمال ہستی تھے وہیں خداوند متعال نے آپ کے ابرو مبارک کو بھی حسن کا شاہکار بنایا تھا جس کی مصنوعی تراش و خراش سے آپ بالکل بے نیاز تھے۔ قدرتی طور پر رب تعالیٰ نے آپ کے ابرو مبارک میں تربیت و تزئین کر رکھی تھی کہ اس پر انسانی محنت و کاریگری کا گمان گزرتا تھا لیکن در حقیقت آپ ﷺ مصور کائنات کی سجاوٹ پر حسن تخلیق کا شاہکار اعظم ہیں جہاں خوبصورتی کو بیان کرنے کے لیے الفاظ اور جملوں کا سہارا بھی بہت کمزور ثابت ہوتا ہے۔

جُنبشِ اَبرو نہ تکلیفِ کلام
خود بوَد ایں کار آخر والسّلام

(حدائق بخشش)

دوسرے مقام پر امام اہل سنت لکھتے ہیں:

کٓ گیسو ہٰ دَہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ
کھیٰعٓصٓ اُن کا ہے چہرہ نور کا

اللہ پاک ہمیں نبی اکرم ﷺ کے ابروں کا صدقہ عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کا جبینِ (پیشانی) پُر نور

سلمان عطاری
سابعہ

کائناتِ رنگ و بو میں اگر کوئی ہستی ایسی ہے جسے خالقِ کائنات نے اپنی خاص تجلیات سے مزین فرمایا، تو وہ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ آپ ﷺ کی ہر ادا، ہر خصلت، ہر عضو اور ہر انداز میں خداوند متعال کی قدرت کی جھلک، جمال کا عکس اور نور کی تجلی نمایاں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کی آرزو، تمنا اور دعا یہی ہوتی ہے کہ وہ آقائے دو جہاں ﷺ کی ایک جھلک پا لے۔ آپ کے چہرۂ انور کی ایک جھلک دل کو ایمان کی تازگی عطا کرتی ہے۔ اس چہرۂ اقدس کی سب سے روشن، سب سے نمایاں اور سب سے دلکش جھلک ”جبینِ مبارک“ ہے جو سراپا نور، سراپا جمال اور سراپا کمال ہے۔

جبینِ مبارک کا تعارف: عربی میں ”جبین“ کا مطلب ہے پیشانی، جو چہرے کا وہ حصہ ہے جو آنکھوں کے اوپر اور بالوں کی ابتدائی حد کے درمیان ہوتا ہے۔ عام انسانوں کی پیشانی صرف جسمانی عضو کے طور پر دیکھی جاتی ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی جبین مبارک نہ صرف جسمانی خوب صورتی کا مظہر تھی، بلکہ اس میں روحانی نور، رحمتِ الٰہی کی تجلیات اور نبوت کی شان بھی جھلکتی تھی۔

جبین مبارک احادیث کی روشنی میں: حضور ﷺ کی پیشانی مبارک سے متعلق متعدّد احادیث کریمہ میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

جبینِ اقدس کشادہ تھا: سیرت نگاروں کے مطابق آپ کی جبین مبارک "واسع" یعنی کشادہ تھی، جو ذہانت، تدبر اور نورانیت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ حضرت ہند بن ابوہالہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ۔ (الشمائل المحمدیۃ)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔

پیشانی مبارک روشن و منور تھی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ صلى الله عليه و اله و سلم أَجْلَى الْجَبِيْنِ إِذَا طَلَعَ جَبِيْنُهُ مِنْ بَيْنِ الشَّعَرِ، إِذَا طَلَعَ فِي فَلَقِ الصُّبْحِ أَوْ عِنْدَ طِفْلِ اللَّيْلِ أَوْ طَلَعَ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّاسِ تَرَاؤا جَبِيْنَه كَأَنَّه ضَوْءُ السِّرَاجِ الْمُتَوَقِّدِ قَدْ يَتَلأْلأُ.

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:1ص:302)

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک جب بالوں کے بیچ میں سے نمودار ہوتی تو آپ ﷺ سب سے روشن پیشانی والے ہوتے، اور آپ ﷺ صبح صادق کے وقت یا سرِ شام لوگوں کی طرف تشریف لاتے تو وہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کو یوں دیکھتے گویا وہ روشن چراغ کی روشنی ہے جو چمک رہی ہے۔

حضرتِ حَسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں:

مَتٰى يَبْدُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيْمِ جَبِيْنُهُ بَلَجَ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ.

(شرح الزرقانی علی المواھب، ج:۵، ص:۲۷۸)

یعنی جب اندھیری رات میں آپ ﷺ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو، تاریکی کے روشن چَراغ کی مانند چمکتی۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جس کے ماتھے شَفاعت کا سہرا رہا
اس جَبینِ سَعادَت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش، ص۳۰۰)

پیشانی مبارک کے پسینے کی خوشبو: آپ کی جبین سے جو پسینہ آتا، وہ خوشبودار ہوتا تھا۔ صحابہ کہتے تھے کہ آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بھی بہتر تھی۔ حضرت عاشہ صدیقہ رضِی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ قَاعِدَةً أَغْزِلُ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه و اله و سلم يَخْصِفُ نَعْلَه، فَجَعَلَ جَبِيْنُه يَعْرَقُ وَجَعَلَ عَرَقُه يَتَوَلَّدُ نُوْرًا، فَبُهِتُّ، فَنَظَرَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه و اله و سلم فَقَالَ: مَالَكِ يَاعَائِشَةُ بُهِتِّ؟ قُلْتُ: جَعَلَ جَبِيْنُكَ يَعْرَقُ وَجَعَلَ عَرَقُكَ يَتَوَلَّدُ نُوْرًا. وَلَوْ رَآكَ أَبُوْ كَبِيْرٍ الْهُذَلِيُّ لَعَلِمَ أَنَّكَ أَحَقُّ بِشِعْرِه. قَالَ: وَمَا يَقُوْلُ، يَاعَائِشَةُ، أَبُوْ كَبِيْرٍ الْهُذَلِيُّ؟ فَقَالَتْ: يَقُوْلُ:

وَمُبَرَّءٍ مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَة
وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغْيَلِ
فَإِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَسِرَّةِ وَجْهِه
بَرِقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

قَالَتْ: فَقَامَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه و اله و سلم وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيَّ، وَقَالَ: جَزَاكَ اللّٰهُ يَا عَائِشَةُ عَنِّي خَيْرًا، مَا سُرِرْتِ مِنِّي كَسُرُوْرِي مِنْكِ.

ترجمہ: میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور حضور نبی اکرم ﷺ اپنے نعلین مبارک گانٹھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہنے لگا اور آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے نور پھوٹنے لگا، میں اس (حسین) منظر میں مستغرق ہو گئی تو آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم مبہوت سی ہو گئی ہو؟ میں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپک رہا ہے اور وہ پسینہ نور پیدا کر رہا ہے۔ اگر (عرب کا مشہور شاعر) ابو کبیر ہذلی اس وقت آپ کو دیکھ لیتا تو یقیناً وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کے اصل حق دار تو آپ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ابو کبیر ہذلی کیا کہتا ہے؟ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ کہتا ہے:

میرا ممدوح حیض و نفاس اور ولادت و رضاعت ہر ایک قسم کی آلودگیوں سے پاک ہے، جب تو اس کے چہرے کے (منور) نقوش دیکھے تو (تجھے محسوس ہو گا) گویا ''عارضِ تاباں'' ہے جو چمک رہا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضِی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سن کر حضور نبی اکرم ﷺ میری طرف تشریف لائے اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے۔ اتناتم مجھ سے کبھی خوش نہیں ہوئیں، جس قدر میں تم سے خوش ہوا ہوں۔

نجوم واصفِ لمعانِ نورِ دَندانت
خور اَز جبینِ پُر انوارِ مصطفیٰ حاکی

(ریاض نعیم)

جبینِ نبوی اور عشقِ امت: یہ جبین صرف خوبصورتی کی علامت نہیں تھی، بلکہ اس جبینِ مبارک نے طائف کی وادی میں لہو بہایا، اُحد کے میدان میں زخم سہے، اور رات کی تاریکیوں میں سجدوں میں گری، امت کی بخشش کے لیے گریہ و زاری کی۔ جب بھی آپ ﷺ سجدے میں جاتے، تو وہی جبینِ اقدس زمین کو چھوتی، اور خداوند متعال کی بارگاہ میں امت کے لیے عفو و رحمت کی دعائیں مانگتی۔

وہ سرگرمِ شفاعت ہیں عرق اَفشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صَندل کی زَمیں رَحمت کی گھانی ہے

دوسرے مقام پر ہے:

جلوہ فرما ہیں جبینِ پاک میں آیاتِ حق
مصحف رُخ دیکھئے تفسیرِ قرآں دیکھئے

جبینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض آج بھی جاری ہے:

آج بھی عاشقانِ رسول جب مدینہ منورہ حاضری دیتے ہیں تو روزۂ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر ذہن میں وہی منظر لاتے ہیں کہ یہ وہی جبین ہے جس نے رب کریم کو سجدے کیئے، جس نے امت کے غم میں خود کو جھکایا، جسے دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دل ایمان سے بھر جاتا تھا۔

حواس و عقل و خرد فہم و دانش و فطنت
جلالِ حُسن سے سب کو ہے عالمِ حیرت

زمین والے کریں کیا کمال کی مدحت
نجوم واصفِ لمعانِ نورِ دَندانت
خور از جبینِ پُرانوارِ مصطفیٰ حاکی

جبینِ مصطفیٰ ﷺ نہ صرف جسمانی حسن کا مظہر ہے بلکہ وہ امت کے لیے خداوند متعال کی رحمت کا دروازہ بھی ہے۔ اس جبین کو دیکھنے والے خوش نصیب تھے، لیکن آج بھی اس کے تذکرے سے دلوں کو جلا ملتی ہے، ایمان کو تازگی حاصل ہوتی ہے، اور عشقِ رسول کی آگ مزید بھڑکتی ہے۔

اللّٰھم ارزقنا زیارت جبین حبیبک محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا و الآخرۃ، و اجعلنا من خدامہ المخلصین، آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

آخری نبی ﷺ کا سر اقدس

محمد شفیع احمد
خامسہ

اللہ پاک نے حضور ﷺ کو ہر چیز میں اکملیت و اجمعیت عطا فرمائی ہے خصائص ہو خواہ شمائل ،عزت ہو خواہ مرتبہ، آپ ہی وہ نبی ہیں جن کے خاطر تمام کائنات عالم وجود میں آئی۔ آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی تعریف خود ان کا رب کریم اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے کہ سارا قرآن ہی نعت مصطفی ﷺ میں اتارا تو جس کا رب ہی خود اس کی مدح سرائی کرے تو پھر کسی بشر کی کیا مجال کہ اس کی تعریف کا حق ادا کر سکے۔ امام اہل سنت عظیم البرکت، عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

لہذا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی تعریف کا حق نہ کسی سے ادا ہو سکا، نہ ہو سکا ہے اور نہ آئندہ کسی سے ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے محبوب کریم ﷺ کو حسن باطنی میں بے مثل و بے مثال بنایا اسی طرح حسن ظاہری میں بے نظیر و لاجواب بنایا کہ جو بھی آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا تو برجستہ یہ کہہ اٹھتا کہ کوئی مثل مصطفی کا، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہو گا۔ اسی طرح اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے تمام اعضائے مبارکہ کو بھی ایسا بنایا کہ جس کی نہ کوئی ثانی ملتی تھی نہ ملتی ہے اور نہ آئندہ کبھی ملے۔ آپ ﷺ کے ہر ہر عضو مبارک پر کلام کرنا تو مجھ جیسا ہیچمداں کا کام نہیں بلکہ فقیر راقم الحروف کا موضوع چوں کہ **"سر اقدس"** ہے اسی لیے بس ایک عضو مبارک سر اقدس پر کچھ نکات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے کہ یہی وہ سر اقدس ہے کہ جب آپ ﷺ دھوپ میں نکلتے تو ابر اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہوئے سر انور پر سایہ کرتا۔ یہی وہ سر انور ہے جس کے بارے میں بحیرا راہب نے ملک شام میں حضرت عبد المطلب کو خبر دی تھی

کہ دیکھو بادل آپ ﷺ کے سر اقدس پہ سایہ فگن ہے۔ یہی وہ سر انور ہے جو ابو جہل جیسا ملعون و مبعود عن الرحمہ کے پتھریلی وار سے محفوظ و مامون رہا، یہی وہ سر اقدس ہے جن کی خدمت کا موقع اماں عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کو نصیب ہوا، یہی وہ سر اقدس ہے جن کی زیارت کا سنہری موقع صحابہ کرام کو رضی اللہ تعالی عنہم کے باکمال زندگی کو میسر آیا، بڑے نصیب والے ہیں، جن کے ہیں یہ نصیب۔

سراقدس: نبی کونین ، آخری نبی ﷺ کا سر اقدس نہ تو بہت چھوٹا تھا اور نہ بہت بڑا۔ البتہ معتدل انداز میں حسن کے ساتھ بڑا تھا۔

مواہب محمدیہ میں علامہ سلیمان جمل عجیلی رقم طراز ہیں: سر کا بڑا ہونا دماغی قوی کے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ ذکی و ہونہار ہونے کی بھی علامت و برہان و دلیل ہے۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: سر کا وسط و اعتدال کے ساتھ بڑا ہونا قابل تعریف و توصیف ہوا کرتا ہے کیوں کہ یہ کمالات و ادراکات کا زیادہ حامل ہوا کرتا ہے۔

(المواہب المحدیہ بشرح الشمائل الترمذیہ ص:۵۴،۸،۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)۔

محدث علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنی مشہور و معروف مائہ ناز کتاب "مرقات شرح مشکوۃ" میں فرماتے ہیں:

آپ کے سر اقدس کا عظیم ہونا آپ ﷺ کے بڑے سردار ہونے پر دلیل ہے۔ اس حوالے سے ایک مقولہ بھی مشہور ہے کہ سر بڑا سردار کا۔

علامہ عبد الحق محدیث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سر کی بزرگی ، وفور عقل اور جودت فکر کی اس بنا پر دلیل ہے کہ سر جوہر دماغ کا عامل ہوتا ہے یہاں پر سر کو عظیم کہنے پر کوتاہی اور اس کی چھوٹائی کی نفی کرنا مقصود ہے ورنہ آپ کے تمام اعضا و جوارح میں وجود اعتدال کی رعایت کی گئی ہے۔

(مدارج النبوہ، ج:1، ص:۲۷)

حضور اقدس ﷺ کا سر مبارک قرآن کی روشنی میں:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا﴾

(پارہ ۶، نساء، آیت: ۱۷۴)

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ آیت پاک حضور علیہ السلام کی نعت کے پھولوں کا گلدستہ ہے۔ مزید آگے فرماتے ہیں اس آیت میں برہان سے مراد معجزات ہیں: یہاں دلیل سے مراد معجزات ہیں جس قدر معجزے کہ پہلے پیغمبروں کو ملے وہ سب کہ سب حضور ﷺ کو عطا ہوئے اور اس کے علاوہ اور بے شمار معجزہ ملے بلکہ حق تو یہ ہے حضور ﷺ از سر تا قدم پاک خود اللہ تعالی کی وحدانیت اور ذات وصفات کی برہان ودلیل ہیں۔

(شان حبیب الرحمن ص: ۴۸)

اس سے یہ بات اتم درجہ پہ اظہر ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ کا سر اقدس بھی اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے۔

حضور ﷺ کا سر اقدس حدیث کی روشنی میں: اب چند وہ احادیث کریمہ پیش کی جاتی ہیں جس میں آپ ﷺ کے سر اقدس کا تذکرہ ہے:

(۱) امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ضخم الرأس.

یعنی حضور ﷺ کا سر اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔

(المواھب المحمدیہ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص: ۵۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

(۲) حضرت ہند بن ابوہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ عظیم الهامة.

یعنی آپ ﷺ کا سر اقدس حسن اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

(شمائل ترمذی ص:۱۱)

مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس لم أر بعده و قبله مثله.

(مشكوة المصابيح ج:۳ كتاب الفضائل و الشمائل، باب اسماء النبي و صفاته ص: ۱۶۱۰)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک سر معتدل ہونے کے ساتھ بڑا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ جیسا حسن و جمال کا پیکر نہ آپ سے پہلے دیکھا اور آپ کے بعد۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

چھوٹا سر کم عقلی کی علامت ہوتی ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا درمیان سر قدرے بڑا بہت حسین ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج:۸ ح:۵۷۸۲)

نبی کریم ﷺ عرب میں پیدا ہوئے اور عرب میں سر کا قصیر و چھوٹا ہونا مکروہ و معیوب سمجھا جاتا تھا، ساتھ ہی ساتھ قلت عقل پر دال ہوا کرتا اور بہت بڑا سر حسین و جمیل ہونے کی علامت نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی قابل ممدوح ہوا کرتا ہے، اسی لیے محدثین عظام فرماتے ہیں:

آقا علیہ السلام کا سر اقدس چھوٹا نہیں تھا بلکہ حسن اعتدال کے ساتھ بڑا تھا اور آپ کے حسن و جمال کو چار چاند لگا رہا تھا اس بات کی تائید و توثیق مذکورہ بالا روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: "**لم أر بعده و لما قبله**" آپ کا حسن کما حقہ بیان نہیں کر سکتا بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے حضور نبی کریم ﷺ جیسا حسین و جمیل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

(مشکوۃ المصابیح ج:۸ ح:۵۷۸۲)

سر اقدس اور ابو جہل: ابو جہل ملعون نے ایک بار حبیب کبریا سید عالم ﷺ کے سر اقدس کو پتھر سے کچلنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ جب حضور علیہ السلام حالت نماز میں تھے وہ اس ناپاک ارادے سے پتھر لیے قریب آیا اور پھر اچانک خوفزدہ ہو کر پیچھے پلٹا، اس کے جسم پر لرزہ طاری تھا اور پتھر

اس کے ہاتھ سے زمین پر گر چکا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے پوچھنے پر بولا، میں جب ان کے قریب ہوا تو میں نے ایک مست اونٹ سامنے پایا، اتنے بڑے سر، لمبی گردن اور خوفناک دانتوں والا اونٹ میں نے کبھی نہیں دیکھا، اگر میں جان بچا کر نہ بھاگتا تو وہ مجھے پھاڑ کھاتا۔ آقا علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اگر ابو جہل مرے قریب آتا تو اسے ہلاک کر دیتے۔

(جمال مصطفی، ص:۸۸)

سر اقدس اور بادل کا سایہ : حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كانت حليمة لا تدعه يذهب مكانا بعيدا فغفلت عنه، فخرج مع أخته الشيما في الظهيرة إلي البهم، فخرجت حليمة تطلبه حتي تجده مع أخته، فقالت في هذا الحرة، فقالت أخته: ياأمه ما وجد أخي حرا رأيت غمامة تظله عليه إذا وقف وقفت إذا سار سارت، حتي إنتهي إلي هذا الموضع. قالت: أحقا يابنية؟ قالت: أي و الله.

یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا آپ ﷺ کو کسی دور جگہ نہ جانے دیتی تھیں۔ ایک روز توجہ نہ رہی اور حضور ﷺ اپنی رضاعی بہن شیما رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دوپہر کے وقت مویشیوں میں تشریف لے گئے۔ دائی حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا تلاش میں نکلیں۔ آپ ﷺ کو شیما رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں: ایسی تپش میں؟ شیماء بولی: اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی، میں نے دیکھا کہ بادل آپ ﷺ پر سایہ کرتا تھا جب آپ ﷺ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا اور جب آپ ﷺ چلتے تو وہ بھی چلتا، یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے ہیں۔ دائی حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا: بیٹی! کیا یہ سچ ہے؟ شیماء رضی اللہ تعالی عنہا نے جواب دیا: ”ہاں خدا کی قسم۔

(الخصائل الکبری ج:۲ص:۱۰۰)

محترم قارئین کرام! اس واقعے کو گہری نظر کے ساتھ پڑھنے سے یہ بات روز روشن کی واضح ہو جاتی ہے کہ بادل کا پیارے آقا ﷺ کے سر اقدس پر سایہ فگن ہونا آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک خاصہ اور قبل اعلان نبوت واقع ہونے والے ارہاصوں میں سے ایک ارہاص ہے۔

سراقدس اور عیسی علیہ السلام : حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے سامنے حضور علیہ السلام کے سرانور کے کمالات اس طرح بیان فرمائے:

"اس وقت خدا اپنا رسول بھیجے گا جس کے سر کے اوپر سفید بادل چھایا رہے گا(سایہ مکن رہے گا) جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جان لیا جائے گا اور خدا اس کے ذریعے دنیا پر ظاہر ہوگا اور وہ بے دینوں پر بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر بت پرستی کو نیست و نابود کر دے گا اور مجھے مسرت ہے کیوں کہ اس کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت و تمجید ہوگی اور میرا سچا ہونا معلوم ہوگا۔

(شان مصطفی ﷺ بزبان مصطفی ﷺ ص:۴۹۶)

سرانور اور کمال درجے کی عقل: یہی وہ سراقدس ہے جس میں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کمال درجے کی عقل عطا فرمائی۔ اس حوالے سے حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

قرأت في احد و سبعين كتابا فو جدت فی جمیعها ان الله تعالى لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا الى انقطائها من العقل فی جنب عقله صلى الله عليه و سلم الا تحبة رمل من بين رمال الدنيا.

یعنی میں نے اکہتر کتابیں پڑھیں اور مجھے سب میں یہی مضمون ملا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جو عقلیں عطا فرمائیں ہیں ان سب کی عقلوں کا مجموعہ حضور علیہ السلام کی عقل مبارکہ کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے تمام دنیا کے ریگستانوں سے ریت کے ذرے۔

اس کے بعد حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

آپ کی عقل کے مطابق ہی آپ کے وہ علوم ہیں جن پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمایا یعنی ما کان و ما یکون۔ ابتدائے عالم سے تاقیامت اور بعد قیامت اور آپ کے پورے کمالات کو بیان کرنے سے تمام جہاں کی زبانیں گنگ ہیں۔ چناں چہ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سات لاکھ زبانوں اور ایک سو پیشوں کے ماہر تھے۔

(شان مصطفی ﷺ بزبان مصطفی ﷺ ص: ایضا)

مذکورہ تمام باتیں اگر مد نظر رہے تو آپ برجستہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جب اللہ تعالی نے سر اقدس کو اتم و اکمل ، بے مثل حسین و جمیل اور ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک و منزہ بنایا تو آپ ﷺ کے تمام اعضاہائے مبارکہ کا عالم کیا ہو گا۔لیکن پھر بھی حق تو یہ ہے کہ راقم الحروف سے سر اقدس کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہ ہوا۔اپنی تحریر اس شعر پہ ختم کرتا ہوں :

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اللہ تعالی ہمیں جان ایمان، روح ایمان ،اصل ایمان یعنی حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی ﷺ کی تعلیمات حاصل کرنے کی توفیق عطافرمائے ، خوب خوب ادب و احترام کرنے کی سعادت عطافرمائے۔اور ہر طرح کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔امین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کے موئے مبارک

محمد حسنین رضا
ثالثہ

اللہ تبارک و تعالی نے ہمارے آقا مکی مدنی مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے کامل و اکمل اور بے مثال بنایا، ایسا بے مثال کہ جن لوگوں کو یا جن چیزوں کو آپ ﷺ سے نسبت ہو جاتی وہ بھی بے مثال ہو جاتیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ہر ہر عضو مبارک، ہر ہر ادا اور ہر ہر عمل بے مثال ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف بے مثال ہی نہیں بلکہ باعث برکت و شفا بھی ہیں، صرف کسی ایک عضو کی تعریف و توصیف بیان کی جائے تو صفحات کے صفحات جگمگانے لگ جائیں۔ نبی کریم ﷺ کے موے مبارک اور زلف عنبریں کے فضائل و برکات ہی آنے والے سطروں میں پڑھیں اور اپنے قلب و نگاہ کو منور کریں۔

موے مبارک قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالی قران پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی﴾

ترجمہ: اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت سے جمالِ مصطفٰی ﷺ نور کی طرف اشارہ ہے اور رات سے آپ ﷺ کے عنبرین گیسو (موے مبارک) کی طرف اشارہ ہے۔

(روح البیان، الضّحی، تحت الآیۃ: ۲، ۱۰/۴۵۳ بحوالہ تفسیر صراط الجنان)

اسی تفسیر کو امام اہل سنت اعلی حضرت اپنے اس شعر میں بیان فرماتے ہیں:

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضُحےٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے موئے مبارک کیسے تھے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا: زلف معنبر نہ گھنگھریالی تھی، نہ بالکل سیدھی بلکہ ان کے مابین تھیں۔

علامہ زمخشری نے لکھا ہے اہل عرب کے بال غالباً گھنگھریالے اور اہل عجم کے بال غالباً سیدھے ہوتے تھے۔ رب تعالیٰ نے مختلف لوگوں کے مختلف شمائل اور فضائل اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جمع کر دیے۔ سرِاقدس کی زلفیں مبارک شانوں تک ہوتی تھیں۔ دوسری روایت کے مطابق کانوں کے نصف تک ہوتی تھیں۔ دونوں روایتوں کو یوں جمع کرنا ممکن ہے کہ کبھی گیسوءے مبارک نصف کانوں تک اور کبھی مبارک شانوں تک ہوتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کبھی بال مبارک کندھوں تک اور کبھی کانوں کی لو تک ہوتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گیسوئے پاک کو لٹکاتے تھے جب کہ مشرکین اپنے بالوں کی مانگ نکالتے تھے۔ اہل کتاب بھی اپنے بال لٹکاتے تھے۔ جس معاملہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم الہی ہوتا تو آپ تالیف قلبی کے لیے اس میں اہل کتاب کی موافقت کرتے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانگ نکالنے لگے۔

امام قرطبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے: "ابتدائے اسلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے امر میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ بیت المقدس کی طرف رخ انور کر کے نماز پڑھتے تھے تاکہ ان کی تالیف قلبی ہو اور وہ آپ ﷺ کے پیغام کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ جب ان پر بدبختی غالب آگئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت سے امور میں ان کی مخالفت کرنے لگے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کہ یہودی اور نصاریٰ (بالوں کو) رنگتے نہیں تم ان کی مخالفت کرو۔

امام ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے معنبر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

علمائے کرام نے فرمایا ہے: مانگ نکالنا سنت ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف رجوع فرمایا تھا۔ اصحیح موقف یہ ہے کہ بال لٹکانا اور مانگ نکالنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن مانگ نکالنا افضل ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے "کہ فتح مکہ کے روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے گیسوئے پاک کی چار مینڈیاں تھیں۔

شرح المصابیح میں ہے کہ ہجرت کے سالوں میں سوائے عام الحدیبیہ کے آپ نے اپنے بال منڈوائے نہیں۔ پھر قضائے عمرہ میں پھر حجتہ الوداع میں اپنے بال مبارک منڈوائے۔ ان اوقات کے اعتبار سے ہی آپ کی مبارک زلفوں کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ سب سے چھوٹے بال حجتہ الوداع کے بعد تھے کیونکہ اس کے تین ماہ بعد آپ وصال فرما گئے۔

(السیرۃ النبویہ، ج2ص490 تا491)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفید بال کل سترہ یا بیس تھے:

حضرت ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے سر مبارک میں شیب یعنی سفید بال دیکھتے ہیں ارشاد فرمایا شَیَّبَتْنِي ھُودُ وَأَخَوَاتُھَا یعنی میرا سفید بال سورہ ھود اور اسکے علاوہ (بہنیں) ہیں۔ (ھود، واقعہ، حاقہ، معارج تکویر، اور قارعہ)

فائدہ: بالوں کے بارے میں سنت وہی ہے جسے اوپر بیان کیا گیا ہے اور سیدنا ابن عباس بھی ان کی حدیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالوں میں سدل فرماتے تھے۔ اہل کتاب بھی سدل کرتے تھے لیکن مشرکین اپنے بالوں میں فرق کرتے تھے۔ سدل سے مراد بالوں کا پیشانی کے اطراف پر لٹکانا ہے اور فرق کا مطلب بالوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے اس طرح سنوارنا کہ درمیان میں مانگ نکل آئے اسے مفرق یعنی تارک سر کہتے ہیں۔ جسے مانگ کہا جاتا ہے۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان امور میں جن کا حکم الٰہی نہ ہو اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرق فرمانے لگے۔ یعنی

بالوں کے درمیان سے مانگ نکالنے لگے۔اس بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ فرق کرنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "سدل" سے فرق کی طرف رجوع فرمایا۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ آپ کوایسا حکم دیا گیا۔ لہذا" سدل منسوخ ہو گیا۔اس کا بھی احتمال ہے کہ فرق کو اختیار فرمانا اجتہاد سے ہے کہ اس میں اہلِ کتاب کی مخالفت کیونکہ غیر مامور بہ میں اہل کتاب کی موافقت ان کی تالیفِ قلوب کے لئے تھی جب حق تعالیٰ نے آپ کو ان سے بے نیاز کر دیا تو آپ نے ان کی موافقت کو ترک کر دیا خلاصہ کلام یہ ہے کہ "سدل "اور فرق دونوں جائز ہے

موے مبارک احادیث وروایات کی روشنی میں

موے مبارک کی تعظیم اور صحابہ کرام:

عن أنس بن مالک رضي الله عنه قال: رأيتُ رسولَ اللهِ ﷺ والحلّاقُ يَحلِقُه، وأطافَ بِهِ أصحابُه، فمايُريدونَ أن تقعَ شعرةٌ إلّا في يدِ رجلٍ.

(صحیح مسلم، حدیث: 2325/صحیح بخاری، حدیث: 171)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کا حجام (نائی) بال کاٹ رہا تھا، اور صحابہ کرام آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے کھڑے تھے، وہ اس بات کا خیال رکھتے کہ کوئی بال زمین پر نہ گرے، بلکہ ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آجاتا تھا۔

موے مبارک کی برکت سے فتح ملنا

عن خالد بن الوليد رضي الله عنه: أنَّهُ كانَ في قلنسوَتِهِ شعراتٌ من شعرِ النَّبيِّ ﷺ، وأنَّهُ كانَ لايَشهدُ قتالًا وهيَ عليهِ إلَّا أُعطيَ النَّصرَ.

(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 4039/الاستیعاب فی معرفة الاصحاب)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے چند موے مبارک تھے، وہ فرماتے تھے کہ جب بھی میں یہ ٹوپی پہن کر کسی جنگ میں شامل ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔

فقط اس واسطے خالد نے ہر اک معرکہ جیتا
انھوں نے ٹوپی میں رکھے میرے سرکار کے گیسو

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور موئے مبارک

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ہی کے پاس حضور انور، شافع محشر، مدینے کے تاجور، باذن رب اکبر غیبوں سے باخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند بال مبارک تھے جنھیں آپ نے اپنے مکان کے ایک مخصوص حصہ میں ادب و احترام سے محفوظ کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ رات میں بیدار ہوئے تو دیکھا کہ مکان کے جس حصہ میں موئے مبارک تشریف فرماہیں وہاں ستاروں کی مانند کچھ روشنیاں چمک رہی ہیں اور تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ دوسرے دن آپ نے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تم نے ستاروں کی مانند جو روشنیاں دیکھی ہیں وہ فرشتوں کا نور ہے اور تم نے تلاوت قرآن کی جو آواز سنی وہ فرشتوں کے تلاوت قرآن کی آواز تھی بے شک فرشتے میرے بال مبارک کے پاس جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

موئے مبارک اور شفاء:

حضرت ام سلمہ ان کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند بال مبارک تھے جنہیں اُنہوں نے چاندی کی ایک ڈبہ میں محفوظ رکھا تھا جب آپ کے پاس کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتی کہ "پانی کا پیالہ لاؤ پھر آپ اس مبارک ڈبیہ کو اس پیالے کے پانی میں ڈبو کر دے دیتی، اُس پانی کو جو بیمار پیتا وہ شفایاب ہو جاتا۔ (بخاری شریف)

سبحان اللہ کیا عقیدہ تھا صحابہ کرام اور صحابیات کا اور اُم المومنین حضرت اُم سلمہ کا کہ جس ڈبہ میں موئے مبارک رکھا جاتا، اس کو پانی میں ڈبو کر جب وہ پانی بیمار کو پلاتیں تو بیمار شفایاب ہو جاتا۔ آج بھی ہم کسی کو موئے مبارک سے مس پانی دیتے ہیں اور وہ عقیدت سے پیتا ہے تو اللہ کے کرم سے اور حضور ﷺ کے موئے مبارک کی برکت سے شفا ملتی ہے۔

اسی لئے تو کسی عاشق نے کہا ہے:

گھماتی اُم سلمہ پانی میں موئے مبارک کو
مریضوں کو شفاء دیتے میرے سرکار کے گیسو

بے مثال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بے مثال موئے مبارک:

صحابہ کرام کا ان مبارک بالوں میں سے ایک بال کا بھی اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔ حضور سید عالم صحابہ کرام کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے تھے بلکہ خود اپنے موئے مبارک ان میں تقسیم فرمانے کا حکم ارشاد فرماتے، صحیح بخاری میں ہے:

موے مبارک کی تقسیم

عن أنس رضي الله عنه قال: > لما حلق رسول الله ﷺ رأسه بمنى، أَعْطَى الحلاق شِقَّه الأيمن، ثم دعا أبا طلحة فأعطاه إياه، ثم حلق شقَّه الأيسر، فأعطاه إياه، فقال: اقسمه بين الناس.

(صحیح بخاری، حدیث: 173/مسند احمد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں (حج کے موقع پر) اپنے سر کے بال منڈوائے تو آپ ﷺ نے حجام کو دایاں حصہ دیا، پھر حضرت ابو طلحہ کو بلایا اور ان کے حوالے کیا، پھر بایاں حصہ بھی منڈوایا اور انہیں دے کر فرمایا: اسے لوگوں میں تقسیم کر دو۔

منیٰ میں بال کٹوا کر دیا جب حکم آقا نے
ابو طلحہ نے پھر بانٹے میرے سرکار کی گیسو

چھ لاکھ موئے مبارک

حضرت ملا معین الدین کاشفی تحریر فرماتے ہیں کہ شب معراج اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

اے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کے سر مبارک پر چھ لاکھ بال پیدا فرمائے ہیں قیامت کے دن آپ کے ہر بال کے صدقے میں چھ لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد

فرماؤں گا۔

(معارج النبوۃ شریف)

موے مبارک کے حوالے سے درج بالا احادیث مبارکہ واضح کرتی ہیں کہ موئے مبارک کو محفوظ رکھنا اور اس سے تبرک حاصل کرنا ایک ثابت شدہ عمل ہے، جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور امت نے اسے اپنایا۔

الحمدللہ !اس فقیر نے ان موہائے مبارکہ کی زیارت بھی کی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے نیپال جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج کے لاءبریری میں موجود ہیں۔ان واقعات سے ہمیں بہت سے مدنی پھول بھی حاصل ہوتے ہیں۔

آخری نبی ﷺ کا لبِ اقدس

محمد رضا نورانی
سابعہ

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفی ﷺ کو ہر اعتبار سے کامل اور بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ دنیا میں تو بہت سارے انبیاے کرام تشریف لائے، بہت سارے رسولان عظام تشریف لائے، دنیا میں بہت ساری مخلوق پیدا کی گئی لیکن نبی کریم ﷺ تمام نبیوں میں افضل تمام رسولوں میں افضل تمام انسانوں میں افضل تمام جنوں میں افضل بلکہ یوں کہا جائے کہ تمام مخلوقوں میں سب سے زیادہ افضل و اعلی ہیں اور حقیقت تو یہی ہے کہ آپ ﷺ جیسی شخصیت آج تک دنیا میں نہ پیدا ہوئی اور نہ پیدا ہوگی۔

جس طرح نبی کریم ﷺ کی شخصیت بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح آپ ﷺ کا جسمِ اقدس بھی ہے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس کا ہر ہر عضو مقدس و متبرک ہے۔ ان میں سے ایک آپ ﷺ کا لبِ اقدس بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لب اقدس کے متعلق کچھ تحریر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اللہ تبارک و تعالی اس کو اپنے بارگاہ میں قبول و مقبول فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

نبی کریم ﷺ کا لبِ اقدس احادیث کی روشنی میں: امام طبرانی آپ کے مبارک ہونٹوں کے بارے میں روایت کرتے ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم احسن عباد اللہ شفتین"

یعنی رسالت مآب ﷺ کے ہونٹ مبارک اللہ کے تمام بندوں سے خوبصورت تھے۔

اسی طرح طبرانی کی دوسری روایت میں ہے:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم الطف عباد اللہ شفتین"

یعنی آپ کے مبارک ہونٹ تمام اللہ کے بندوں سے نرم و نازک تھے۔

(سراپائے مصطفےٰ ﷺ از کلامِ رضا ص 73)

اسی لیے تو اعلی حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے ہیں :

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

سکوت کے وقت آپ ﷺ کا لبہائے نازک: سکوت کی صورت میں مبارک ہونٹوں پر جو حسن کی فراوانی ہوتی اسے صحابہ نے یوں بیان کیا ہے:

"کان الطفھم ضم فم"

سکوت کے وقت آپ کے ہونٹ نہایت ہی لطیف و شگفتہ محسوس ہوتے۔

(شاہکارِ ربوبیّت ص 239)

ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ کی گفتگو موتیوں کی لڑی معلوم ہوتی جس سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

(جمال مصطفیٰ ﷺ ص 98)

اسی وصف پر نور کو سامنے رکھتے ہوئے اعلی حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

قبر انور میں لبِ مبارک سے یاد امّت : حضرت فضیل بن عباس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آقا و مولی ﷺ کو قبر انور میں لٹا دیا گیا تو میں نے آخری بار آپ کے چہرہ اقدس کا دیدار کیا، میں نے دیکھا کہ آقا ﷺ کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں، میں نے کان نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے: **"اللھم اغفر لامتی "**یعنی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔

(جمال مصطفیٰ ﷺ ص 98)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی بیان کرتے ہیں:

اصح یہ ہے کہ آپ ﷺ کو قبر انور میں اتارنے والے حضرت علی، عباس اور قثم رضی اللہ عنہم ہیں، ان میں سے قثم آخری شخص ہیں جو قبر انور سے باہر آئے، وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زیارت سے قبر میں مشرف ہونے والا میں آخری آدمی ہوں، میری نظر جب آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے مبارک لب حرکت کر رہے ہیں، میں نے اپنے کان آپ ﷺ کے منہ کے قریب کیے تو میں نے سنا آپ ﷺ فرمار ہے تھے، اے اللہ میری امت میری امت۔

(شاہکارِ ربوبیّت ص240)

لب مبارک کا سکوت اور حرکت: حضرت ام معبد رضی اللہ تعالی عنہا آپ ﷺ کے حسنِ تکلم کا بیان اپنے ان الفاظ میں کرتی ہیں:

"اذا صمت فعلیہ الوقار و اذا تکلم سما و علاہ البہاہ حلو المنطق"

یعنی جب آپ ﷺ خاموشی اختیار فرماتے تو چہرۂ اقدس سے وقار و عظمت جھلکتی اور جب کلام فرماتے تو اہلِ مجلس پر چھا جاتے اور آپ ﷺ کی گفتگو شہد کی طرح میٹھی ہوتی تھی۔

اصحاب سیر آپ ﷺ کی پیاری گفتگو کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کان اعذبھم کلاما حتی کان کلامہ یاخذ بالقلوب"

یعنی آپ ﷺ کا کلام اتنا میٹھا ہوتا تھا کہ دلوں میں اتر جاتا

شیخ عبد اللہ سراج الدین شامی آپ کی مبارک گفتگو کی حلاوت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلو المنطق حسن الکلام اذا تکلم اخذ بمجامع القلوب و سبی الارواح و العقول"

یعنی آپ ﷺ کی گفتگو نہایت ہی خوبصورت اور شیریں ہوتی جب آپ کلام فرماتے تو دلوں کو تسکین ہوتی اور روح و عقل اس میں گرویدہ و گرفتار ہو جاتے۔

(شاہکار ربوبیّت ص243)

میٹھی میٹھی عبارت پر شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما آپ ﷺ کی گفتگو کے بارے میں بیان کرتے ہیں: "اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ" جب آپ کو ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے مبارک دانتوں کے درمیان سے نور کی برسات لگ جاتی "گفتگو کے وقت آپ ﷺ کے دہن مبارک سے جو نور کی جھڑیاں لگتی تھیں ان کے بارے میں حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وامی وخالتی فلمارجعنا قالت امی وخالتی یا بنی ما رأینا مثل ھذا الرجل لا احسن رجھا ولا انقیٰ ثوبا ولا الین کلامًا ورأینا کالنور یخرج من فیہ" جب میں میری والدہ اور خالہ حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کے بعد گھر لوٹے تو میری خالہ اور والدہ مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگیں اے بیٹا ہم نے آج تک چہرہ کے لحاظ سے حسین، نظافتِ لباس اور نرمی کلام کے اعتبار سے اس ہستی جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کرتے وقت آپ ﷺ کے مبارک منہ سے نور کی جھڑی لگ جاتی۔

(شاہکار ربوبیّت ص 244,245)

نبی کریم ﷺ کا لب اقدس اور اعلیٰ حضرت کی شاعری:

سر تا بقدم ہے تن سُلطانِ زَمن پھول
لب پھول دَہن پھول ذَقن پھول بدن پھول
دندان ولب وزلف ورُخ شہ کے فِدائی
ہیں دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مُشکِ ختن پھول

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

جلی ہے سوز جگر سے جاں تک ہے طالب جلوۂ مُبارک
دکھا دو وہ لب کہ آب حیواں کا لطف جن کے خطاب میں ہے

مزید ایک جگہ لکھتے ہیں:

ڈُوب کر یادِ لبِ شاداب میں
آبِ کوثر کی سباحت کیجیے

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

ہیں عکسِ چہرہ سے لبِ گلگوں میں سُرخیاں
ڈُوبا ہے بدرِ گل سے شَفَق میں ہلالِ گل

اللہ جل جلالہ ہمیں نبی کریم ﷺ کے لب اقدس کے صدقے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی معنوں میں عشق عطا فرمائے اور دارین میں کامیابی عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ دہن مبارک

غلام ربانی عطاری
سابعہ

رسول اکرم ﷺ درحقیقت خالق کائنات کی وحدانیت کی اعلی وارفع دلیل ہیں کہ جو مخلوق ہو کر بے مثل ہو اس کے خالق کی کوئی مثل کیسے ممکن ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق سے ممتاز اور جُداگانہ حیثیت سے پیدا فرمایا۔ چوں کہ آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالی کی بے مثل تخلیق ہیں اسی لیے آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کا ہر ہر عضو بے مثال و بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضور کا دہن (منہ) مبارک بھی بے نظیر و بے مثال ہے اور آپ ﷺ کا دہن مبارک انتہائی درجہ کا حسین۔

دہن مبارک احادیث کی روشنی میں: آپ ﷺ کا دہن مبارک فراخ تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم.

ترجمہ: حضور ﷺ کا دہن مبارک فراخ تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فی صفت فم النبی ﷺ، ح:1436)

دہن مبارک ﷺ کے برکات: حضور ﷺ کا دہن مبارک کی خوب صورت بے مثل و ممتاز تو تھا ہی لیکن آپ ﷺ کا دہن مبارک کی برکات بھی بہت زیادہ ہیں۔ ذیل میں چند سپرد قرطاس کیے جارہے ہیں:

دم سے مریض شفایاب: جب حضور ﷺ کے دہن مبارک کے کمالات وبرکات یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کسی مریض پر اپنے مبارک دہن سے دم فرمادیا کرتے تو اللہ پاک اسے شفایابی عطا فرمادیتا اور اس کے بعد کبھی وہ شخص اس مرض میں مبتلا نہ ہوتا۔ حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضِی اللہ عنہا فرماتی ہے:

میں اور میری پانچ بہنیں نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں۔ اور آپ قدید (خشک کیا ہوا گوشت) تناول فرمارہے تھے۔ آپ نے چبا کر ایک ٹکڑا ان کو دیا، انہوں نے بانٹ کر کھالیا۔ مرتے دم ان میں سے کسی کے منہ میں بوئے ناگوار پیدا نہ ہوئی اور نہ کوئی منہ کی بیماری ہوئی۔

(خصائص الکبری، ج:1، ص:132)

پنڈلی کا درد ختم: آپ کے دہن مبارک کے دم سے درد و تکلیف بھی کافور ہو جایا کرتی ہے۔ چناں چہ غزوۂ خیبر کے دن حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایسی شدید ضرب لگی کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ شہید ہوگئے۔ حضور ﷺ نے اس پر تین مرتبہ دم کر دیا۔ اس کی برکت سے پنڈلی میں کبھی درد نہ ہوا۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا: جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر اعتبار سے بے مثال و بے نظیر پیدا کیا اسی طرح حضور ﷺ کے دہن مبارک سے نکلی ہوئی ہر بات فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتی، حضور ﷺ از روے گفتگو تمام انسانوں سے زیادہ فصیح اور کلام میں سب سے زیادہ میٹھا کلام فرمانے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ خود فرماتے ہیں:

میں عرب میں فصیح ترین ہوں،، جنتی جنت میں میلاد والے آقا ﷺ کی زبان بولیں گے۔

(فضائل النبی ﷺ، ج:5، ص:23)

آپ کے دہن مبارک سے نکلی بات نہ صرف فصیح و بلیغ ہوتی بلکہ وحی الٰہی بھی ہوتی خود اللہ پاک نے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ چناں چہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىﭤ(3) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى(4)﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

اسی آیت کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ دَہن جس کی ہر بات وَحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آپ جوامع الکلم ہیں: آپ ﷺ کے دہن مبارک سے نکلا کلام نہایت موزوں ہوتا۔ گفتگو بڑی دھیمی تھی ساتھ ہی آپ نہایت اختصار سے گفتگو فرماتے لیکن اختصار کے باوجود آپ جو بھی اظہار خیال فرماتے، وہ ہر اعتبار سے مکمل ہوتا۔ یہی وجہ ہے آپ کو ''جامع الکلم'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کا کلام نہ فضول اور نہ ہی مطلب ادا کرنے سے قاصر، یوں معلوم ہوتا کہ ایک لفظ دوسرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

عام لوگوں کی طرح آپ کا کلام بے ڈھنگا نہ ہوتا بلکہ جامع مانع ہوتا۔

الحاصل مذکورہ بالا تمام تمام واقعات آیت کریمہ، آحادیث مبارکہ، بزرگان دین کے اشعار اس بات پر دال ہے کہ حضور ﷺ کا دہن مبارک اورآپ کا گفتگو کرنا بے مثال و بے نظیر ہے ن۔ یز آپ کے دہن مبارک سے نکلنے والے تمام الفاظ حرف بہ حرف حق حق اور حق ہے۔

آخری نبی ﷺ کا دندانِ اقدس

محمد اشرف رضا
سابعہ

اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا اور ان میں جتنی چیزیں ہیں سب اسی کی تخلیق کردہ ہیں اور ان تمام تخلیقات میں سب سے بہتر و نمایاں اور افضل تخلیق حضرت انسان کی ہے اسی لیے ان کو "اشرف المخلوقات" کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھی شکل وصورت میں پیدا فرمایا ،انسان کا ہر اعضاء بہترین اور اعتدال والا بنایا لیکن جب اپنے حبیب ﷺ کی تخلیق فرمائی تو اپنے حبیب ﷺ کو ایسا بے مثال بنایا کہ آپ جیسا کوئی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے رخ زیبا کو ایسا بنایا کہ جو محبت سے دیکھے آپ ﷺ پر فدا ہو جائے، کافر دیکھے تو ایمان لے آئے، دست اقدس کو ایسا سخی بنایا کہ کوئی بھی سائل آپ ﷺ کے در سے خالی ہاتھ نہ لوٹا۔آپ کے جسم اطہر کو حسین و جمیل بنایا۔الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عضو کو نور علی نور اور بے مثال بنایا۔ان بے مثل و بے مثال اعضا سے "دندان مبارک" بھی ہے۔ ذیل میں احادیث مبارک اور روایات کی روشنی میں حضور ﷺ کے دندان مبارک کے تعلق سے لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضور ﷺ کے دندان مبارک کا حسن وجمال احادیث کی روشنی میں: نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک ہموار، باریک اور آبدار تھے اور ایک دوسرے سے جدا جدا تھے۔ روایت میں ہے کہ حضرت ہند ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

"کان النبی ﷺ ضلیع الفم، اشنب مفلج الأسنان"

آپ ﷺ کا دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) کشادہ تھا (یعنی تنگ نہ تھا آپ کے دانت مبارک باریک اور آب دار تھے اور) ان میں سے سامنے کی دانتوں میں قدر فصل تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ

كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سامنے والے دانتوں کے درمیان موزوں فاصلہ تھا۔ جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک سے نور پھوٹ رہا ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

آگے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو رباعیہ کہتے ہیں، ان سے متّصل ایک ایک دانت ثنائی کہلاتے ہیں، کیلوں کو انیاب کہتے ہیں، داڑھوں کو اضراس۔ حضور کی ثنائیہ دانت رباعیہ سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان باریک کھڑکیاں تھیں۔ یہ بھی حسن کا بہترین مرقع ہے یہ کھڑکی اوپر نیچے والے دونوں ثنایا میں تھیں۔ (اشعہ)

یہ نور، دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے سوئی تلاش کرلی جاتی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
رات کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

(کتاب: مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد:8، حدیث نمبر:5797)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ کوئی محسوس مبصر شئ تھی جو نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک کے درمیانی فصل سے نمودار ہوتی تھی۔

دندان مبارک روشن: حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "مبلج الثنایا" یعنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کے دندان مبارک (ثنایا) روشن تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے "براق الثنایا" روایت کیا ہے، یعنی آپ کے ثنایا مبارک چمک دار تھے۔

اولوں کے دانے جیسے دانت: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک اگر دانتوں سے تبسم اور ضحک کی حالت میں الگ ہوتے تو دانت مبارک

یوں معلوم ہوتے جیسے کہ اولوں کے دانے (جو پردے میں تھے اور اب ظاہر ہو گئے ہیں) ان کی سفیدی اور چمک، صفائی اور رطوبت اولوں کی مانند ہوتی۔

ترتیب میں کامل حسن محسوس ہوتا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک کا مسوڑھوں اور جبڑوں کے اندر جڑاؤ انتہائی حسین انداز میں تھا اور ترتیب میں کامل حسن محسوس ہوتا۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نبی اکرم ﷺ کے دندان مبارک کو در مکنون سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

كانما اللؤلؤ المكنون في صدف

من معدن منطق منه و مبتسم

"گویا منہ صدف میں چھپا رہنے والا آب دار موتی محبوب کریم ﷺ کے معدن نطق اور تبسم سے ہے"

اس شعر کا ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کلام اور دندان مبارک حسن اور آب و تاب میں چمک دار موتیوں سے زیادہ بڑھ کر ہے،

اس شعر میں نبی اکرم ﷺ کے کلام اور دندان مبارک کو در مکنون سے تشبیہ دینی تھی، لیکن شاعر نے در مکنون کو نبی اکرم ﷺ کے کلام اور دندان مبارک سے تشبیہ دی ہے، جو فن بیان میں تشبیہ سے زیادہ بلیغ اور حسین ہوتا ہے۔

(حسن مصطفی ﷺ، ص:65 تا 67)

حضور ﷺ کے دندان مبارک کی برکت: غزوہ احد میں جب حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا، تو حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ دانت مبارک ہمیں عطا فرما دیں، تاکہ اس کی برکت سے غضب الہی سے محفوظ رہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شکستہ دانت میری امت کے شکستہ دلوں کے لیے موجب بخشش ہے، روز محشر جب اللہ فرمائے گا کہ آپ کی امت نے میری نافرمانی کی ہے، تب میں عرض کروں گا: یا اللہ! تیرے بندوں نے میرا

دانت شہید کیا ہے، میں نے تو انہیں معاف کر دیا تو رحیم و کریم ہے تو بھی میری امت کو معاف کر دے۔

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں

(شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ، ص:525)

نبیِ رحمت ﷺ نے دین کے قیام اور امت کی فلاح کے لیے اپنا خون اور جسمانی آرام تک قربان کیا۔ دندانِ مبارک کا زخمی ہونا ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ دین کی راہ میں تکلیف آنا کوئی حیرت کی بات نہیں، بلکہ یہ قربانی کا تقاضا ہے۔ جب محبوب خدا ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہو سکتے ہیں، تو ہم پر بھی لازم ہے کہ دین کی حفاظت میں آنے والی چھوٹی بڑی آزمائشوں کو خندہ پیشانی سے قبول کریں۔

دلوں کو سکون میسر آتا ہے: دندانِ مبارک کی سفیدی سے چمکتی ہوئی مسکراہٹ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں روشنی اور سکون بھر دیتی تھی۔ وہ جب بھی آپ ﷺ کی مسکراہٹ کی جھلک دیکھتے، تو گویا ان کے غم کافور ہو جاتے اور دل میں ایمان کی مٹھاس گھل جاتی۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک مؤمن کا چہرہ، اس کی گفتگو، اور اس کی مسکراہٹ بھی رحمت و خیر کا ذریعہ ہونی چاہیے۔

الحاصل : حضور انور ﷺ کے دندانِ مبارک کا ذکر محض تاریخ یا جمالیاتی پہلو کی بات نہیں، بلکہ یہ محبت، عقیدت، سنت، اور دین کی روحانی گہرائی کا بیان ہے۔ ان دندانِ مبارک کی سفیدی و چمک ہمیں یہ یاد دلاتی ہے کہ اسلام پاکیزگی کا دین ہے، اور طہارت نہ صرف بدن کی زینت بلکہ ایمان کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ کا مسواک کرنا، دندانوں کو صاف رکھنا، اور ہر حال میں خوشبودار سانس کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا، ہمارے لیے ایک عملی درس ہے کہ ایمان اور نظافت کا گہرا تعلق ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

آخری نبی ﷺ کی زبان مبارک

محمد جلال الدین
خامسہ

اللہ پاک نے اپنی کامل حکمت کے مطابق اپنے ازلی علم کے ذریعے اس کائنات کو پیدا فرمایا۔ انسانوں کو پیدا فرما کر انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقے کی بھی رہنمائی فرمائی۔

تمام مخلوقات میں سب سے اعلی مقام و مرتبہ والے نبی ہمارے پیارے آقا ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ یقیناً آپ کی ذات ہمارے لیے نمونہ عمل ہے، یقیناً جب آپ کا تذکرہ آتا ہے تو دل مچل اٹھتا ہے اور آپ کے اعضاے مبارکہ کا ذکر کیا جائے تو زبان اس کی احاطہ نہیں کر پاتی اور نہ ہی قلم!

آپ نے شاید یہ محاورہ سنا ہوگا: "سمندر کو کوزے میں بند کرنا" (اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی بات کو مختصر الفاظ کے ساتھ بیان کر دینا)۔ عربی کا ایک محاورہ ہے: **خَیْرُ الکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ** یعنی بہترین بات وہ جو کم ہو اور مقصود پر دال ہو۔

اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، مکی مدنی، محمد عربی ﷺ اپنے تمام تر فضائل و کمالات کے ساتھ اپنی پاک ذات میں منفرد و بے مثال ہیں، آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ "جوامع الکلم" (یعنی مختصر سے جملے میں زیادہ معانی کو بیان کرنے کے معجزے سے نوازے گئے)

حضرت علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو تمام زبانیں سکھا دی تھیں۔

آپ کے جسم اطہر میں سے ہر اعضا ایک الگ فضائل کے حامل ہیں، انہیں مبارک اعضا میں زبان مبارک ہے، جس کی تعریف میں امام اہل سنت اعلی رطب اللسان ہیں:

وہ زبان جن کو سب کن کی کنجی کہے
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

زبان رسالت کا ذکر قرآن مجید میں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک نہایت شیریں، حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی اور ہر قسم کے افراط و تفریط، جھوٹ، غیبت اور ممنوعات شرعیہ سے بالکلی پاک وصفاف تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾

(سورہ طٰہٰ آیت 114)

ترجمہ کنزالایمان: اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہولے اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے

سورہ قیامہ میں ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾

(سورہ قیامہ آیت 16)

ترجمہ کنزالایمان: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔

جب حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام رسولُ اللہ ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے تو حضورِ اقدس ﷺ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے (پڑھنے کے) ساتھ اپنی زبان اور ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے اور اس سے آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تکلیف ہوتی جو کہ دوسروں کو بھی معلوم ہو جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی یہ مشقت گوارا نہ فرمائی اور سورہ قیامہ میں یہ آیات نازل فرمائیں:

کان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یظهر التعجیل فی القراءة مع جبریل، و کان یجعل العذر فیه خوف النسیان، فکأنه قیل له: إنک إذا أتیت بهذا العذر لکنک تعلم أن الحفظ لا یحصل إلا بتوفیق اللہ و إعانته فاترک هذا التعجیل و اعتمد علی هدایة

اللہ تعالی، وھذاھو المراد من قولہ.

نبی کریم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ پڑھنے میں جلدی فرمایا کرتے تھے اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جلدی فرمانا نسیان کے عذر کے اندیشہ کی وجہ سے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بنا پر جلدی قراءت فرماتے ہیں لیکن اس بات کو جان لیجیئے کہ حفظ کرنا اللہ کی توفیق و مدد کے ساتھ ہی ممکن ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عذر کو دور فرمائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رہنمائی پر اعتماد فرمائیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

(تفسیر رازی سورہ طہ کی تفسیر)

زبان اقدس کی فصاحت وبلاغت:

حضور صلی االلہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس کی بلاغت، جامع کلمات، بدیع بیان اور حکمت نرالے شان والی تھی۔آپ زبان مقدس کے اعتبار سے ساری مخلوق سے زیادہ فصیح تھے، آپ کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا، زبان رسالت کا یہ مقام و مرتبہ کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تبارک وتعالی نے آپ کی زبان حق ترجمان کو آسان فرمایا:

﴿فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ﴾

(سورہ دخان آیت 58)

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اس قرآن کو تمھاری زبان میں آسان کیا کہ وہ سمجھیں

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان عربی میں نازل فرما کر اس لیے آسان کر دیا تا کہ آپ کی قوم کے لوگ اسے سمجھیں اور اس سے نصیحت حاصل کریں اور اس کے احکامات پر عمل کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو آپ ان کی ہلاکت اور ان پر آنے والے عذاب کا انتظار کریں، بے شک وہ بھی آپ کی وفات کا انتظار کر رہے ہیں۔

(تفسیر صراط الجنان)

اور آپ ﷺ کی زبان مبارکہ کی فصاحت وبلاغت کا تذکرہ حدیث پاک میں یوں آیا ہے:

قال ابو بکر یا رسول الله لقد طفت في العرب و سمعت فصحاءهم، فما سمعت أفصح منک قال: أدبني ربي و نشأت في بني سعد ابن بكر».

(خصائص کبری جزاول صفحہ 108)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک بار بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سارے عرب کے بڑے بڑے فصحا کو سنا ہے مگر آپ سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا: میرے رب نے میری تربیت فرمائی ہے اور میری پرورش بنی سعد میں ہوئی ہے۔

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کے دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہو جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیان نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(حدائق بخشش)

آپ ﷺ کی زبان اقدس کی رنگت:

رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس بالکل آپ ﷺ کے جسم اطہر کی طرح تھی، زبان مبارک اعتدال و موزونیت کی شاہکار تھی اور ساتھ ہی ساتھ سرخ و پتلی بھی تھی، صاف و شفاف تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دہن مبارک کی پاکیزگی کے بنا پر آپ ﷺ کی زبان مبارک کی نظافت بھی انتہائی اعلی درجے کی تھی یہی وجہ ہے کہ زبان اطہر کی رنگت سرخی مائل تھی اس پر کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہے چناں چہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت حسن بن علی کے لیے اپنی زبان مبارک کو دہان اقدس سے باہر نکالتے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کی زبان کی سرخی کو دیکھتے اور اس کی

طرف جھپٹتے۔(شمائل محمدیہ)

لایعنی باتوں سے پاک زبان مبارک:

حضور ﷺ کی زبان مبارک فضول اور لایعنی باتوں سے پاک وصاف تھی اس لیے کہ زبان اقدس وحی الہی کا ماخذ مراضع تھی اس لیے اس زبان مبارک میں سیرے سے غلطی اور خطا کا کوئی امکان ہی نہیں تھاچناں چہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحزن لسانہ الا فیما یعیبہ

یعنی نبی کریم ﷺ زبان اقدس کولایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔(شمائل محمدیہ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سچ اور حق بات ہی نکلتی تھی جو کہ منصب نبوت ورسالت کا عین تقاضہ ہے اور آپ ﷺ حق کے علاوہ لایعنی کلام کبھی بھی نہیں فرماتے تھے۔

زبان مبارک سے نکلاہواسب سے پہلے کلمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو کلمات نکل گیا وہ کلمات بھی فضیلت کے شرف سے با مشرف ہوجاتی ہے لیکن جو کلمات زبان اقدس سے سب سے پہلے ادا ہوئے وہ ایک الگ ہی فضائل کے حامل ہوتا ہے۔

وذکر ابن سبع في الخصائص ان مھدہ کان یتحرک بتحریک الملائکتہ وان اول کلام تکلم بہ ان قال اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا

ابن سبع نے الخصائص میں ذکر کیا ہے کہ مہد مبارک فرشتے ہلا رہے تھے اور آپ نے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا:

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد آپ کی زبان مبارک سے جو سب سے پہلا کلمات ادا ہوئے وہ یہ ہیں اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا

(الخصائص الکبری جزاول صفحہ 91)

زبانِ رسالت کا اندازِ بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ ہر سامع اسے اچھی طرح محفوظ کر لیتا تھا۔ بعض اوقات اہم بات کو تین دفعہ بھی دہراتے۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کی مبارک گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں کہ آپ جلدی جلدی کلام نہیں فرماتے تھے اور آپ کی گفتگو بڑی واضح اور صاف ہوتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کی گفتگو کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ اسی حوالہ سے آپ مزید فرماتی ہیں:

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثا حتى تفهم عنه

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو تین مرتبہ دوہراتے یہاں تک کہ مخاطب سمجھ جاتا (شانِ مصطفی بزبانِ مصطفی)

دوسرے مقام پر سیّدہ عائشہ صدیقہ ہی سے مروی ہے کہ آپ اس طرح سمجھا کر گفتگو فرماتے کہ اہلِ مجلس میں سے ہر کوئی اسے محفوظ کر لیتا تھا: چناں چہ روایت میں اس طرح منقول ہے:

ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرد كسردكم هذا ولكنه كان يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلس اليه. (شمائل محمديه)

آپ کا طریقہ جلدی جلدی گفتگو کرنے کا نہ تھا بلکہ انتہائی واضح اور صاف گفتگو فرماتے اور آپ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر سکتا تھا۔

آپ ﷺ جامع اور مانع گفتگو فرمانے والے تھے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تمہارے کلام کے مانند نہ تھا کہ بوجہ عجلت سامع پر ملتبس ہو (شک وشبہ) ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام واضح اور مبین ایسا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا آپ کی زبان مبارک میں ایسی فصاحت و بلاغت والی آواز تھی جس کو سننے والے اپنے سینے میں ہیرے اور جواہرات کی طرح سما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک موتی کی لڑی کی طرح ہوتی گویا کہ زبان مبارک سے پھول جھڑ رہی ہے۔

حضرت حارث بن ابوامامہ اور امام بیہقی نے ام معبد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا جب آپ خاموش رہتے تو آپ پر وقار ہوتے جب محو گفتگو ہوتے تو آپ پر رونق ہوتی آپ شیریں گفتگو تھے۔

(سیرت النبی جلد 7 صفحہ 142)

حقیقت یہی ہے کہ کلام ہی زبان جیسے پوشیدہ جسمانی حصہ کا آئینہ و ترجمان ہوتا ہے اور اس میں رسول اکرم کی زبان مبارک تمام آئینوں پر سبقت رکھتی ہے۔

یقیناً نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک حق کی ترجمان ہے اور ہر عیب اور لایعنی باتوں سے پاک ہے۔ جس طرح آپ ﷺ لایعنی باتوں کو اپنی زبان مبارک سے نہیں نکالتے تھے تو ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنی زبان سے وہی بات کو نکالے جس سے دوسرے کو فائدہ پہنچے اور لایعنی و بیکار قول سے اپنے آپ کو بچائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں بیان کردہ چیزوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضور ﷺ کے سنتوں پر عمل کا جزبہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

آخری نبی ﷺ کی آواز مبارک

محمد اختر رضا
خامسہ

نبی پاک ﷺ تمام انبیاے کرام کے سردار اور تمام بشر سے افضل واعلی ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ افصح العرب اور افصح الناس تھے، آپ ﷺ کی آواز مبارک بہت ہی خوبصورت اور دل نشیں اور دل پذیر تھی کہ آپ ﷺ کی آواز مبارک سننے کے لیے حضرت جبرئیل سدرہ چھوڑ کر آجایا کرتے تھے، آپ ﷺ کی تلاوت سننے کے لیے فرشتے آسمان چھوڑ کر آجایا کرتے تھے، آپ ﷺ کی آواز سن کر غیر مسلم اسلام قبول کر لیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی آواز مبارک میں وہ کشش تھی کے ہر قرب وبعد والے سن لیا کر تے تھے، آپ ﷺ کی آواز مبارک میں نرمی، وقار اور محبت ہوتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کبھی چلا کر گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے تاکہ سننے والا سمجھ سکے۔ آپ ﷺ کے عشاق آپ ﷺ کی آواز مبارک سننے کے لیے تڑپتے تھے۔

نبی پاک ﷺ کی آواز مبارک قرآن کی روشنی میں: نبی پاک ﷺ کی آواز مبارک کی شان اتنی بلندو بالا تھی کہ جن کا ادب کرنے کے بارے اللہ پاک نے اپنی عظیم کتاب قرآن مقدسہ میں خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (پارہ:۲۶، سورہ الحجرٰت، آیت:۲)

ترجمہ: کنزالعرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے: اس آیتِ مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے

حبیب ﷺ کے دو عظیم آداب سکھائے ہیں۔ پہلا ادب یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب نبیؑ کریم ﷺ تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمھاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو بلکہ جو عرض کرنا ہے وہ آہستہ اور پست آواز سے کرو۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ تمہیں جو عرض کرنا ہو وہ ادب و تعظیم اور توصیف و تکریم کے کلمات اور عظمت والے اَلقاب کے ساتھ عرض کرو جیسے یوں کہو: یا رسولَ اللہ! ﷺ، یا نَبِیَّ اللہ! ﷺ، کیوں کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

نبی ﷺ کی آواز مبارک حدیث کی روشنی میں: حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک غایت درجہ پیاری تھی آپ سے بڑھ کر کوئی خوش آواز اور شیریں کلام نہ تھا ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

ما بعث الله نبيا الا بعثه حسن الوجه و حسن الصوت حتي بعث نبيكم ﷺ فبعثه حسن الوجه و حسن الصوت. (فضائل النبی ﷺ: جلد سوم: ص ۲۰۶ تا ۲۰۷)

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا مگر خوش آواز اور خوش صورت بنا کر یہاں تک کہ تمھارے نبی ﷺ کو ان سب سے بڑھ کر خوش الحان اور خوبرو بنا کر بھیجا۔

تمام انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام خوبرو اور خوش آواز تھے مگر نبی اکرم نور مجسم نور محتشم جان کائنات ﷺ ان سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے آپ ﷺ کی آواز مبارک میں ذرا گرانی پائی جاتی تھی جو اوصاف حمیدہ میں شمار ہوتی ہے، خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ ﷺ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آپ ﷺ کی آواز مبارک پہنچتی، کسی اور کی نہ پہنچتی تھی بالخصوص خطبوں میں آپ ﷺ کی آواز مبارک گھروں میں پردہ نشیں عورتیں تک پہنچ جاتی تھی۔ (سیرت رسول عربی ﷺ)

بیہقی میں ہے جب رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آواز مبارک سب کو سنائی دیتی جہاں تک کہ دوسروں کی آواز نہ پہنچ سکتی تھی وہاں تک آپ ﷺ کی آواز مبارک بے

تکلف پہنچ جاتی تھی۔ چناں چہ پردوں میں بیٹھی ہوئی مستورات بھی آپ ﷺ کی آواز مبارک کو باآسانی سن لیتی تھیں۔

حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اجلسوا ، فسمع عبداللہ بن رواحۃ وھو فی بنی تمیم فجلس فی مکانہ.

بیٹھ جاؤ تو عبداللہ بن رواحہ نے قبیلہ بنی تمیم کے مقامات پر اس آواز کو سنا تو فوراً وہیں بیٹھ گئے۔

دُور نے نزدیک نے آواز یکساں ہی سنی
جب ہوئے بالائے منبر رَحمَۃٌ لِلعَالَمِیْن

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ فِي الْعِشَاءِ، وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً.

یعنی میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز عشاء میں والتین والزیتون سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں نے کوئی آواز نہ سنی جو آپ ﷺ کی آواز سے زیادہ خوب صورت ہو۔

امام طبرانی اور امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ محو تکلم ہوتے تو دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔ آپ ﷺ کی آواز مبارک اس جگہ پہنچ جاتی جہاں کسی دوسرے کی آواز نہیں پہنچ پاتی تھی۔

(سیرت النبی ﷺ، ج:۲، ص:۴۸۱)

اوپر جو باتیں نقل کی گئی ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کی آواز مبارک اتنی بہترین اور خوبصورت بنائی ہے کہ اس پوری دنیا میں آپ ﷺ کی آواز مبارک کی نظیر نہیں پائی جاتی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں جس کا بیاں نہیں

آخری نبی ﷺ کی ریش مبارک

محمد ناظم عطاری
خامسہ

حضور ﷺ کا ہر ہر عضو باکمال و بے مثال ہے۔ آج تک کوئی آپ کے کسی ایک جز پر بھی کما حقہ نہ لکھ سکا اور نہ لکھ سکے گا۔ لکھے بھی کیسے جب آپ کی تعریف و ثنا خود آپ کا رب ذوالجلال کر رہا ہے۔ ہم اگرچہ آپ کی کما حقہ تعریف و توصیف نہ کر سکیں لیکن ہم غلام ہیں اور غلامی کا حق ہے کہ اپنے آقا کی تعریف و ثنا سے زبان ہمیشہ تر رکھے اور آقا بھی اللہ کے رسول ﷺ کی ذات گرامی ہو تو تعریف و توصیف کی کیا حد ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ ہمارا آپ کریم ﷺ کی تعریف و توصیف کرنا ہمارے لیے سعادت ہے ورنہ اگر ہم نہ بھی کریں تو آپ کی تعریف و توصیف میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ذیل میں راقم الحروف اپنے آقا و مولیٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ریش مبارک کے بارے میں لکھ کر غلامانِ رسول ﷺ کی فہرست میں اپنا نام درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ریشِ مبارک احادیث کی روشنی میں: حضور نبی کریم ﷺ کی لحیہ مبارک کیسی تھی، آپ کا داڑھی رکھنے کا انداز کیا تھا، اور ہمیں اس بارے میں کیا حکم ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا مبارک رسالہ ”لمعۃ الضحیٰ“ سے احادیث کی روشنی میں تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کثیر اللحیہ تھے: جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ کثیر شعر اللحیہ.

یعنی رسول ﷺ کی ریش مبارک میں بال کثیر و انبوہ تھے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲، ص:۶۳۲، رسالہ لمعۃ الضحیٰ)

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیض اللون مشربا بحمرة ادعج

العینین کث اللحیۃ۔

(ایضًا 633)

یعنی رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا، سرخی آمیز آنکھیں بڑی، خوب سیاہ داڑھی گھنی تھی۔

حسان الہند اعلیٰ حضرت اپنے محبوب کریم ﷺ کی ریش مبارک پر درود و سلام عرض کرتے ہوئے تذکرہ یوں کرتے ہیں:

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

نبی کریم ﷺ کی داڑھی ایک مشت تھی: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

قَالَ (ﷺ): خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِرُوا اللِّحى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا إِذا حَجَّ أو اعتمر قبضَ عَلَى لِحَيَتِهِ فَمَا فضل أخذه۔

یعنی نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو وافر رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے جو اس سے زیادہ ہوتی تو اسے کاٹ لیتے۔

تشریح: فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر کرتے ہیں:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔ لیکن حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک مشت سے زائد داڑھی کو کاٹتے تھے اور ظاہر سی بات ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے سن کر ہی اس پر یہ عمل کیا ہو گا تو حاصل کلام یہ نکلا کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج:ص:540)

ابن سعد طبقات میں عبد اللہ بن عبد اللہ سے مرسلا راوی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لکن ربی امرنی ان احفی شاربي و اعفی لحیتی.

مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ میں اپنی مونچھیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب حضور پر نور سید یوم النشور ﷺ نے اسلامی ہدایات کا پیغام و فرمان دنیاوی بادشاہ کو ارسال فرمایا تو سگ ایران خسرو پرویز نے فرمان اقدس چاک کر دیا اور باذان صوبہ یمن کو لکھا کہ دو مضبوط آدمی بھیج کر آپ ﷺ کو یہاں بلائے۔ باذان نے اپنے داروغہ بانویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی (کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ یہ دونوں جب حاضر بارگاہ ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ سید عالم ﷺ کو ان کی طرف نظر فرمانے میں کراہت آئی اور فرمایا: خرابی ہو تمھارے لیے! تمہیں کس نے اس کا حکم دیا۔ وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مگر مجھے میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔

(فتاوی رضویہ ج:22ص:648)

یاعبادَ اللہ! اس حدیث پاک پر غور کریں کہ بانویہ اور خرخسرہ اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان جان بوجھ کر اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی روگردانی کرے مجوسیوں جیسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے باعث کراہت و بیزاری ہو گا۔

داڑھی کے فوائد: الحمد اللہ داڑھی رکھنا سنت مصطفی ﷺ ہے اور جن کے چہرے پر داڑھی ہو تو ان کے رخسار میں الگ ہی خوبصورتی ہوتی ہے۔

جس کی داڑھی ہوتی ہے اس کی معرفت بھی عظیم و جمیل ہوتی ہے, اس بارے میں بعض اُدبا سے منقول ہے:

داڑھی کے بہت فوائد ہیں جن میں سے (۱) ایک یہ کہ لوگوں میں داڑھی والے آدمی کی عزت ہوتی ہے (۲) لوگ اس کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتے ہیں (۳) مجالس میں اسے اچھی نشست

دی جاتی ہے۔(۴)لوگ اس کی بات توجہ سے سنتے ہیں (۵) جماعت میں اسے آگے کرتے ہیں (٦)بغیر داڑھی والے آدمیوں کے مقابلے میں داڑھی والے کو فضیلت دی جاتی ہے۔

(رسائل رضویہ، لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء الحی، جلد:22ص:656)

اور داڑھی نہ رکھنے کی خرابیاں: سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور یہ کفاروں کا شعار ہے تو ہم کیوں غیرو کے طریقے کو اپنائے، داڑھی ایسی چیز ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ظاہری فرق کرتی ہے اور داڑھی نہ رکھنا عورت سے اپنے اپ کو تشبیہ دینا ہے اور عورت کے مشابہت کرنے کے بارے میں حدیث پاک میں سخت وعید آئی ہے جیسا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

لعن اللہ الملئکۃ رجلا تانث و امر اۃ تذ کر ۃ و لعیاذ باللہ رب العالمین۔

یعنی اللہ عزوجل اور فرشتوں نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت بنے اور اس عورت پر جو مرد بنے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد:22ص:670)

ہمیں شکرادا کرنی چاہیے کہ اللہ پاک نے ہمیں مرد پیدا کیا اور اللہ پاک خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾

(سورۃ النساء، آیت:34)

مرد عورتوں پر نگہبان ہیں۔

تو ہم کیوں اپنی داڑھی کتر کر اپنے آپ کو عورت سے تشبیہ دے کر محکوم بنے۔

ان سب باتوں سے ہمیں درس ملتا ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے طریقے پر معتدل انداز میں داڑھی رکھیں ماشاء اللہ اس سال 1500 سالا جشن عید میلاد النبی ہونے جارہا ہے تو جس طرح ہم گھر اور گلیوں کو سجاتے ہیں اسی طرح ہم اپنے رخسار پر داڑھی کو سجا کر 12 ربیع النور میں حضور کو تحفہ پیش کیجیے اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہم سب کو حضور ﷺ کی ان پیاری سنت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

آخری نبی ﷺ کی ناک مبارک

محمد کوثر عطاری
سابعہ

آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر ہر شئ کو انفرادی شان کے ساتھ پیدا فرمایا ۔آپ ﷺ کے جسمِ اطہر میں سے ایک عضو کامل آپ ﷺ کی ناک مبارک ہے جو اپنی ہیئت و کیفیت میں آپ ﷺ کے ہر عضو کی طرح بے نظیر و بے مثال تھا۔

بینی مبارک احادیث کی روشنی میں: آپ ﷺ کی ناک مبارک بلندی کی طرف مائل تھی جس پر ایک قسم کی چمک و نورانیت تھی۔ناک کا بلند اور نمایاں ہونا ہمیشہ سے عزت و شرافت کی علامت رہا ہے۔حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ وَ أَقْنَى الْعِرْنِين لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسِبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمّ.

(الشمائل المحمدیہ حدیث:7 مطبوعہ مکتبہ المدینہ ص:57)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی بینی مبارک بلند تھی اور اُس پر نور جھلکتا رہتا تھا۔جو غور سے نہ دیکھتا وہ سمجھتا کہ آپ کی ناک مبارک ہی اس قدر بلند ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک سیاہ افلاک ﷺ کی نورانی ناک بھی اونچی، پتلی اور لمبی تھی اور یہ تینوں صفات آپس میں انتہائی معتدل و مناسب انداز میں یکجا تھی جس کی وجہ سے ناک مبارک نہایت پر نور ،خوبصورت اور دل آویز دکھائی دیتی تھی۔نیز آپ ﷺ کے حسن میں مزید اِضافہ اس نور سے ہو جاتا تھا جو آپ کی ناک مبارک پر ہر وقت چھایا رہتا تھا اسی نور کی وجہ سے آپ ﷺ کی ناک مبارک نمایاں طور پر بلند اور طویل نظر آتی تھی۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اقنی کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اقنی کی تفسیر ''سائل الحاجبین''یعنی مرتفع الوسط سے کی گئی ہے۔سائل سیلان سے مشتق ہے۔جس کے معنی ناک کی لمبائی اور باریکی میں یک گونہ ہمواری کے بھی منقول ہیں اور لفظ دقت

(باریکی) سیلان کے ہم معنی بھی آتا ہے جس کا مطلب ناک کے موٹاپے کی نفی کرنا ہے۔

(مدارج النبوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی) (مترجم: مفتی غلام معین الدین نعیمی)، ج:1، ص:23)

مزید آپ تحریر فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ کی بینی مبارک ایسی نورانی تھی کہ دیکھنے والا جب تک بغور نہ دیکھے یہی گمان کرتا تھا کہ آپ ﷺ کی بینی شریف بلند ہے حالانکہ بلند نہ تھی بلکہ یہ بلندی نور کی تھی جو ہر ایک شے کو نمایاں کرتا تھا۔ نیز اس خوبی میں نیک بختی اور سعادت مندی کی نشانی بھی ہے۔(مصدر سابق)

وہ بینی مبارک جس پہ نور اک جگمگاتا تھا
کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

(حلیہ نبی کریم ﷺ، ص:54)

نامِ خدا مُرَقَّعہ، نامِ خدا رُخِ حبیب
بینی الف ہے ہ دہن زُلفِ دوتا ہے لام دو

(بیاض پاک)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناک مبارک کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دقیق العرنین.

(تاریخ دمشق الکبیر جلد 3 ص 263)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی بینی مبارک قدرے باریک تھی۔

بینیِ پُر نور پر رَخشاں ہے بُکّہ نور کا
ہے لِواءُ الحَمد پر اُڑ تا پھر یرا نور کا

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام: بینی مبارک دراز اور نہایت خوبصورت تھی اور جیسے اللہ تعالیٰ نے قوت سمع و بصر میں آپ ﷺ کو درجہ کمال عطا فرمادیا تھا۔ اسی طرح قوت شامہ میں بھی کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ کئی میلوں کی مسافت سے آپ خوشبو سونگھ لیتے۔ چناں چہ تفسیر روح

البیان کے حوالے سے حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمتہ اپنی تفسیر قرآن ''اشرف التفاسیر المعروف تفسیر نعیمی''میں لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں بیٹھے اپنے صحابہ کرام کے سامنے ایک دن ارشاد فرمایا۔

انی لاجد ریح الرحمن من قبل الیمن.

مجھے یمن کی طرف سے رحمن کی خوشبو آرہی ہے۔

کہاں یمن اور کہاں مدینہ مگر خوشبوئے محبت سونگھی جارہی ہے اور اس محبت کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ صحابہ کرام کے سامنے بھی فرمایا۔ ابن سعد و حاکم نے حضرت سعد سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس ایک پیالے میں کھانا لایا گیا۔ آپ نے اس سے کچھ تناول فرمایا اور کچھ پیالے میں بچ گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے، وہ اس کھانے کو تناول کرے گا تو تھوڑی دیر بعد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اس سے تناول کیا۔ (یہاں حوالہ نہیں ہے۔)

نیچی نظروں کی شرم و حیا پر دُرود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

الحاصل : مذکورہ بالا تمام باتوں یہ یہی پتا چلتا ہے کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک اونچی تھی - اس پر نور کا غلبہ رہتا تھا - جو غور سے نہ دیکھتا اسے یوں لگتا کہ آپ کی ناک کے بانسوں کا اُبھار ہے - لیکن ان میں ابھار نہ تھا ۔ مولانا اختر الحامدی نبی کریم ﷺ کی بینی مبارک کے بارے میں اعلیٰ حضرت کے ایک شعر پر بطور تضمین لکھتے ہیں :

ضو فگن ہے کعبہ جاں پر منارا نور کا
ہے اسی کی سیدہ میں لاریب رستہ نور کا
زر فشاں کیا پرچم حق پر ہے تارا نور کا
بینی پر نور پر رخشاں ہے بکہ نور کا
ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

(شرحِ حدائق بخشش حصہ دوم ص 17)

آخری نبی ﷺ کا گوش مبارک

قمر الزماں عطاری
سابعہ

پیارے اسلامی بھائیو: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو باکمال و ممتاز بنایا آپ ﷺ کی ذاتِ ہر اعتبار سے اکمل افضل ہے، آپ ﷺ کا جسم اطہر کا ہر ہر حصہ سراپائے نور کا آئینہ دار ہے اور صحابہ کرام اور بزرگان دین نے آپ ﷺ کی سیرت پر ہی نہیں بلکہ ہر ہر عضو سے محبت و تعظیم کی ہے، ان ہی میں سے آپ ﷺ کا گوش مبارک بھی ہے جو بے انتہا کمال وحسن کا محور ہے۔

گوشِ مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کا گوشِ مبارک کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دیگر اعضا کی طرح تام و کامل بنایا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم تَامَّ الْأُذُنَيْنِ۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج:1، ص:413)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کے گوش مبارک کامل و تام تھے۔

سیاہ بالوں میں روشن ستارے: آپ کے گوش مبارک کے اوپر آپ کی زلفِ نازنین اپنا جلوہ بکھیرتی تو آپ کو گوش مبارک ایسا محسوس ہوتا گویا سیاہ بادلوں میں ستارے چمک دمک رہے ہوں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَكَانَ صلى الله عليه وآله وسلم رُبَّمَا جَعَلَهُ غَدَائِرَ أَرْبَعٍ تَخْرُجُ الْأُذُنُ الْيُمْنَى مِنْ بَيْنِ غَدِيْرَتَيْنِ يَكْتَنِفَانِهَا، وَتَخْرُجُ الْأُذُنُ الْيُسْرَى مِنْ بَيْنَ غَدِيْرَتَيْنِ يَكْتَنِفَانِهَا، وَتَخْرُجُ الْأُذُنَانِ بِبَيَاضِهَا مِنْ بَيْنِ تِلْكَ الْغَدَائِرِ كَأَنَّهُمَا تُوْقَدُ الْكَوَاكِبُ الدُّرِّيَّةَ بَيْنَ سَوَادِ شَعَرِهٖ۔

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، ج:3، ص:357)

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ کبھی اپنے مبارک بالوں کو چار حصوں میں تقسیم فرما دیتے، ایک

طرف کے دو حصوں میں دایاں گوش مبارک نمایاں ہوتا جسے بالوں نے گھیرا ہوتا اور دوسرے دو حصوں میں سے بایاں گوش مبارک نمایاں ہوتا جسے بالوں نے گھیرا ہوا ہوتا، اور ان بالوں میں گوش مبارک اپنی سفیدی کے ساتھ ایسے نمایاں ہوتے جیسے سیاہ بالوں میں روشن ستارے چمک رہے ہوں۔

قوتِ سماعتِ مصطفیٰ ﷺ: اللہ تعالیٰ نے قوت بصارت کی طرح قوت سماعت بھی آپ ﷺ کو بطریق خرق عادت غایت درجہ کی عطا کی تھی، اسی واسطے سے آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرماتے:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ.

(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب في قول النبي ﷺ: لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا، ح: 2312)

ترجمہ: جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔

امت کے درود کو سماعت فرمانا: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے کان مبارک میں یہ اعجاز و کمال رکھا ہے کہ وہ ہمہ وقت سب کا درود سنتے ہیں۔ حضور ﷺ سے محبت کرنے والے مسلمان اگرچہ لاکھوں میل دور شرق میں ہوں یا غرب میں، جنوب میں ہوں یا شمال میں کسی بھی مقام پر ہو حضور نبی کریم ﷺ اس کے درود کو سنتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فراتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم :اکثرو الصلوۃ علی یوم الجمعة فانه یوم مشھور تشھدہ الملائکة لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان، قلنا: وبعد وفاتک؟قال: وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء.

(القول البدیع للسخاوی، ص: 164)

حضور ﷺ نے فرمایا مجھ پر روز جمعہ زیادہ درود پڑھا کرو اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود پڑھتا اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے چاہے وہ آواز جہاں کہیں کی بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا: آپ ﷺ کے وصال کے بعد؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی (مجھ تک آواز پہنچتی ہے) کیوں کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم

السلام کے اجسام کو کھائے۔

آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز کی سماعت: حضور ﷺ کی قوت سماعت کا عالم یہ ہے کہ حضور ﷺ آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز بھی سماعت فرمالیتے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ علیہ السلام قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: "هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ، لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ.

(مشکوۃ المصابیح، باب فضائل القرآن، الفص علیہ الاول، ح:2124)

ایک روز حضرت جبرائیل امین خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ناگاہ حضور ﷺ نے اپنے اوپر کی طرف ایک آواز سنی۔ آپ ﷺ مبارک سر اٹھایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہ آسماں کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کی سماعت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

نباتات کی آواز اور سماعت رسول ﷺ: بس اتنا ہی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کے گوش مبارک کا عالم یہ ہے جہاں آپ ﷺ آسمان اور دیگر چیزوں کی آواز سماعت فرماتے وہاں آپ ﷺ نباتات کی آواز بھی سماعت فرماتے۔

کھجور کی شاخ کی آواز سماعت فرمانا: حدیث میں آیا ہے کہ آقا ﷺ نے کھجور کی ایک شاخ کا رونا سماعت فرمایا۔ چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ

أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ.

(مشکوٰۃ المصابیح، ح:5903)

ترجمہ: نبی ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کی ایک شاخ سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا۔ پھر جب حضور کے لیے منبر بنا دیا گیا تو آپ ﷺ اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس شاخ کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے، وہ چیخ پڑی حتی کہ قریب تھا کہ چر جائے نبی کریم ﷺ منبر سے اترے حتی کہ اس شاخ کو پکڑا، اپنے سے چمٹایا تو وہ اس بچے کی سسکیوں کی طرح سسکیاں بھرنے لگی جسے چُپایا جائے حتی کہ قرار پکڑ گئی، راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتی تھی۔

کھانے کا تسبیح سماعت کرنا: حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الشفاء'' میں حضرت جعفر بن سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

حضور ﷺ ایک دفعہ علیل ہو گئے۔ حضرت جبرائیل امین ایک طبق لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اس میں انار اور انگور تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے تناول فرمایا تو رب تعالی کی تسبیح بیان کر رہے تھے۔

اسی طرح حضرت ابو شیخ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ حضرت انس نے فرمایا:

حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ثرید پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح بیان کر رہا ہے۔ صحابہ کرام عرض گزار ہوئے: کیا آپ اس کی تسبیح کو سمجھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو انہوں نے اس شخص کے قریب کیا اس نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! یہ کھانا تسبیح خوانی کر رہا ہے پھر آپ نے اسے وہ پیالہ واپس لے آنے کا حکم دیا۔ وہ اسے واپس لے آئے۔ ظاہر یہی ہے کہ وہ کھانا اس برتن میں ہی تسبیح خوانی کر رہا تھا۔

جمادات کی آواز اور سماعت رسول ﷺ: نبی کریم ﷺ جہاں نباتات کی آواز سماعت فرمایا کرتے وہاں آپ ﷺ جمادات کی آواز بھی سماعت کیا کرتے تھے۔

(السیرت النبویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی ج2ص390)

حجر (پتھر) کا سلام سماعت فرمانا: امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

حضور ﷺ نے فرمایا: اب بھی میں مکہ مکرمہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھ پر سلام بھیجا کرتا تھا۔

بعض شارحین نے لکھا ہے کہ وہ پتھر حجر اسود ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ ایک گلی میں تھا جو بعد میں "زقاق الحجر" کے نام سے معروف ہوا۔ لوگ اسے چھو کر برکت حاصل کرتے۔ وہ کہتے تھے یہ پتھر حضور ﷺ کو سلام عرض کرتا تھا جب حضور ﷺ اس کے پاس سے گزرتے تھے۔

شجر و حجر کا سلام سماعت فرمانا: ایک واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک گلی میں چل رہا تھا۔ ہم مکہ مکرمہ کی ایک سمت باہر نکلے حضور ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ یوں سلام عرض کرتا: **السلام علیک یا رسول اللہ۔**

(السیرت النبویہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، ج2ص384)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے محبوب کا عشق عطا فرمائے ان کے غلامی ہی میں جنا مرنا نصیب فرمائے اور دو جہاں کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبی الامین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کی گردن مبارک

محمد ارمان رضا
خامسہ

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب، ہم سب کے آقا و مولیٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے مثل و بے مثال بناکر مبعوث فرمایا۔ بے مثل و بے مثال صرف فضائل و کمالات ہی میں نہیں بلکہ ہر جہت سے بے مثال بنایا چاہے فضائل و کمالات کے اعتبار سے ہو یا ظاہری حسن و جمال کے اعتبار سے ہو۔ پھر ظاہر حسن و جمال میں آپ کے جسم مبارک کے ہر ہر عضو کو اس شان سے بنایا کہ اس طرح نہ آپ سے پہلے بنایا اور نہ آپ کے بعد۔ آپ کے جسم مبارک کا ایک جز "گردن مبارک" ہے۔ آپ کی گردن مبارک کی کیا شان ہے، دیکھنے والوں نے دیکھا تو دیکھتے رہ گئے، سنانے والوں نے سنایا تو سناتے رہ گئے، سننے والوں نے سنا تو سنتے رہ گئے۔ راقم الحروف بھی ان دیکھنے، سنانے اور سننے والوں سے استفادہ کرتے ہوئے ذیل میں نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک کے بارے میں کچھ خامہ فرمائی کی سعادت اصل کر رہا ہے۔ لیکن اس سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ "گردن" سے متعلق کچھ باتیں بیان کر دی جائیں پھر حضور ﷺ کی گردن مبارک کے بارے میں قلم بند کیا جائے۔

گردن کو عربی میں **"عنق"** اور **"رقبہ"** کہا جاتا ہے۔ گردن کسی جاندار کے جسم کا وہ حصہ ہے جو سر کو دھڑ سے جوڑتا ہے اور اس کی اہمیت اس قدر ہے کہ اگر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مختلف مقامات پر "رقبہ" اور "عنق" کے الفاظ آئے ہیں۔

حضور ﷺ کی گردن مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک اس قدر خوب صورت تھی کہ اس سے خوب صورت گردن دنیا میں کسی کی نہ تھی۔ روایات میں مختلف انداز میں اور مختلف اشیا سے تشبیہ کے ساتھ آپ کی گردن مبارک کا بیان آیا ہے۔ ذیل میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے حلیہ مبارک کے بیان کے تحت حضور ﷺ کی گردن مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان عنقه ابريق فضة.

(طبقات ابن سعد، ج:1، ص:410)

نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک چاندی کی صراحی جیسی تھی۔

گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی تھی: حضرت ام مبعد رضی اللہ تعالی عنہ سے اللہ کے رسول ﷺ کی گردن مبارک کے بارے میں مروی ہے:

كَأَنَّ عُنُقَه صلی الله علیه و اله و سلم جِيْدُ دُمْيَةٍ، فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ.

(الشمائل المحمدیہ، ح:8)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔

اللہ کے بندوں میں سب سے خوب صورت گردن والے: محبوبہ محبوب رب العالمین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کی گردن مبارک کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتی ہیں:

وَ كَانَ أَحْسَنَ عِبَادِ اللهِ عُنُقًا، لَا يُنْسَبُ إِلَى الطُّوْلِ وَ لَا إِلَى الْقِصَرِ، مَا ظَهَرَ مِنْ عُنُقِه لِلشَّمْسِ وَ الرِّيَاحِ فَكَأَنَّه إِبْرِيْقُ فِضَّةٍ، يَشُوْبُ ذَهَبًا يَتَلَأْلَأُ فِي بَيَاضِ الْفِضَّةِ وَ حُمْرَةِ الذَّهَبِ، وَ مَا غَيَّبَتِ الثِّيَابُ مِنْ عُنُقِه مَا تَحْتَهَا فَكَأَنَّهُ الْبَدْرُ.

(دلائل النبوۃ، ج:1، ص:304)

یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں حضور نبی اکرم ﷺ سب سے خوب صورت گردن والے تھے، جو نہ زیادہ طویل تھی اور نہ زیادہ چھوٹی۔ سورج یا ہوا میں گردن کا ظاہر ہونے والا حصہ چاندی کی اس صراحی کی مانند تھا جس میں سونا ملایا گیا ہو، چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی اس میں

چمک رہی ہو۔ اور گردن کے جس حصے کو کپڑے نے ڈھانپا ہوتا یعنی جو کپڑے کے نیچے ہوتا وہ ایسے تھا گویا کہ چودھویں کا چاند ہو۔

درج بالا احادیث مبارکہ سے اہل شعور پر ظاہر و باہر ہوگئی ہوگی کہ آپ علیہ السلام کے گردنِ مبارک کو کہیں پر چاندی کی صراحی سے تشبیہ دی گئی دیگر مقامات پر آپ علیہ السلام کی گردنِ مبارک کو ہرنی کے گردن سے خوبصورتی میں تشبہ دی گئی ان تمام باتوں سے جہاں حضور علیہ السلام کی عظمت و رفعت کا پتا لگتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ حضور ﷺ کی گردن مبارک سب سے زیادہ خوب صورت اور عیب سے پاک تھی۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نبی کریم ﷺ کی گردن کی شان بیان کرتے ہوئے کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

تمھاری شرم ہے شان جلال حق تپکتی ہے
خم گردن ہلال اسمان ذوالجلال ہے

نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گردن مبارک لمبی اور چاند کی طرح چمکدار تھی۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی گردن مبارک حسن اعتدال اور خوبصورتی میں ایسے تھی جیسے کہ کسی موتی کی تراشی ہوئی گردن ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی کی طرف سے اور سفید اور چمکدار تھی۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی خوبصورت گردن حسن اعتدال کے ساتھ لمبی تھی

گویا کہ آپ کی گردن مبارک چاندی کی صراحی تھی۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

بالجملہ یہ کہ حضور علیہ السلام کی گردن مبارک اس قدر حسین و جمیل تھی کہ اللہ کے بندوں میں کسی کی بھی گردن حضور ﷺ کی گردن کے مقابل و مماثل نہیں۔

آخری نبی ﷺ کا دست اقدس

محمد الیاس عطاری
خامسہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت سے خصائص و کمالات کے جامع ہیں اور حضور ﷺ کا ہر ہر عضو مختلف کمالات و برکات کا حامل ہے۔ حضور ﷺ کے دست اقدس ان اعضا سے ہے جن کے فضائل و برکات حیطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن عقیدت کا اظہار راقم کو مہمیز کر رہا ہے کہ آپ کے دست اقدس کے حوالے سے کچھ تحریر کر کے خود بھی حضور ﷺ کے ذکر جمیل سے محظوظ ہوں اور امت مسلمہ کو بھی محظوظ ہونے کا موقع فراہم کروں۔ اسی حسنِ نیت کے سبب یہ حقیر حضور ﷺ کے دست مبارک کے بارے میں ذیل میں کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

دست اقدس اور قرآن کریم: قرآن مجید میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے دست مبارک کا ذکر اس شان سے کیا ہے کہ دست مصطفی ﷺ کو اپنا دست اقدس قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ﴾

ترجمہ: ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

دست اقدس احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کے بارے میں کئی احادیث کتابوں میں موجود ہیں، ان کی روشنی میں حضور ﷺ کے دست مبارک کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

دست مبارک نرم اور ٹھنڈا تھا: حضور ﷺ کے دست مبارک انتہائی نرم، ملائم اور شبنم کے قطروں سے بھی نازک اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا. حضرت مستورد بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم فَأَخَذْتُ بِيَدِه، فَإِذَا هِيَ أَلْيَنُ مِنَ الْحَرِيْرِ

وَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ۔

(المعجم الأوسط للطبرانی، ح:9237)

یعنی میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ ﷺ کا دستِ اقدس تھام لیا، آپ ﷺ کا دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

تنبیہ: آپ کے دست اقدس سے ٹھنڈک کا محسوس ہونا یہ صحت و تندرستی کی نشانی ہے کیوں کہ آپ گرم و معتدل ہیں۔ لہذا یہ ٹھنڈک وہ ٹھنڈک نہیں ہے جو مزاج و طبیعت کی برودت و خنکی سے ہوتی ہے اور سرد پسینہ آنے لگتا ہے اور اس کے چھونے کو لوگ ناپسند کرتے ہیں بلکہ یہ اعتدال مزاج اور عدم غلبہ حرارت پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ آپ کے دست اقدس کے چھو جانے سے لذت اور راحت میسر آجاتی تھی۔

(مدارج النبومدارج النبوۃ حصہ اوّل، ص۳۹)

دست اقدس کشادہ تھا: نبی کریم ﷺ کا دست اقدس جہاں نرم و ٹھنڈا تھا وہیں حضور ﷺ کا دست مبارک کشادہ اور پُر گوشت تھا۔ حضرت ہند بن ہالہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم رَحْبَ الرَّاحَةِ.

(الشمائل المحمدية، ح:8)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں مبارک فراخ (کشادہ) تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَ الْقَدَمَيْنِ.

(صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب الجعد، 5ح:5567)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر مبارک گوشت سے پُر تھے۔

دست مبارک خوشبو دار تھا: حضور ﷺ کے تمام جسمِ اطہر کی طرح ہاتھ مبارک ہمیشہ خوشبودار رہتے۔ بلکہ جو شئ بھی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو مس کرتی اس سے بھی کافی دیر

تک خوشبو آتی رہتی۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

لقد کنت اصافح النبی ﷺ او یمس جلدی جلدہ فاتعرقہ فی یدی بعد ثالثۃ اطیب ریحا من المسک.

(المعجم الکبیر للطبرانی، ح:68)

یعنی میں حضور ﷺ سے مصافحہ کرتا یا میرے جسم کی کھال آپ ﷺ کی کھال سے مس کرتی پھر میرے ہاتھ پر پسینہ آتا تو تین دن کے بعد تک ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی رہتی تھی۔

حضور کے دست مبارک کی برکت سے چہرہ چمک اٹھا: حضرت ابوسنان عبدی صباحی رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا ان کی عمر نوے برس کی ہوگئی مگر چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا۔

(سیرت رسول عربی، ص۲۶۹)

حضرت اُسید بن ابی ایاس کنانی دِئلی رَضِی اللہ تعالی عنہ کے سینے پر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا اور چہرے پر پھیرا۔ جب وہ تاریک گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر روشن ہوجاتا تھا۔

(سیرت رسول عربی، ص۲۷۲)

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مِرا دِل بھی چمکا دے چمکانے والے

دست اقدس کے ظہورِ برکات: ذیل میں نبی کریم ﷺ کے دست اقدس سے ظاہر ہونے والے برکات سپرد قرطاس کیے جاتے ہیں:

آنکھ درست ہوگئی: جنگ احد میں حضرت قتادہ رضِی اللہ تعالی عنہ کی آنکھ کو صدمہ پہنچا اور ڈیلا رخسار پر آپڑا۔ رسول کریم ﷺ نے انہیں بلا کر اپنے دست مبارک سے ڈیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ آنکھ فوراً ایسی درست ہوگئی گویا کہ کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

(سیرت رسول عربی، ص۲۶۵)

ٹوٹی ٹانگ درست ہوگئی: حضرت عبد اللہ بن عتیک رضِی اللہ تعالی عنہ جب ابو رافع یہودی کو

قتل کر کے اس کے گھر سے نکلے تو زینے سے گر کر ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جب آقائے کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پاؤں پھیلاؤ۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے پاؤں پھیلایا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دست شفا پھیرا اسی وقت ایسی تندرست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔

(سیرت رسول عربی، ص ایضا)

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین ہے
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

ہڈیاں بکری ہوگئیں: اب یہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دست اقدس کے متعلق دو واقعات بیان کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ ایک مشہور و معروف واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی دعوت کی اور ایک بکری ذبح کی، حضور ﷺ جب صحابہ کرام کے ہمراہ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو جابر رضی اللہ عنہ نے کھانا پیش کیا، کھانا تھوڑا تھا اور کھانے والے زیادہ تھے، حضور نے فرمایا تھوڑے تھوڑے آدمی آتے جاؤ اور باری باری کھانا کھاتے جاؤ، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جتنے آدمی کھانا کھالیتے وہ نکل جاتے، جب سب نے کھانا کھالیا، تو ہڈیوں کو جمع کیا گیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان پر رکھ کر کچھ پڑھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ بکری زندہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! یہ ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دست انور کی شان و عظمت۔ اللہ پاک نے آپ کو وہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ جسے، جو اور جب چاہے عطا فرمادے۔

مندرجہ ذیل واقعہ ایک ایسا واقعہ جو نہ صرف حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے دست اقدس کمالات کو بتاتا بلکہ اس کے علاوہ حضور کے بہت سارے کمالات کے مبین ہے۔

چناں چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفارِ قریش دارُ النّدوہ (کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم ﷺ کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور سب نے قتل پر اتفاق کرلیا۔ حضرت جبریل عَلَیہِ السَّلَام نے سرکارِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ پیش کیا اور عرض کی کہ حضور! رات کے وقت اپنی خواب گاہ میں نہ رہیں، اللہ تعالیٰ نے اِذن دیا ہے، آپ مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو رات میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھ لو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی پھر حضور انور ﷺ دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دستِ مبارک میں لی اور آیت "اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا" پڑھ کر مُحاصرہ کرنے والوں پر پھنک ماری، سب اندھے ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ اور آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غارِ ثور میں تشریف لے گئے۔ مشرکین رات بھر سیّدِ عالم ﷺ کے دولت سرائے اقدس کا پہرہ دیتے رہے، صبح کے وقت جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کفارِ قریش تلاش کے لئے نکلے، جب غارِ ثور پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور ﷺ اس غار میں تین دن ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھی وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دست انور کو ایسے ایسے باکمال خصائص سے مشرف فرمایا ہے، جسے تحریری شکل میں لانا وقت طلب ہے۔ یہ وہی دست اقدس ہے کہ کفار پر ایک مشت خاک پھینک دی تو ان کو شکست ہوگئی، چہرے پر پھیر دے، وہ تو کیا بلکہ جس گھر میں داخل ہو وہ بھی روشن ہوجائے، ہڈیوں پر پھیرے تو بکری کی شکل اختیار کرلے، اور مصافحہ فرمائے تو لذت وراحت میسر آجائے اور اپنی خوشبوؤں میں مگن کردے۔ اللہ پاک ہمیں روزِ قیامت حضور اکرم ﷺ کی شفاعت و مصافحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کی ہتھیلیاں مبارک

محمد شمشاد عطاری
خامسہ

یہ محض ربِّ کریم کا فضل اور اس کے محبوب پاک ﷺ کی عنایت کا صدقہ ہے کہ اس عاجز، گناہ گار، کم علم اور سراپا نیاز بندے کو نبیِ رحمت، تاجدارِ مدینہ، جان کائنات، محبوبِ ربّ العالمین ﷺ کے مبارک جسمِ اطہر کے ایک نہایت ہی بابرکت و پرانوار حصے یعنی ہتھیلیاں مبارکہ پر چند ناتمام مگر محبت و تعظیم سے لبریز سطور رقم کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

حقیر جانتا ہے کہ کہاں آقائے دو جہاں ﷺ کا سراپا ناز اور کہاں مجھ جیسے خاکسار کے الفاظ! مگر محبت کا دستور نرالا ہے۔ یہ عاشق کو جرأت بخش دیتا ہے کہ وہ محبوب کے ہر نقش و نگار، ہر ادا اور ہر خصلت کو عقیدت کے موتیوں میں پرونے کی کوشش کرے۔

نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیاں محض گوشت و پوست کا مجموعہ نہ تھیں، بلکہ وہ نور کا آئینہ، رحمت کا چشمہ، شفا کا ذریعہ اور ربانی کرم کا مظہر تھیں۔ ان میں نرمی بھی تھی طاقت بھی، حسن بھی تھا، فیض بھی، جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بوسہ دیا۔ تھاما اور جن سے دنیا نے رحمت و معجزات کا ظہور دیکھا۔

اے کفِ دست اے یدِ بیضا کی جان
تیرہ دِل ہوں نور افشاں اَلْغِیَاث

یہ چند سطور انہی ہتھیلیوں کے تذکروں میں ہیں جو الفاظ سے بلند تر ہیں۔ جن کی شان کا حق وہی ادا کر سکتا ہے جو عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اپنی ذات مٹا چکا ہو۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور اسے میری بخشش کا اور قربِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ بنائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

نبی کریم ﷺ کا دست مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کا دست مبارک

نہایت نرم تھا: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
میں نے کبھی بھی کوئی ریشم یا دیباج (بہترین نرم کپڑا) ایسا نہیں چھوا جو حضور اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ہو۔

(سیرت النبی ﷺ، ج:2ص:609)

حضرت مستور بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:
میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا دست مبارک (ہاتھ) تھامنے کی سعادت حاصل کی وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

(سیرت النبی ﷺ، ج:2، ص:609)

مذکورہ احادیث میں دو عجائبات بیان ہوئے ہیں:
(1) نرمی؛ جو ریشم سے بڑھ کر تھی۔
(2) ٹھنڈک؛ جو برف سے بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی۔
یہ محض جسمانی کیفیت نہ تھی بلکہ ایک معجزاتی اثر تھا۔ کیوں کہ عام انسان کا جسم اگرچہ نرم ہو سکتا ہے لیکن اس میں ٹھنڈک اور فرحت ایسی نہیں ہوتی جیسی نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں تھی۔ (ثلج) یعنی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہونا ایک روحانی تاثیر کو ظاہر کرتا ہے جو نبی ﷺ کے لمس سے اہل ایمان کو محسوس ہوتی تھی اور سکون و فرحت عطا کرتی تھی۔

دست اقدس میں مشک کی خوش بو: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
میں جب حضور ﷺ سے مصافحہ کرتا یا آپ کی جلد سے میری جلد مس ہوتی تو میرے ہاتھ سے مشک سے زیادہ خوشبو آتی۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور ﷺ نے مجھے اپنا ہاتھ تھمایا وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔

(سیرت النبی ﷺ، ج:2، ص:609)

یہ دونوں روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کے جسمِ مبارک سے قدرتی اور معجزاتی خوشبو آتی تھی۔ ایسی خوشبو جو ہر طرح کے عطر و خوشبو سے اعلیٰ تھی۔ خاص طور پر مشک کی مثال دینا عرب کے نزدیک اعلیٰ معیار کی علامت ہے ساتھ ہی ساتھ ٹھنڈک کا ذکر بھی آیا ہے، جو روحانی سکون و فرحت اور برکت کی دلیل ہے۔

رُوبرو مثلِ کفِ دَست ہیں دونوں عالم
کیسی پر نور ہیں چشمانِ رسولِ عربی

الحمدللہ عزوجل! اس مقالے میں نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں کی نرمی، ٹھنڈک، خوشبو اور ان کے فیضان کا ذکر ہوا۔ یہ محض جسمانی اوصاف نہیں بلکہ نبوی معجزات اور ربانی برکات کی نشانیاں ہیں۔ یہ وہ ہاتھ ہیں جن سے بیمار شفا پاتے، یتیموں کے دل بہلتے، غریبوں کے آنسو پونچھے جاتے اور سخت ترین دل بھی محبت میں پگھل جاتے۔ الفاظ کی کیا بساط کہ وہ اس مقام کا احاطہ کر سکیں! ہماری تحریر تو محض ایک قطرہ ہے جب کہ حقیقت ایک سمندر۔

دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور روزِ قیامت ہمیں یہ سعادت دے کہ ہم اپنے آقا ﷺ کے دست مبارک کو تھام سکیں اس کی ٹھنڈک و خوشبو کو اپنی روح تک محسوس کر سکیں اور جنت میں ہمیشہ کے لیے آپ ﷺ کی قربت نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کی پیاری انگلیاں

محمد اشفاق قادری
سادسہ

اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوق میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کو تمام خوبیوں اور تمام صفات کمالیہ کا جامع بنایا۔اللہ عزوجل نے آپ کے بدن کے تمام اعضا کو بہت ہی خوبیوں سے نوازا،سر مبارک سے لے کر ناخن نازنین تک باکمال بنایا۔انہیں اعضائے مبارکہ میں سے ایک مبارک عضو،انگشت مبارک بھی ہے۔اللہ عزوجل کی دی ہوئی طاقت وقوت سے انگلیوں سے پانی کے چشمے کا جاری کردینا،بہت سے مواقع پر قلیل چیز کو کثیر کردینا،انگلی کے اشارے سے کبھی چاند کے دو ٹکڑے کردینا،ڈوبے ہوئے سورج کو واپس کرلینا،یہ سب انگشت مبارک سے صادر ہونے والے نادر الوقوع اور محیر العقول واقعات ہیں۔ اس حقیر کا موضوع نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک ہے۔اس لیے ذیل میں احادیث مبارکہ اور اسلاف کرام کے اقوال کی روشنی میں انگشت مبارک کے فضائل وواقعات سپرد قرطاس کرنے کی کوشش رہے گی۔

نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک احادیث کی روشنی میں: ذیل میں نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک کی ہیئت اور ان کے کمالات پیش کیے جاتے ہیں:

حضور ﷺ کی انگلیاں چاندی کی ڈلیاں جیسی تھیں: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ سائل الأطراف، كأن أصابعه قضبان فضة.

(أخرجه أبو نعيم والبيهقي وابن عساكر)

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی انگلیاں مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں یوں محسوس ہوتا جیسے وہ چاندی کی ڈلیاں ہوں۔

مبارک انگلیاں موزونیت کے ساتھ لمبی تھیں: نبی مکرم ﷺ کے دست اقدس اور آپ کی

مبارک انگلیوں کے بارے میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کشادہ تھے اور آپ کی مبارک انگلیاں موزونیت کے ساتھ لمبی تھیں۔

انگشت مبارک موٹی اور حسن اعتدال کے ساتھ لمبی: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
آقا ﷺ کی مبارک انگلیاں ہتھیلیوں کی جانب سے موٹی اور حسن اعتدال کے ساتھ دراز تھیں۔ (الوفاء)

ہیئت انگشت مبارک: علامہ سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔
حضور اکرم ﷺ کا مبارک حلیہ بیان کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی ہتھیلیاں اور مبارک انگلیاں موٹی تھیں۔" انگلیاں نہ چھوٹی تھیں نہ کھردری۔ یہ وصف مردوں میں حسن و جمال اور عورت میں قابل مذمت ہے۔ آپ کی کلائیاں مضبوط تھیں، ہتھیلیاں مبارک وسیع تھیں جو آپ کے جودو سخا سے کنایہ تھیں۔

(السیرۃ النبویۃ جلد دوم صفحہ نمبر 483)

اشارے سے چاند چیر دیا: مفتی قاسم عطاری صاحب قبلہ تفسیر صراط الجنان سورہ القمر آیت نمبر 1 کے تحت ترمذی شریف سے ایک روایت لائے ہیں۔
حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: "جب نبی کریم ﷺ نے چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا تو کفارِ قریش نے کہا: محمد (ﷺ) نے جادو سے ہماری نظر بند کردی ہے، اس پر ان کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ ہماری نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں گے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں اُن کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو، اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا ٹکڑے ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک معجزہ ہے۔ چناں چہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا تو اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام اَہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری اُنگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

دوسرے مقام پر امام اہل سنت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

برقِ انگشتِ نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینۂ مہ میں نشانِ سوختہ

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اِشارہ پائے تو ڈوبا ہوا سورج برآمد ہو
اُٹھے انگلی تو مہ دو بلکہ دو دو چار ہو جائے

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس معجزہ کی طرف تصور باندھتے ہوئے فرماتے ہیں:

قمر کے دو کیے اُنگلی سے طاقت اس کو کہتے ہیں
ہوا اِک دَم میں عودُ الشمس قدرت اس کو کہتے ہیں

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

سورج تو پلٹ آیا اور چاند بنائے دو
صرف ایک اشارہ تھا انگشتِ شہادت کا

انگشتان مبارک سے پانی جاری تھے: الخصائص الکبری جلد دوم صفحہ نمبر 70 پر ہے:

ابو علی انصاری سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ہمیں پیاس لگی تو ہم نے آپ سے گزارش کی۔ آپ نے ایک گڑھا کھودنے کا حکم فرمایا ہم نے ایک گڑھا کھودا آپ نے اس پر ایک چمڑا رکھ دیا اور اپنا دست مبارک چمڑے پر رکھا اور دریافت فرمایا کہ پانی ہے؟ پانی لایا... گیا۔ جس کے پاس پانی کا لوٹا تھا اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر پانی ڈالو اور بسم اللہ کہو اس شخص نے بسم اللہ کہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر پانی ڈالا ابو یعلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگشتان مبارک سے پانی نکل رہا تھا، سب لوگ سیراب ہو

گئے اور اونٹوں کو بھی پانی پلا دیا۔

مولانا محمد جمیل الرحمٰن رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ انگلیاں مبارک سے جاری چشمے کو اپنے بند میں کس طرح شامل کیا ہے:

انگلیوں سے وہ بہا دیتے ہیں ایسے چشمے
سیکڑوں جس سے کہ سیراب ہوا کرتے ہیں

انگلیوں سے چشمہ کا جاری ہونا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہو گئے اور نبی ﷺ کے سامنے چمڑے کا چھوٹا برتن تھا جس سے وضو فرما رہے تھے، لوگ اس کی طرف تیزی سے بڑھے، حضور نے دریافت فرمایا: تمھارا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ وضو کریں اور پئیں مگر وہی جو حضور کے سامنے ہے، حضور نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا تو حضور کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کے مثل ابلنے لگا جسے ہم نے پیا اور جس سے ہم نے وضو کیا، سالم نے کہا: میں نے حضرت جابر سے پوچھا: آپ لوگ کتنے تھے؟ فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں کافی ہوتا، ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تعلق سے لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے سے افضل ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیوں کہ پتھر سے پانی جاری کر دینا بالکل معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

دیوان سالک میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صرف ایک پیالہ پانی ہے اور پینے والے چودہ سو

اس وقت ان کی ہر انگلی سے پانی کا رَواں چشمہ پایا

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ کی خدمت میں پانی کا برتن لایا گیا اور عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پانی نہیں ہے بجز اس کے جو اس برتن میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو بڑے برتن میں ڈال دیا اور اپنی انگلی کو اس کے درمیان میں رکھا اور پانی میں ڈبو دیا۔ لوگ آتے تھے اور وضو کر کے کھڑے ہوتے جاتے تھے۔

(شفا شریف، ص:216)

اعلیٰ حضرت امام اَہل سنّت نے کیا کمال فرمایا ہے۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہے
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر (رضی اللہ عنہ)! وضو کے لیے آواز دو اور لمبی حدیث بیان کی۔ اس ... وقت حالت یہ تھی کہ سوائے چند قطروں کے مشکیزے میں پانی نہ تھا۔ تب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کیا پڑھا۔ پھر فرمایا: قافلہ کے ڈول کو لاؤ۔ میں نے حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ڈول میں رکھا اور انگلیاں پھیلا دیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس پر وہ پانی ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بسم اللہ "۔ راوی نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مار رہا تھا۔ پھر وہ ڈول کا پانی جوش مارنے لگا اور گھومنے لگا حتی کہ ڈول بھر گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو پانی پینے کا حکم دیا۔ سب نے خوب پیا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ میں نے کہا: کوئی باقی ہے جس کو پانی کی حاجت ہو؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ڈول سے نکال لیا اور وہ ویسا ہی بھرا ہوا تھا۔

(شفا شریف، ص:216)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اللہ الحنان فرماتے ہیں:

کف دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے جھلکنے والے

مولانا محمد جمیل الرحمٰن رضوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اُنگلیوں سے وہ بہا دیتے ہیں ایسے چشمے
سیکڑوں جس سے کہ سیراب ہوا کرتے ہیں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونہ نور کا: خصائص کبریٰ میں لکھا ہے:

حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ گھوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کررہے تھے اور جس طرف انگلی کا اشارہ فرماتے، چاند اسی طرف ہو جاتا تھا۔

اعلیٰ حضرت امام اَہل سنّت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونہ نور کا

ہاتھ کی انگلی پھیرنے سے شفایابی: حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک کس قدر شفا دینے والی تھیں، اس تعلق سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب کسی شخص کا کچھ دکھتا یا اسے پھوڑا پھنسی اور زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنی انگلی کے ساتھ یوں فرماتے: بسم اللہ ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کا تھوک ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ح1531)

التحیات میں انگلی کا اٹھانا: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

(فتح المنان فی اثبات مذہب النعمان ح:1047، ص:115)

حضور ﷺ کی مبارک انگلی کا تشہد میں اٹھانا قیامت تک کے لوگوں کے لیے لازم قرار دے دیا گیا۔

حضور ﷺ شہادت کی انگلی کے اشارے سے خطاب فرماتے: حضرت عمارہ ابن رویبہ سے روایت ہے:

آپ نے بشر ابن مروان کو منبر پر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو خراب کرے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کریں اور اپنے کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا

(مشکوٰۃ المصابیح ح1470)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے موجودہ واعظین عبرت پکڑیں جو ہاتھ نچانچا کر بلکہ خود بھی گھوم ناچ کر وعظ کرتے ہیں۔ صرف داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے کہ یہ سنت ہے۔(مرأۃ المناجیح)

بذریعہ انگشت قرب قیامت کی تفہیم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں اور آواز شریف بلند ہوجاتی اور آپ کا غضب سخت ہوجاتا (ایسا معلوم ہوتا) کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔فرماتے ہیں کہ صبح کو تم پر آن پڑے گا یا شام کو اور فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت اِن دو کی طرح بھیجا گیا ہوں اپنی کلمے اور بیچ کی انگلی کو ملاتے۔

(مشکوٰۃ المصابیح1407)

انگلیوں سے اشارہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قیامت اتنا قریب ہے

مومن کو مومن سے تقویت پہنچتی ہے: حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حُضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو تقویت دیتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ

نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرکے اشارہ فرمایا۔
اللہ عزوجل کے پیارے نبی ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرکے بتادیا کہ ایک مومن دوسرے مومن سے جدانہیں دونوں کی محبت اس طرح مضبوط ہونی چاہیے،اس طرح کہ جسم کے اعضاء میں سے ایک کو تکلیف ہو تو دوسرے کو بھی تکلیف ہو۔

انگلیوں کے اشارے سے جنت کی بشارت دی: حضرت سَیِّدُنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوب رَبِّ اکبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور اُن کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی۔

انگلیوں کے درمیان کشادگی فرمانے کی حکمت: علامہ بدرالدین عینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں:

''حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا اپنی مبارک انگلیوں میں کشادگی کرنے سے مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اُمتیوں کے درجے میں فرق ہے۔

(فیضانِ ریاض الصالحین: جلد 3 یتیموں کے ساتھ حسن سلوک حدیث نمبر 262)

پیارے قارئین ! انگشت مبارک پہ کچھ لکھنے کی کوشش کی گئی. اللہ عزوجل ہمیں اور آپ کو حضور ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کو پڑھنے، سیکھنے، سمجھنے اور اس پہ عمل کرنے کی توفیق بخشے، جن بزرگان دین نے حضور پاک ﷺ کے عضو مبارک کو اپنا موضوع سخن بنایا، اللہ عزوجل ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اللہ عزوجل ہمیں امام اَہل سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ رکھے، اور ہمارے تمام اساتذہ کو صحت وسلامتی کے ساتھ عافیت والی زندگی نصیب کرے۔

آخری نبی ﷺ کی بغل مبارک

انس خان عطاری
خامسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو خاص اپنے نور سے اور ہر نقص عیب سے پاک پیدا فرمایا، اور سر مبارک تا قدم مبارک ہر ہر عضو کو نور کے پیرائے میں پرویا، اور آپ علیہ السلام کو تمام مخلوقات کا اصل بنایا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے انوار و تجلیات کا مظہر اور دیگر کے لیے انوار و تجلیات کے اقتباس کا مرکز بنایا، آپ علیہ السلام کا مبارک جسم سراپا حسن و جمال میں ایسا کامل واکمل ہے کہ جس کے سامنے چودھویں کے چاند کا حسن پھیکا و نامکمل معلوم ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے :

اک طرف تھا بدر کامل اک طرف طیبہ کا چاند
عشق جابر نے کہا طیبہ کا ستھرا چاند ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو ایسا بے مثل و بے مثال بنایا کہ آپ علیہ السلام کی نظیر دونوں جہان میں کوئی نہیں، اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں۔ رہی بات آپ علیہ السلام کے فضائل و خصائص کی تو آپ علیہ السلام کے فضائل و خصوصیات اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا شمار و حصار اور ادراک واحاطہ بشری قوت اور عقل و فہم سے ماوراء ہے، اور چونکہ اس مقالے کا موضوع آپ علیہ السلام کا بغل مبارک ہے لہذا دیگر فضائل و خصائص سے قطع نظر صرف بغل شریف کے متعلق فضائل و خصوصیات کو ذکر کی جاتی ہیں۔

بغل مبارک : حضور علیہ السلام کی ذات مبارکہ کا ہر پہلو اہل ایمان و غلامان مصطفی ﷺ کے

لیے باعث فخر و خیر و برکت اور قابل تعظیم و محبت ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بغل کے متعلق بھی بزر گان دین، محدثین اور سیرت نگاروں نے مختلف اقوال و روایات بیان کیں ہیں جو آپ علیہ السلام کی طہارت، نظافت اور جسمانی پاکیزگی و کمالات کی نشان دہی کرتی ہیں۔

مبارک بغلیں احادیث و روایات کی روشنی میں: حضور علیہ السلام کی مبارک بغلیں جسم کے دیگر اعضاء کے مثل سفید صاف و شفاف اور خوشبودار تھیں جیسا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی متعدّد احادیث سے پتا چلتا ہے۔

مبارک بغلیں سفید تھیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حتی کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

(صحیح البخاری، ح:1030)

اس حدیث پاک کی شرح میں امام طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیات میں سے ہے، ورنہ آپ علیہ السلام کے سواء تمام لوگوں کی بغل کا رنگ جدا اور اس میں سیاہی کی جھلک ہوتی ہے۔

اسی طرح امام قرطبی نے بھی کہا ہے لیکن ان کے بیان میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ کے بغل میں بال نہ تھے۔

(المواھب اللدنیۃ، ج:5،ص:461)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب سجدہ کرتے تھے تو آپ علیہ السلام کے بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ (خصائص کبری)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے بارش کے لیے دعا مانگی، یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی، یا یوں کہا کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دی۔

(ابن ماجہ، ح:1271)

مذکورہ بالا احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی مبارک بغلیں آپ علیہ السلام کے جسم مبارک کی طرح سفید تھیں۔ اسی طرح اور کئی احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی بغل شریف نہایت نظیف، صاف و شفاف اور سفید تھیں۔

مبارک بغلیں خوشبودار تھیں: اب وہ احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں جن کی روشنی میں یہ پتا چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی مبارک بغلیں جسد مبارک کی طرح صرف سفید ہی نہیں تھیں بلکہ جیسے آپ علیہ السلام کے جسم مبارک کے دیگر حصے عطر بیز و معطر اور خوشبودار تھے، جس طرح آپ علیہ السلام کے جسم اطہر سے مسک اَذفر اور کستوری کی خوشبو آتی تھی اسی طرح آپ علیہ السلام کی مبارک بغلیں بھی عطر بیز و معطر اور خوشبودار تھیں۔ آپ کی مبارک بغلوں سے بھی مسک اَذفر کی خوشبو و مہک آتی تھی۔ حدیث پاک میں ہے:

قریش کے ایک شخص کا بیان ہے کہ آپ علیہ السلام نے جب حضرت ماعز بن مالک کو (ان کے جرم کے اقرار پر) سنگ ساری کی سزا سنائی تو اس وقت میں اپنے والد کے ہمراہ تھا جب انہیں (حضرت ماعز کو) پتھر لگے تو میں مرعوب ہو گیا، حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا (گویا میں گرنے والا تھا حضور علیہ السلام نے مجھے سنبھال لیا) اس وقت آپ کی بغل مبارک سے پسینہ نکلا جو گویا کہ مسک اذفر کی خوشبو اپنے ساتھ لے ہوئے تھا (سیرت النبی)

ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضور علیہ السلام مجھ سے بغل گیر ہوئے تو آپ علیہ السلام کی بغل شریف کے پسینہ سے مسک کی مانند خوشبو مہکنے لگی (مدارج النبوت)

اسی طرح بنو حریش کے ایک شخص کا بیان ہے، انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ جھمٹا لیا، مجھ پر آپ کی مبارک بغلوں کا پسینہ گرا جس سے مسک کی خوشبو آ رہی تھی۔

(المواھب اللدنیۃ، ج:5، ص:461)

مذکورہ احادیث پاک حضور علیہ السلام کے جسمانی پاکیزگی و طہارت و نظافت اور کمال و شان و عظمت کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ جس طرح آپ علیہ السلام کے مبارک جسم سے سارے خوشبوؤں سے بڑھ کر اور برتر خوشبو آتی تھی اسی طرح آپ علیہ السلام کی مبارک بغلیں بھی کستوری

اور مسک اَذفر کی خوشبو لٹاتی تھیں۔

بغل مبارک کے متعلق بزرگان دین کے اقوال: حضرت علی کرم اللہ وجہ سے منقول ہے آپ حضور علیہ السلام کی مبارک بغلوں کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لم أر بیاضاً أنقی من بیاض ابطیه صلی الله علیه و سلم۔

یعنی میں نے حضور علیہ السلام کی بغلوں سے زیادہ صاف و شفاف سفیدی کبھی نہیں دیکھی۔

(الشفا للقاضی عیاض)

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و کان لا یری لإبطیه عرق و لا وسخ بل کان أبیضین نظیفین.

(الشفا، جز اول - باب ثانی)

یعنی نبی کریم علیہ السلام کی مبارک بغلوں میں نہ پسینہ دیکھا جاتا نہ میل بلکہ دونوں بغلیں سفید اور پاکیزہ تھیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں نبی کریم ﷺ کے جسمِ اطہر کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"لم یکن تحت إبطیه صلی اللہ علیه و سلم شعرٌ کثیف، و کان بیاضهما یضيءُ".

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی بغلوں میں زیادہ بال نہ تھے، اور ان کی سفیدی روشن ہوتی تھی۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

: آپ ﷺ کے بدنِ مبارک میں کسی قسم کی بدبو نہ تھی، یہاں تک کہ پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی، اور آپ کی بغلیں بھی اسی طرح خوشبودار تھیں۔

درج بالا اقوال حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کی صفائی اور طہارت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے بزرگانِ دین اور علما کرام نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ آپ ﷺ کی جسمانی صفائی فطری اور معجزانہ تھی۔

برادر اعلیٰ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ذوق نعمت میں فرماتے ہیں:

اے بغل اے صبحِ کافورِ بہشت
مہر بر شامِ غریباں اَلْغِیَاث

خلاصہ یہ کہ آپ علیہ السلام کی مبارک بغلیں جسم اطہر کے دیگر حصے کی طرح نہایت ہی سفید، نظیف، پاک، اور صاف و شفاف تھیں جو کی آپ ہی کی خصوصیت ہے ورنہ دیگر لوگوں کا حال اس کے برخلاف ہوتا ہے کہ ان کے بغل کا رنگ جدا اور اس میں سیاہی کی جھلک ہوتی ہے۔

اللہ پاک حضور علیہ السلام کی مبارک بغلوں کا صدقہ ہمیں ظاہری و باطنی طہارت و نظافت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کا سینۂ مبارک

محمد مشرف رضا
سادسہ

سینہ انسان کے وجود کا وہ آشیانہ ہے جہاں دل اپنی دھڑکنوں کا نظم بیان کرتا ہے۔ اور سانسیں زندگی کی تسبیح سناتی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں محبتوں کا چشمہ اور غم کا جوالہ ایک ساتھ رہائش پذیر ہے۔ انسان کے جسم کا وہ حصہ ہے جو نہ صرف جسمانی بناوٹ میں اعلیٰ اہمیت رکھتا ہے بلکہ انسان کے جذبات، احساسات اور معنوی کیفیات کا بھی نمونہ ہے۔ کبھی یہ حوصلے اور بہادری کی نشانی کہلاتی ہے۔ تو کبھی دنیا بھر کے غموں کو سمیٹنے والا سمندر بن جاتا ہے۔ اور کبھی خوشیوں کی بارش سے لہلہا اُٹھتا ہے۔ گویا سینہ انسان کی دنیا کا وہ مخفی کائنات ہے جہاں جذبات کے ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں۔

اور جب ذِکر، حضورِ اکرم نورِ مجسّم ﷺ کے سینہ مبارک کی ہو تو کیا کہنے، قلم بھی شان سے پھولے نہ سمائے، کاغذ بھی اپنے آپ کو بزرگی تصور کرے اور الفاظ بھی فخر کرے۔ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کا سینہ وہ مبارک گنجینہ ہے جس میں رب العالمین نے اپنی حکمت و معرفت اور نور کی تجلّیات رکھ دی۔

اور کشادگی کا یہ عالم کہ ساری اُمّت کے غم اور رحمت کی وُسعت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔ یہ وہ سینہ ہے جس میں اُمّت کی فکر ہے، غمزدوں کے لیے پناہ گاہ اور ہر محروم کے لیے امید کی روشنی ہے، یہ وہی سینہ ہے جس کی طہارت پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں اور ان کی وسعتوں پر آسمان بھی ناز کرتی ہے۔ اسی سینۂ اقدس سے وہ نور پھوٹی جس نے جہالت کے اندھیروں کو مٹا کر عالم کو ہدایت کی روشنی بخشی اور جس کا ذکر کرنا کارِ ثواب ہے۔ اسی ثواب کی امید پر کچھ تحریر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اس ادنیٰ کاوش کو قبول عطا فرمائے۔

سینۂ مبارک کا قرآن میں ذکر : حضور نبی کریم ﷺ کے اعضاے مبارکہ میں سے جس اعضا

کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے، ان میں حضور ﷺ کا سینہ مبارک بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

ترجمہ کنزالایمان کیا ہم نے تمھارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا

اس آیت کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مرادابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کو فرماتا ہے ہم نے آپ کی خاطر آپ کے سینہ اقدس کو ہدایت، معرفت، نصیحت، نبوت اور علم و حکمت کے لیے کشادہ اور وسیع کر دیا یہاں تک کہ عالمِ غیب اور عالم شہادت اس کی وسعت میں سما گیا اور جسمانی تعلقات روحانی انوار کے لیے مانع نہ ہو سکے اور علوم لدُنّیہ حکمِ الٰہیہ معارفِ ربّانیہ اور حقائقِ رحمانیہ آپ کے سینہ پاک میں جلوہ نما ہوئے بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ظاہری طور پر سینہ مبارک کا کھلنا مراد ہے۔

سینہ مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ اور چوڑا تھا۔ حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيْضَ الصَّدْرِ.

(الشمائل المحمدیہ، ح:8)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کا بطن مبارک اور سینہ اقدس دونوں برابر تھے (یعنی پیٹ سینے سے نکلا ہوا نہیں تھا) اور سینہ مبارک قدرے چوڑا تھا۔

سینۂ اقدس فراخ اور آئینہ کی طرح سخت اور ہموار: حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

كَانَ عَرِيْضَ الصَّدْرِ، مَمْسُوْحَهُ، كَأَنَّهُ الْمَرَايَا فِي شِدَّتِهَا وَاسْتِوَائِهَا، لَا يَعْدُوْ بَعْضُ لَحْمِهِ بَعْضًا، عَلَى بَيَاضِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:1، ص:304)

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ اور آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا، جب کہ سفیدی اور چمک میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔

اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

رفعِ ذکرِ جلالت پہ اَرفع درود

شَرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

حضور پاک ﷺ کے سینہ مبارکہ سے متعلق قرانی آیات اور احادیث مبارکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، اب حضور پاک ﷺ کے شق صدر کے متعلق واقعات ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ ہم حضور ﷺ کے سینۂ مبارک کا مرتبہ سمجھ سکیں۔ شق صدر کا مطلب ہوتا ہے سینہ چاک کرنا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو شک صدر کتنی بار ہوا اس کے بارے میں حضرت علامہ و مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (سورہ الم نشرح) کی تفسیر میں فرمایا ہے:

حضور ﷺ کو چار مرتبہ شق صدر ہوا یعنی چار مرتبہ مقدس سینہ مبارک کو چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا۔

(سیرتِ مصطفٰی صفحہ نمبر79)

(۱) شقّ صدر: ایک دن آپ ﷺ چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ایک فرزند جن کا نام (ضمرہ) تھا وہ دوڑتے اور ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر آئے اور اپنی امی جان حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا: کہ اماں جان!! "بڑا غضب ہو گیا" محمد عربی ﷺ کو تین ادمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا ہے اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا اور ان کے شوہر دونوں گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہنچے، تو دیکھا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے شوہر نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا: کہ بیٹا!! کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تین شخص جن کے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کیا اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ (مدارج النبوہ ج ۲ ص ۲۱)

(۲) شقّ صدر : دوسری بار آپ ﷺ کی عمر مبارک دس سال کی تھی تو شق صدر ہوا تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کہ خطرات سے آپ بے خوف ہو جائے۔ (سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۸۰)

امام بیہقی نے حضرت یحیی بن جعدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دو فرشتے میرے پاس ائے وہ سارس کی شکل میں تھے ان کے پاس ثلج و برد اور ٹھنڈا پانی تھا ان میں سے ایک نے میرا سینہ شق کیا اور دوسرے نے اپنی چونچ سے اس میں یہ اشیاء انڈیلیں اور قلب انور دھو دیا۔

(سبل الہدی والرشاد جلد ۲ ص ۶۰۰)

(۳) شقّ صدر: تیسری بار آپ ﷺ کو غارِ حرا میں شقِ صدر ہوا اور آپ ﷺ کے قلب میں نورِ سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں ۔

(سیرتِ مصطفیٰ صفحہ ۸۰)

(۴) شقّ صدر : چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں آپ ﷺ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی عزوجل کی تجلّیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ ۸۰)

شقّ صدر کی حکمتیں: اللہ کریم کا فرمانِ عظیم ہے:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾

(پ30، الم نشرح:1)

ترجمۂ کنزُ العرفان: کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا۔

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: سینہ کشادہ کرنے سے مراد یا سینہ چاک کرنا ہے یا سینہ کھولنا یا وسیع فرمانا۔ اگر پہلے معنی (یعنی سینہ چاک کرنا) مراد

ہوں تو خیال رہے کہ حُضور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا سینہ مبارک 3 یا 4 بار چاک کرکے قلبِ مبارک دھویا گیا۔ اوّل: بی بی حلیمہ دائی کے ہاں تاکہ دل میں کھیل کود کی رغبت نہ ہو، پھر شروعِ شباب (یعنی جوانی کے آغاز میں) میں تاکہ جوانی کی غفلت نہ آنے پائے، پھر عطاءِ نبوت کے قریب تاکہ دل بارِ نبوت کو برداشت کرسکے، پھر معراج کی رات تاکہ عالَمِ مَلَکُوت کے نظارہ اور دیدارِ الٰہی کا تحمُّل ہو سکے، یہ ظاہری شَرْحِ صَدْر رہے۔

(نورالعرفان زیرِ آیتِ مذکور، نسیم الریاض، 70/3 مفہوما)

اَلَم نَشرَح لَکَ صَدرَک سے یوں آواز آتی ہے
کُشادہ کر دیا اللہ نے سینہ محمد کا

(قبالہ بخشش، ص 53)

حضورِ اقدس ﷺ کے سینۂ مبارکہ کی فضیلت و شان قرآن، حدیث اور آثارِ سلف میں ایسی واضح ہے کہ عقل و دل دونوں جھک جاتے ہیں۔ یہ وہ مقدس سینہ ہے جو ربّ کائنات کے نور، حکمت، معرفت اور رحمت کا گنجینہ ہے، جس میں اُمت کی خیر خواہی اور مخلوق پر شفقت کا سمندر موجزن ہے۔

شقِّ صدر کے واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہر قسم کی بشری کمزوری اور شیطانی وسوسے سے پاک فرمایا، اُنہیں علومِ لدنیہ، معارفِ ربانیہ اور وحی کے بوجھ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائی، یہاں تک کہ دیدارِ الٰہی کی تجلیات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر اُتر سکیں۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مداح الحبیب مولانا محمد جمیل الرحمٰن رضوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

دو زانو ہو کے اَدَب سے پڑھو صلوۃ و سلام
عزیزو خلق کے مصدر کی آمد آمد ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقدس سینۂ اطہر کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں حصہ عطا فرمائے۔

آخری نبی ﷺ کا قلب اطہر

محمد سمیر رضا
ثالثہ

اللہ تعالی نے ہمارے آقا ﷺ کو بہت سی خوبیوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ لکھنے والوں نے ہمارے آقا ﷺ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ کسی نے ہمارے آقا ﷺ کے چہرے انور کے بارے میں لکھا ہے، کسی نے ہمارے آقا ﷺ کے زلف مبارک کے بارے میں لکھا ہے ،کسی نے ہمارے آقا ﷺ کے سینہ مبارک کے بارے میں لکھا ہے اور بھی لکھنے والے نے بہت کچھ لکھا ہے۔ راقم بھی حضور ﷺ کے بارے میں کچھ لکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ ہے "حضور ﷺ کے قلب اطہر"۔

نبی کریم ﷺ کا قلب اطہر اور قرآن کریم: اللہ تعالی نے حضور ﷺ کے قلب اطہر کے بارے میں قرآن میں فرمایا:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ (193) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ (194)﴾

ترجمہ کنزالایمان اسے روحُ الامین لے کر نازل ہوئے۔ تمھارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

سورہ شعراء

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ وحیِ الٰہی کا مرکز خود رسول اللہ ﷺ کا قلبِ مبارک تھا، جو عام دل نہیں بلکہ مخصوص نورانی حقیقت رکھتا ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے قران پاک میں دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (1)﴾

ترجمہ کنزالایمان : کیا ہم نے تمھارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں آتا ہے کہ آخری نبی مکی مدنی محمد عربی ﷺ نے ایک مرتبہ اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ پاک !تو نے حضرت ابراہیم علیہ

السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ کلام یعنی بات کرنے کا شرف عطا فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں اور لوہے کو، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات، انسان اور تمام حیوانات کو فرماں بردار کر دیا ہے۔ اور تو نے مجھے کون سی فضیلت اور بزرگی سے خاص فرمایا ہے۔ اس پر سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ: نازل ہوئی گویا کہ اس میں یوں ارشاد فرمایا گیا کہ اے حبیب ﷺ! اگر ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ تو آپ کی خاطر ہم نے آپ کا سینہ علم و حکمت اور معرفت یعنی اپنی پہچان کے نور سے کھول دیا ہے۔ اگر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف عطا کیا۔ تو آپ کو لامکاں یعنی معراج کی رات اپنے پاس بلا کر اپنا دیدار عطا فرمایا ہے۔ اگر ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو دنیا کے چند چیزوں پر حکومت بخشی ہے۔ تو آپ کو آسمانوں کی حکومت عطا فرمائی ہے کہ وہاں کے فرشتے خادموں کی طرح آپ کی بارگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود
شرح صدر صدارت پہ لاکھو سلام
دل سمجھ سے وراہے مگر یوں کہوں
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

نبی کریم ﷺ کا قلب اطہر احادیث کی روشنی میں: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ، فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ، فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً، فَقَالَ: هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ لَأَمَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ

(صحیح مسلم، ح:162)

یعنی رسول اللہ ﷺ بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، آپ کو زمین پر لٹایا، آپ کا سینہ چاک کیا، دل نکالا، اس میں سے ایک سیاہ

نقطہ نکالا اور فرمایا: ''یہ تم سے شیطان کا حصہ ہے۔'' پھر اسے زمزم کے پانی سے سونے کے برتن میں دھویا، واپس سینہ بند کیا، اور آپ کو وہی واپس کر دیا۔

یہ واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے قلبِ اطہر کو ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلودگی سے پاک فرمایا۔ آپ کا دل نورانی، معصوم اور کامل تھا۔ اس سے بھی اہلِ سنت کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ گناہ سے محفوظ (معصوم) ہیں، اور ان کا دل اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی خاص بنایا۔

قرآن کا نزول قلب اطہر پر: اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى قُلُوبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ وَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ.

(مسند احمد بن حنبل، حدیث: 22978، صحیح الاسناد)

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، پس محمد ﷺ کے دل کو تمام دلوں میں سب سے بہتر پایا، تو اللہ نے آپ کو اپنی ذات کے لیے چن لیا اور اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا۔''

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ قلبِ مصطفیٰ ﷺ سب سے پاکیزہ، برتر اور چُنا ہوا دل ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت جیسے عظیم منصب کے لیے منتخب فرمایا۔

یہ اہلِ سنت کے عقیدے کا اہم حصہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قلب صرف انسانی جسم کا عضو نہیں بلکہ وحی، علم، نور، اور محبتِ الٰہی کا مرکز ہے۔

حضور ﷺ کا قلبِ اطہر وہ مقدس مقام ہے جس پر وحی اتری، اللہ کی تجلی نازل ہوئی، اور امت کی فکر بسی ہوئی ہے۔ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ قلبِ مصطفیٰ ﷺ نور ہے، معصوم ہے، اور اللہ کا چنا ہوا مرکزِ ہدایت ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اس قلبِ مبارک سے محبت کریں، اس کی عظمت کو سمجھیں، اور اس کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوں۔ اللہ ہمیں قلبِ مصطفیٰ ﷺ سے سچی محبت عطا فرمائے، اور اس کے فیوض و برکات سے ہمارے دل منور ہوں۔ آمین۔

آخری نبی ﷺ کے بطن اقدس

عبد الصمد عطاری
سادسہ

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی تخلیق بے مثل و مثال اکمل واعلی نور سے فرمایا، ہر ہر عضو اس مناسبت کے ساتھ رکھی کہ دیکھنے والے کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں، آنکھ ایسی حسین کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جائیں، رخسار ایسے کہ چاند سے تشبیہ بھی غیر مناسب، زلف واللیل جیسے الغرض اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت علامہ امام احمد رضا خان علیہ رحمت الرحمن ارشاد فرماتے ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہیں کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہ وہ شمع ہے کہ دھواں نہیں

یوں تو اعضاے تخلیق مصطفی ﷺ پورا کا پورا ہی قابل ذکر ہیں مگر ہم اعضاے مصطفی ﷺ کا ایک عضو "بطن اقدس" کے حوالے سے سن کر اپنے دل کو منور و مجلی کریں گے، جو کہ حسن کے عظیم حصہ ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اگر کسی کا پورا کا پورا جسم کامل واکمل ہو لیکن اگر شکم سینے سے کچھ ابھرا ہوا ہو، یہ حسن میں نقص پیدا کر دیتا ہے لیکن قربان جائیں جان عالم ﷺ کے حسن شکم پر کہ خالق نے اپنے محبوب ﷺ کی شکم اقدس کو یوں سنوارا گویا لگتا کہ آپ چاندی سے بنائے گئے ہیں جس کا اعتراف تمام صحابہ کرام علیہم الرحمہ نے کیا ہے۔

بطن مبارک احادیث کی روشنی میں: آپ کے بطن مبارک کے بارے میں صحابہ کرام سے متعدّد روایات کتب احادیث میں ملتی ہیں ان میں سے چند کی روشنی میں حضور ﷺ کے بطن مبارک کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرتے ہیں۔

بطن مبارک مناسب اور بڑا تھا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے جسم اقدس گویا چاندی سے ڈھالا ہوا تھا آپ کا منھ مبارک خم دار، اور

مناسبت کے ساتھ بڑا پیٹ مبارک (شکم) کندھوں کے جوڑ اور ہڈیاں مضبوط تھی، چلتے ہوئے پورا جماؤ کے ساتھ زمین پر قدم رکھتے۔ (کتب سیر)

شکم مبارک تہ بہ تہ اور نرم تھا: حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ کے سینہ اقدس اور شکم مبارک ہموار تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

میں نے نبی اکرم ﷺ کے شکم اقدس کی زیارت کی۔ آپ کا شکم مبارک تہ بہ تہ معلوم ہوتا اور نرم ایسے، جیسے کاغذ کا ٹکرا ہو۔ (جمال مصطفیٰ)

ایک اور روایت میں نبی پاک ﷺ کے شکم اقدس کے حوالے سے سواء البطن والصدر آیا ہے، یعنی آپ ﷺ کے پیٹ مبارک اور سینے مبارک ہموار تھے نہ سینہ پیٹ سے اور نہ پیٹ سینے سے ابھرا ہوا تھا۔

بطن اقدس کی تین سلوٹیں تھیں: حافظ ابوبکر احمد بن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے پیٹ مبارک کے تین سلوٹیں تھی ایک ازار کے نیچے ہوا کرتی تھی جب کہ دو ظاہر ہوا کرتی تھی۔

بعض علما نے ارشاد فرمایا کہ دو سلوٹیں ازار بند کے نیچے اور ایک ظاہر ہوتی تھی۔ یہ سلوٹیں لپٹے ہوئے سفید کپڑے کی طرح تھی یہ بہت ہی نرم تھا۔ (سبل الہدی والرشاد ج2 ص594)

ان تمام احادیث وروایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کا پورا کا پورا جسم بے مثل مثال اور آپ کا حسن انتہا کو پہنچا تھا اسی طرح آپ کے اعضاء میں سے بطن اقدس بھی بے مثل ومثال تھا۔

الغرض حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

احسن منک لم تر قط عيني

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عيب

كانك قد خلقت كما تشاء

مفہوم، اے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کسی کو دیکھا ہی نہیں اور دیکھتے بھی کیسے کہ کسی عورت نے آپ سے زیادہ خوبصورت جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب و نقص سے پاک پیدا کیے گئے گویا کہ آپ جس طرح چاہ رہے تھے آپ کو اسی طرح پیدا کیا گیا۔

پیارے محترم بھائیو! آپ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا ان اوصاف سے متّصف ہونے اور مالک و مختار ہونے کے باوجود کتب احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ پاک کی رضا کے لیے کئی کئی دینوں تک فاقے کیا کرتے تھے حالاں کہ آپ چاہتے تو آپ کے پیچھے سونے اور چاندی کے پہاڑیں چلتی مگر آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ زاہرا رضی اللہ تعالی عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

ما سبع أل محمد صلی الله تعالی علیه و سلم من خبز الشعیر یومین متتابعین۔

ترجمہ نبی پاک ﷺ کے وفات ظاہری تک حضور کے اہل وہ عیال نے مسلسل دو دن کبھی بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

شکم مبارک پر پتھر: حضرت جابر رضی اللہ تعالی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

عزوہ خندق کے موقع پر میں نے نبی اکرم ﷺ کے شکم اقدس پر بھوک کی شدت کی وجہ سے پتھر باندھا، دیکھ کر میں بے حال ہو گیا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں بھی صبر و شکر کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخری نبی ﷺ کی پشت مبارک

غلام ربانی قادری
سادسہ

اللہ پاک کی ایک صفت "جمیل" ہے اور اللہ پاک "جمال" کو پسند فرماتا ہے، اسی لیے خالق ارض و سما نے اپنے محبوب ﷺ کو سراپا حسن و جمال بنا کر دنیا میں بھیجا۔ یوں تو حضور انور ﷺ کے جسم منور کا ہر ہر عضو کمال بلکہ اکمل درجے کی خوبصورتی کو پہنچا ہوا ہے جن پر خامہ فرسائی وقت طلب کام ہے، اس لیے یہاں جسم پرنور کا ایک حصہ "پشت مبارک" کی کیفیت و عظمت سپرد قرطاس کی جارہی ہے۔

پشتِ مبارک اور قرآن کریم: آپ کے جن اعضائے مبارک کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ان میں پشتِ انور بھی ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾

ترجمہ: اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔

تفسیر صراط الجنان میں اس آیت کی تفسیر میں ہے:

اس بوجھ سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کا **ایک قول** یہ ہے کہ اس سے وہ غم مراد ہے جو حضور پُر نور ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے رہتا تھا۔ **دوسرا قول** یہ ہے کہ اس بوجھ سے اُمت کے گناہوں کا غم مراد ہے جس میں آپ ﷺ کا قلب مبارک مشغول رہتا تھا۔ مراد یہ ہے کہ اے حبیب ﷺ! ہم نے آپ کو شفاعت قبول کیے جانے والا بنا کر غم کا وہ بوجھ دور کر دیا جس نے آپ کی پیٹھ توڑ دی تھی۔

پشت مبارک کی کیفیت و خصوصیات احادیث کی روشنی میں: حضور اقدس ﷺ کی پشت مبارک کشادہ تھی، جو کہ مرد کی شان و عظمت اور ان کے طاقت ور ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ آپ کی پشت مبارک اس قدر سفید اور چمک دار تھی گویا کہ چاندی کو ڈھال کر بنایا گیا ہو۔ احادیث مبارکہ

میں ان تمام امور کا ذکر موجود ہے۔ ذیل میں ان احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی پشتِ انور کی پُرنور باتیں نقل کی جارہی ہیں۔

پشت اقدس کشادہ تھی: حضور نبی کریم ﷺ کی پشتِ مبارک وسیع وکشادہ تھی۔ اس تعلق سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

کان رسول الله ﷺ واسع الظهر، بين كتفيه خاتم النبوه، وكان طويل مسربه الظهر.

(رواه ابن عساكر / والبيهقي في دلائل النبوه 1/304)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ کی پشت اقدس کشادہ تھی اور آپ ﷺ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ (اس حدیث کو روایت کیا ہے امام ابن عساکر نے اور امام بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت فرمایا ہے)

خلیفہ اعلیٰ حضرت مداح الحبیب علامہ جمیل الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لگا کر پشت پر مہر نبوت حق تعالیٰ نے
انہیں آخر میں بھیجا، خاتمیت اس کو کہتے ہیں

پشت انور گویا چاندی کو پگھلایا گیا ہو: حضرت مخرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم، من الجعرانة، فنظرت الى ظهره كأنه سبيكة فضة.

(المعجم الكبير، جزء العشرون، ص ۲۲۷/ الرقم ۷۷۲)

ترجمہ: حضور ﷺ مقام جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھ رہے تھے میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کو دیکھا تو اسے ایسا پایا گویا چاندی کو پگھلایا گیا ہو۔

(المعجم الکبیر، جزء العشرون، ص ۲۲۷/ الرقم ۷۷۲)

میں تمہیں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں: پیارے اسلامی بھائیو! یہ تو ظاہری خصوصیات اور خوبصورتی کا بیان ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنے پیٹھ پیچھے

بھی دیکھ لیتے ہیں چناں چہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال (النبي ﷺ): اقیموا الرکوع و السجود، فو اللہ إنی لاراکم من بعدی - و ربما قال: من بعد ظهري - اذا رکعتم و سجدتم.

(رواه البخاري في كتاب الآذان، ح:٧٤٢)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے رکوع اور سجدے کو صحیح سے ادا کرو، اللہ پاک کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں، یا (یوں فرمایا: میں اپنے پیٹھ پیچھے سے تمیں دیکھتا ہوں) جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روئے آئینہ علم پشت حضور
پشتیٔ قصر ملت پے لاکھوں سلام

پشت مبارک کی برکات: سبحان اللہ، نور والے آقا ﷺ کا سارا جسم ہی نورانی ولا ثانی اور اپنی مثال آپ ہے۔ قبل از اعلان نبوت بھی لوگ آپ کے اعضاء مبارکہ کی برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ چنانچہ ابن عساکر جلہمہ بن عرطفہ سے منقول ہے کہ جب میں، مکہ میں داخل ہوا تو اہل مکہ قحط سالی سے بے حال تھے، اہل مکہ اس سے نجات پانے کے لئے آپس میں طرح طرح کے مشورے دے رہے تھے، کوئی کہ رہا تھا، لات و عزیٰ کے پاس چلو، تو کوئی منات کے پاس جانے کی رائے دے رہا تھا، اسی میں ایک خوبصورت، صاحب الرائے بزرگ نے فرمایا؛ تم لوگ کہاں الٹی طرف جا رہے ہو، ہمارے درمیان حضرت ابراہیم و اسماعیل (علیہما السّلام) کی آل موجود ہے، لوگوں نے کہا، کیا آپ کی مراد ابو طالب ہے؟ وہ بولے ہاں!

ابن عساکر کہتے ہیں، سب لوگ اٹھے، میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا، ہم ابو طالب کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی، ابو طالب باہر نکلے، لوگوں نے کہا؛ جنگل قحط زدہ ہو گیا ہے، ہمارے بچے، عورتیں سب قحط سالی میں مبتلا ہیں، آپ بارش کے لیے دعا کیجیے۔

پس! ابو طالب نکلے، اس کے ساتھ ایک روشن چہرے والا خوبصورت بچہ تھا جس کی برکت سے

سیاہ بادل دور ہو گیا، اس کے ارد گرد کچھ لڑکے موجود تھے، ابو طالب نے اس بچے (محمد ﷺ) کو لیا اور ان کی مبارک پیٹھ کعبہ سے لگا دی، اس خوب رو بچے (محمد ﷺ) نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، حالاں کہ اس وقت آسمان میں کوئی بادل نہ تھا، اشارہ کرتے ہی چاروں طرف بادل چھا گئے اور اتنی بارش ہوئی کہ جنگلوں میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور پوری آبادی سر سبز و شاداب ہو گئی۔

اسی پر ابو طالب نے کہا :

و ابیض یستسقی الغمام بو جهه

ثمال الیتمی عصمة للار امل

یعنی : گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں اور بیواؤں کا سہارا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک بلکہ جسم نازنین کے ہر ہر عضو میں جتنے کمالات جتنی خوبصورتی اور جتنے اوصاف جمع ہو سکتے تھے، اللہ پاک نے وہ سارے اوصاف ان میں جمع فرما دیا، اور آپ کو ہر اعتبار سے مکمل بنا کر بھیجا، آپ کو ہر عیب و نقص سے پاک پیدا فرمایا۔

آخری نبی ﷺ کا مہر نبوت

جمال الدین
خامسہ

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کی جامعیت وا کملیت کا اندازہ اس بات سے لگا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی عظیم ہستی کے احوال زندگی، معمولات زندگی، اطوار زندگی، عادات و خیالات زندگی اس قدر مفصل و مدلل طریقہ پر محفوظ نہیں کیے گئے جس طرح آپ علیہ الصلوۃ والتسلیم کی حیات طیبہ کا ہر پہلو تحریری شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جو نعمتیں، فضیلتیں اور خصلتیں عطا فرمائی ہیں آپ علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے نبی اور رسول کے حصے میں نہیں آئیں اور جس اعزاز واکرام سے آپ ﷺ نوازے گئے وہ صرف آپ ہی کا امتیاز ہے۔

سب سے اولی و اعلی ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلی ہمارا نبی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن امتیازی اوصاف سے نوازا ان میں سے کچھ تو وہ کمالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی نوازا اور کچھ وہ کمالات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ آخرت میں آپ کو نوازے گا اس دنیا میں عطا ہونے والے کمالات میں سے ایک کمال **"مہر نبوت"** ہے جو صرف آپ کا خاصہ ہے کہ دیگر انبیا کو نہ ملی۔ ملتی بھی کیسے کہ آپ کے سوا کوئی آخری نبی ہی نہیں یہ آپ کی ایک ایسی منفرد شان ہے جو آپ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کتب

احادیث میں مہر نبوت سے متعلق ایک مستقل باب باندھتے ہیں۔

مہر نبوت احادیث کی روشنی میں: ان بابوں میں سے کچھ روایات ذکر کرنے کی کوشش کرتا ہوں جس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ پہ ظاہر و باہر ہو جائے گا کہ مہر نبوت کیسی شان والی تھی۔

امام بخاری "صحیح البخاري، کتاب الوضوء" میں نقل کرتے ہیں:

حضرت جعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سائب بن یزید سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں: میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ".

(صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رءوسهم، ح:6352)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھانجے کے سر میں درد ہے اس پر آپ علیہ السلام نے دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، اس کے بعد آپ علیہ السلام نے وضو کیا تو میں نے آپ علیہ السلام کے وضو کا پانی پیا پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ مہر نبوت آپ علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔

امام مسلم روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا، وَلَحْمًا، أَوَ قَالَ: ثَرِيدًا، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ سورة محمد آية 19، قَالَ: ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ، كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَأَمْثَالِ الثَّآلِيلِ".

(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده ﷺ، ح:2346)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا یا فرمایا: ثرید کھایا۔ راوی کہتے ہیں میں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ نے تمھارے لیے بخشش چاہی ؟ انہوں کہا: ہاں اور تیرے لیے بھی ، پھر یہ آیت پڑھی (استغفر لِذنْبِکَ وَلِلْمُؤمِنین و المؤمنات یعنی بخشش مانگ اپنی گناہ کی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہ کی) عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں آپ علیہ السلام کے پیچھے گیا تو میں نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، آپ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے قریب بند مٹھی کی طرح۔

خلاصہ یہ ہے کہ دو کندھوں کے بیچ میں کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر تل تھے اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد ﷺ پڑھنے میں آتا تھا۔ جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے یہ حضور اقدس ﷺ کی نبوت کی علامت تھی اسے مہر نبوت کہتے ہیں۔ بحیرا راہب یہی مہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا۔

مہر نبوت کی ہیئت و شکل: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مہر نبوت کی ہیئت و شکل کو مختلف تشبیہات کے ساتھ بیان کی ہیں۔

کسی نے کہا: مسوں کے تل کی طرح تھی۔

کسی نے کہا: بالوں کے گچھے کی طرح تھی۔

کسی نے کہا: کبوتری کے انڈے کی طرح تھی،۔

کسی نے کہا کہ وہ ابھرے ہوئے گوشت کا ٹکڑا تھا۔ یہ دیکھنے والوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مہر نبوت کو تشبیہ دی ہے۔

مہر نبوت ایک ابھری ہوئی چیز تھی، جو ہم رنگ بدن، مشابہ جسد اطہر اور صاف نورانی تھی اسی کو خاتم النبوۃ یا مہر نبوت کہتے ہیں۔ یہ وہ علامت ہے جس سے آپ پہچان لئے جائیں کہ آپ ہی وہ نبی آخر الزماں ہیں جس کی بشارت دی گئی۔

(سیرت مصطفی جان رحمت، حصہ دوم، ص:۸۸۱)

متعدّد روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر

کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی۔(ایضا)

حضور علیہ السلام کی پشت اطہر میں مہر نبوت رسالت و نبوت کی علامت و نشانی تھی، توریت و انجیل وغیرہ میں بھی حضور ﷺ کا یہ وصف بیان کیا گیا تھا۔جس سے علمائے اہل کتاب آگاہ و مطلع تھے۔

(ایضا،ص:۸۸۲)

اس سلسلے میں اعلی حضرت نے حضرت زید اور حضرت عامر کا ایک مکالمہ بھی ذکر فرمایا:جس میں حضرت زید نے جو عامر کو آنے والے نبی محمد عربی علیہ السلام کی علامات و اوصاف بیان کئے یہ بھی ہے کہ ان کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج:۱۵،ص:۱۲، جزاءاللہ عروہ بابا ؤختم النبوۃ)

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہے:

موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے راوی، ابو طالب چند سرداران قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے، حضور علیہ السلام ہمراہ تشریف فرما تھے، جب صومعہ راہب یعنی بحیرا کے پاس اترے۔ راہب صومعہ سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اس سے پہلے جو قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا، نہ اصلاً ملتفت (مائل) ہوتا، اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بیچ گزرتا ہوا حضور علیہ السلام تک پہنچا۔ حضور کا دست اقدس تھام کر بولا: **هذا سيد العلمين هذا رسول رب العلمين يبعثه الله رحمة للعلمين** یہ تمام جہان کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ یہ رب العلمین کے رسول ہیں، اللہ تعالی انہیں تمام عالم کے لیے رحمت بھیجے گا۔ سرداران قریش نے کہا: تجھے کیا معلوم ہے؟ کہا: جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت و سنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے، اور وہ نبی کے سوا دوسروں کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں۔ ان کے استخوان شانہ کے نیچے سیب کے مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا، حضور تشریف نہ رکھتے تھے، آدمی طلب کو گیا، تشریف لائے، ابر سر پر سایہ گستر تھا۔ راہب بولا: **انظروا اليه غمامة تظله**، وہ دیکھو

ابران پر سایہ کیے ہے۔ قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور علیہ اسلام نے جگہ نہ پائی، دھوپ میں تشریف فرما ہوئے، فوراً پیڑ کا سایہ حضور ﷺ پر جھک آیا۔ راہب نے کہا: انظرو ر الی فیئی الشجرۃ مال الیہ۔ وہ دیکھو پیڑ کا سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف، ج:۳۰، ص:۵۵۶)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ مہر نبوت نبی کریم کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو پادری نے نبی کریم کی پہچان کے لیے جو نشانیاں بتائی تھیں ان میں سے ایک نشانی دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جس کے مشاہدے کے بعد سلمان فارسی ایمان لائے تھے۔

اسی طرح جس رات سرکار ابد قرار ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ایک یہودی نے قریش کی مجلس میں جاکر سرکار کے جو وصف بیان کیے ان میں بھی مہر نبوت کا ذکر ہے۔ اعلی حضرت اس کے مقولے کو نقل کرتے ہیں:

اس نے کہا: **احفظوا ما أقول لكم الليلة في هذه الأمة الأخيرة بين كتفيه علامة**۔ جو تم سے کہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج:۱۵، ص:۶۴۷)

حسان الہند اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس مبارک مہر نبوت پر یوں سلام عرض کرتے ہیں:

حجر اسود کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

مہر نبوت کا معجزہ: (۱) حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم علیہ السلام نے ایک دفعہ سواری پر مجھے اپنے پیچھے بیٹھا لیا پس میں نے اپنے منہ کو مہر نبوت کے قریب کیا تو اس کی دل نواز

مہک مجھ پر غالب آ رہی تھی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل اما نظافۃ جسمہ وطیب ریحہ وعرقہ علیہ السلام)

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے اگلے بال اور ڈاڑھی مبارک کے بال سفید ہو گئے۔ جب آپ ان میں تیل لگاتے تو سفیدی معلوم نہیں ہوئی تھی اور جب آپ کے بال بکھرے ہوئے ہوتے تو سفیدی معلوم ہوتی، آپ کی ڈاڑھی مبارک بہت گھنی تھی ایک شخص نے کہا کہ آپ علیہ السلام کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح تھا۔ میں نے کہا: نہیں! بلکہ سورج اور چاند کی مثل تھا اور آپ کا چہرہ مبارک گول تھا اور میں نے آپ کے کندھے مبارک کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت دیکھی جس کا رنگ جسم کے رنگ کے مشابہ تھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ وتعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی شان شعر کی صورت میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أغر علیه للنبوة خاتم

من الله مشهو دیلو ح و یشهد

(القصائد المنتخبہ)

یعنی وہ چمک دار چہرے والے نبی ہیں کہ ان پر اللہ کی جانب سے روشن مہر ہے جس کی گواہی دی جاتی ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں۔

بالجملہ ان تمام روایتوں اور واقعات سے واضح ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جن کی رنگت جسم اقدس کی رنگت سے ملتی اور روشن تھی، نبی کریم علیہ السلام کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی تھی اور اسی نشانی کو دیکھ کر بہت سے غیر مسلم داخل اسلام ہوئے۔

اللہ پاک ہم سب کو علم نافع عطا فرمائے اور دو جہانوں میں اپنی رحمت میں رکھے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کے قدم مبارک

محمد توصیف رضا
سادسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہایت حسین و جمیل بنایا۔ آپ ﷺ کا ہر ہر عضو باکمال، بابرکت، بارونق اور سراپا نور و رحمت ہے۔ انہیں مبارک اعضاء میں سے ایک قدمِ مبارک بھی ہے، جو بے شمار برکتوں اور معجزات کا مظہر ہے۔ آپ ﷺ کے قدمِ مبارک سے کئی معجزات ظاہر ہوئے جن کو دیکھ کر کئی خوش قسمت افراد ایمان بھی لائے، اور آپ ﷺ کے نشانِ قدم آج بھی مختلف مقامات پر موجود ہیں، جن سے لوگ آج بھی برکت حاصل کرتے ہیں۔

حقیر راقم، نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کی ہیئت، معجزات، اورآپ کے قدم مبارک سے متعلق بزرگان دین کے اقوال ذکر کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے، تاکہ قارئین کے دلوں میں ادب و محبت کے جذبات پیدا ہوں، اور علم و معرفت میں اضافہ ہو۔

قدم مبارک احادیث کی روشنی میں: حضور ﷺ کے مقدس قدم چوڑے پُر گوشت، ایڑیاں کم گوشت والی، تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا، دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا۔

سب سے زیادہ حسین قدم مبارک: حضرت عبد اللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان ﷺ احسن البشر قدما. (شرح الزرقانی علی المواهب، ج: ص: 485)

یعنی حضور ﷺ کے قدم مبارک سب سے زیادہ حسین تھے۔

سب سے زیادہ تیز چلنے والے: حضور ﷺ کے چلنے کی رفتار دوسروں سے کہیں زیادہ تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الأَرْضُ

تُطْوٰی لَہٗ إِنَّا لَنُجْھِدُ أَنْفُسَنَا وَ إِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ.

(مشکوٰۃ المصابیح، باب اسماء النبی ﷺ، ح:5795)

یعنی میں نے حضور ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کسی کو نہ دیکھا۔ جب آپ ﷺ چلتے یوں لگتا گویا زمین آپ کے لیے لپیٹی جا رہی ہے ہم آپ کے ساتھ دوڑا کرتے اور آپ آسانی سے بے تکلف چلتے پھر بھی آپ آگے ہی رہتے۔

معجزۂ قدم مبارک: (1) اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سراپا معجزہ بنا کر بھیجا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی سے جس قدر معجزات صادر ہوئے کسی اور سے نہ ہوئے اور آپ کی ذات گرامی تو بڑی بات ہو گئی بلکہ آپ کے جسم اطہر کے عضو عضو اور جزء جزء سے معجزات کا صدور ہوا۔

قدم مبارک سے شفا: روایت میں ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے صحت کی دعا کر کے اپنا پاؤں مبارک ان کو مارا اس کے بعد وہ بیماری ساری عمر کے لیے ختم ہو گی۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم، ص:450)

قدم ناز کے ٹھوکر سے پانی ابل پڑا: حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ عرفہ سے تین میل دور اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے کہ ابو طالب کو پیاس لگی اور انہوں نے حضور سے عرض کیا۔

فضرب بقدمه الارض فخرج الماء فقال اشرب. (زرقانی، ج:7، ص:39)

یعنی آپ نے قدم مبارک زمین پر مارا پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، آپ نے چچا سے فرمایا پی لیں۔

پتھر پر نقشِ پا: چناں چہ آپ کے قدم مبارک اگرچہ نرم و نازک تھے لیکن جب آپ پتھر پر قدم ناز رکھتے تو پتھر آپ کے قدم ناز کے نقش کو بڑے ناز سے اپنے سینہ میں محفوظ کر لیتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انه علیه السلام کان اذا مشی علی الصخر غاصت قدماه فیه.

(زرقانی، ج:7، ص:197)

یعنی جب آپ ﷺ سخت پتھر پر بھی چلتے تو وہ نرم ہو جاتا اور نشان قدم اس پر لگ جاتا۔

عقلی دلیل : بعض لوگ، اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ پتھر پہ نشان قدم کیسے لگ سکتا ہے حالاں کہ مقام ابراہیم کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے اور لاکھوں زائرین گواہ ہیں کہ اس پر حضرت ابرہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان موجود ہے (تفسیر کبیر، ابن جرین عن ابن عباس) جب خلیل اللہ کے لیے مانا جاسکتا ہے تو حبیب اللہ کے لے انکار کی کیا وجہ ہے؟ ریت پر تو ہم بھی قدم رکھیں تو نشان پڑ جاتا ہے حضور علیہ السلام نرم کو نرم کرنے نہیں بلکہ پتھروں کو نرم کرنے آئے ہیں۔

ہم نے پھولوں کو چھوا مرجھا کے کانٹے ہو گئے
اس نے کانٹوں پر قدم رکھا گلستاں کر دیا

اور یہ بھی یاد رہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم لگیں وہ جگہ مرکز تجلی بنے، جہاں خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم لگیں وہ جگہ مصلی بنے اور جہاں حبیب اللہ ﷺ کے قدم لگیں وہ جگہ عرش معلی بنے۔

آسماں گر تیرے تلوؤں کا نظارہ کرتا
روز اک چاند تصدیق میں اتارا کرتا

(شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ ص 553، 554)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم
اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف قدم ناز کا یہ عالم ہے تو آپ ﷺ ذات والا تبار کا عالم کیا ہو گا۔ نہایت مختصر میں راقم نے آقا کریم ﷺ کے قدم ناز کے بارے میں لکھا ورنہ آپ کے قدم ناز پر مکمل رسالہ معرض وجود میں لایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور اکرم ﷺ کے قدم ناز کی برکتوں سے ہمیں مالا مال فرمائے اور حضور ﷺ کے قدمِ مبارک کے صدقے ہم سب کی مغفرت عطا فرمائے۔

آخری نبی ﷺ کی مبارک پنڈلیاں

محمد حسان عطاری
خامسہ

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے سید المحبوبین ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر تمام جہان کو وجود بخشا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام طرح کے خصائل و فضائل شمائل و خصائص عطافرمائے۔یونہی آپ ﷺ کو حسن باطنی سے بھی نوازا اور حسن ظاہری میں بھی کامل و اکمل بنایا کہ نبی کریم ﷺ کا جسم منور دنیا و مافیہا سے افضل و اعلیٰ بلند و بالا ہے بلکہ حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کا ہر ہر عضو دنیا کے تمام چیزوں سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔اور امتیازی حیثیت رکھے بھی کیوں نہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا کوئی مثل و ثانی نہیں بنایا۔

اگر نبی کریم ﷺ کی ہر ہر عضو کی تعریف کی جائے تو قلم کی روشنائی ختم ہو جائے گی اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے بیان کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔اس لیے آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کے متعلق کچھ تحریر کر کے اپنی عقیدت کے اظہار کی کوشش کی جا رہی ہے۔آپ کی پنڈلیاں مبارک پتلی تھیں اور یہ مردانہ حسن و جمال کے لیے ضروری ہے۔

آئیے!ہم اس مقالہ میں جانیں گے :

(1) پنڈلیاں کسے کہتے ہیں

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں مبارک حدیث کی روشنی میں

مبارک پنڈلیاں: انسان کے جسم میں گھٹنوں کے بعد ٹخنوں سے پہلے کا جو حصہ ہوتا ہے وہ پنڈلیاں کہلاتی ہیں۔نبی کریم ﷺ کی مبارک پنڈلیاں اتنی خوبصورت تھیں کہ جب بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پنڈلیاں مبارک کا ذکر تے تو ان کی چمک دمک یاد آجاتی ،اور پکار اٹھتے کہ میں اب بھی اس چمک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

پنڈلیاں مبارک احادیث کریمہ کی روشنی میں: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان في ساقي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حموشة
ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دونوں پنڈلیاں ضخیم نہیں بلکہ موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔

(سراپائے مصطفےٰ ص:۱۱۰)

علامہ محقق علی الاطلاق عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک اور حدیث میں کہ:
نظرتُ إلی ساقیہ کانھا جمارة.
ترجمہ: میں نے آپ کی پنڈلی کی طرف نظر ڈالی گویا کہ وہ درخت خرما تھا۔
جُمَارَة (جیم کے ضمہ اور میم کے تشدید کے ساتھ) اس کا معنی ہے: درخت خرما، جسے **شحم النخل** بھی کہتے ہیں جس کا مطلب صاف لطیف اور سفید ہے۔

(مدارج النبوت ج:۱ص:۳۷)

مبارک پنڈلی چمک دار تھی: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ سَاقَيْهِ۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ح:3566)

یعنی میں اچانک حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جبکہ آپ ابطح میں ایک خیمے کے اندر جلوہ افروز تھے۔ دوپہر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے، اُنہوں نے نماز کے لیے اذان کہی پھر اندر چلے گئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے وضو سے بچا ہوا پانی لے کر باہر آئے تو لوگ اُسے (بطور تبرک) حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ اِس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور نیزہ نکال لائے، پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے، گویا میں آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کی سفیدی اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

مبارک پنڈلی سفید تھی: امام بغوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی سبقہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جئت رسول الله ﷺ فی حجة الوداع فألفيته واقفا علی بعير كان ساقه فی غرزة الجمارة فاحتضنتها فقرعلي بالسوط فقلت: القصاص يا رسول الله فدفع إلی السوط فتثنيت فقبلت ساقه ورجله ﷺ.

(معجم الصحابة للبغوی، ج-4، ص:217، ح:1718)

یعنی میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار کھڑے تھے اور آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک رکاب میں تھی جو کھجور کے گوند کی مانند لگ رہی تھی۔ میں محبت وپیار کی وجہ سے اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے چھڑی لگائی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تو آپ ﷺ سے قصاص لوں گا۔ آپ ﷺ نے چھڑی میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا: لو قصاص لے لو۔ مجھے موقع مل گیا میں نے آپ ﷺ کی مبارک پنڈلی اور پاؤں کا بوسہ لے لیا۔

عاشقوں کے امام، ہم سنیوں کے شان امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

شرح کلام رضا: میرے آقا ﷺ کی پنڈلیاں ہیں یا کہ جود وعطا کے درخت کی دو شاخیں جن کی قیادت میں ہر کسی کو راہ ہدایت اور منزل مقصود مل رہی ہے، صراط مستقیم کی ان شمعوں پر میری طرف سے لاکھوں سلام۔ (شرح حدائق بخشش:1033)

ماقبل ذکر کردہ ساری باتوں کو عمیق نظری سے پڑھنے پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جب آپ ﷺ کے ایک عضو مبارک پنڈلی مبارک کا یہ عالم ہے تو حضور اکرم ﷺ کے پورے جسد اطہر جو نور علی نور ہے توان کا عالم کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بیداری یا خوابی کی حالت میں پائے اقدس چومنے کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

آخری نبی ﷺ کی ایڑیاں مبارک

محمد شمیم رضا
سادسہ

نبی کریم ﷺ کا سراپا شہکار ربوبیت ہے۔ اسی سراپا سے آپ ﷺ کی مبارک ایڑیاں ہیں۔ آپ ﷺ کی ایڑیاں مبارک تمام مخلوقات میں ممتاز و مشرف اور بابرکت ہے۔ ذیل میں آپ کی مبارک ایڑیوں کا ذکر جمیل پیش کیا جارہا ہے۔

مبارک ایڑیاں احادیث کی روشنی میں: حضور ﷺ کی ایڑیاں مبارک کے بھی کیا کہنے، آپ کی ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ چناں چہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہوس العقبین.

(صحیح مسلم، ح:2339)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

آپ ﷺ کے مقدس ایڑیاں کم گوشت والی، تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا، دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔

(شمائل ترمذی ص 2 مدارج النبوت)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ایڑیاں مبارک کے متعلق فرماتے ہیں۔

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
دو قمر دو پنجہ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلویں پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

پاؤں کی ٹھوکر سے پانی کا چشمہ جاری ہونا: اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کے چچا ابو طالب کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھتیجے حضور ﷺ کے ساتھ ذو المجاز کے مقام پر تھا کہ اچانک مجھے پیاس لگی میں نے حضور ﷺ سے عرض کی: اے میرے بھتیجے! مجھے پیاس لگی ہے۔ میں نے ان سے یہ بات اس لیے نہیں کہی تھی کہ ان کے پاس پانی تھا بلکہ صرف اپنی پریشانی ظاہر کرنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ میری بات سن کر وہ فوراً اپنی سواری سے نیچے اترے اور ارشاد فرمایا: اے چچا! کیا پیاس لگی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی مبارک ایڑی زمین پر ماری جس کی برکت سے اس مقام سے ایک دم پانی نکل پڑا۔ پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: اے چچا! پانی پی لو تو میں نے وہ پانی پیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد ج:1، ص:121)

ٹھوکر سے احد پہاڑ سکون پا گیا: روایت ہے کہ آقا کریم ﷺ نے احد پہاڑ سے فرمایا:

اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر اللہ کا نبی، صدیق اور دو شہید بھی ہے تو احد کی حرکت بند ہوگئی سبحان اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایڑیوں کا اتنا وقار ہے تو پائیں اطہر اور سراپائے اقدس کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا ہے
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

سست رفتار اونٹنی تیز رفتار ہوگئی: آپ ﷺ کی ایڑی مبارک کی برکت کا عالم یہ ہے کہ آپ نے ٹھوکر ماری تو دھیمی دھیمی چلنے والی اونٹنی تیز رفتار ہوگئی۔ چناں چہ روایت میں ہے:

ایک شخص نے حاضر ہو کر اپنی اونٹنی کی پست رفتاری کی شکایت کی فضربه برجله تو آپ ﷺ نے اونٹنی کو ایڑی مبارکہ لگائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم وہ اونٹنی ایسی تیز رفتار ہوگئی کہ کبھی کوئی تیز سے تیز تر سواری بھی اس سے آگے نہ بڑھ سکی۔ (حوالہ مسلم شریف)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ایڑیاں مبارک کی نہیں بلکہ جسم اطہر کے ہر ہر عضو مبارک میں جتنے کمالات جتنی خوبصورتی اور جتنے اوصاف جمع ہو سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ سارے اوصاف ان میں جمع فرمادیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی ایڑیاں مبارک تمام مخلوقات میں ممتاز و مشرف اور تمام بابرکت کا حامل بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے ماں باپ اور پیروں مرشد اور اساتذہ کرام اور تمام امت محمدیہ کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایڑیاں مبارک کے صدقے بے حساب مغفرت عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

توصیف رضا
سادسہ

آخری نبی ﷺ کے قد مبارک

خالق کائنات نے ہر چیز کو ایک حسن پر رکھا چاہے، وہ زمین وآسمان ہو یا چاند و ستارے۔ اسی طرح اللہ پاک نے مختلف مخلوقات کو بھی ایک حسن اور ایک ترتیب کے ساتھ رکھا مگر قربان جائیں خالق کائنات کی شاہ کار تخلیق جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ آپ کے رب نے آپ کو صرف حسن نہیں بلکہ مرکزِ حسن بنایا حسن باطنی سے بھی نوزا اور حسن ظاہری میں بھی لاجواب و لانظیر بنایا۔ تمام لوگوں کو خوبیاں آپ کے صدقے ملی انہیں خوبیوں میں سے ہم آج ایک اہم خوبی آپ ﷺ کے قد مبارک کے حوالے سے تحریر کی سعادت حاصل کریں گے ۔

بے سایہ قد و قامت: حضور نبی کریم ﷺ کی قد مبارک کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ خالق کائنات نے آپ ﷺ کی ایسی کامل تخلیق فرمائی کہ آپ ﷺ کی قد و قامت کا بھی سایہ نہیں رکھا۔ اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے آپ کے اسماء میں سے ایک اسم "نور" بھی ہے جس کو اللہ پاک نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"

(پ6 سورہ مائدہ آیت 15)

نبی کریم ﷺ کی قد مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی پاک ﷺ کے قد مبارک کے حوالے سے مختلف روایات واحادیث کریمہ مذکور ہیں، ذیل میں چند تحریر کی جاتی ہیں:

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی تخلیق اعتدال پر ہوئی تھی ۔ اعضاء کا اعتدال عیاں تھا۔ آپ کی قامت طویل قامت سے چھوٹی اور کوتاہ قامت سے بڑی تھی ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جس شخص کے ساتھ بھی چلتے تو

آپ اس سے طویل نظر آتے۔

حضرت ابو طفیل عامر بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی قامت مبارک درمیانی تھی۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا چہرہ انور سارے لوگوں سے حسین تھا، آپ کی تخلیق سارے لوگوں سے عمدہ ہوئی تھی، آپ کی مبارک قامت نہ طویل تھی نہ ہی پست تھی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا نہ آپ دراز قد اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ (متفق علیہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا قد مبارک نہ تو بہت زیادہ طویل اور نہ ہی بہت زیادہ پست تھا۔ جب آپ تنہا چلتے تھے تو آپ کا قد مبارک میانہ لگتا تھا۔ جب بھی کوئی ایسا شخص آپ کے ساتھ چلتا جس کا قد طویل ہوتا تو آپ کی قامت مبارک اس سے طویل ہو جاتی جب بھی دراز قد آدمی آپ کے ساتھ چلتے تو حضور ﷺ کا قد مبارک ان سے طویل ہو جاتا۔ جب آپ سے جدا ہوتے تو آپ کا قد میانہ ہو جاتا۔ (ابن ابی خیثمہ، بیہقی، ابن عساکر)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد اور نہ ہی زیادہ پست قد تھے۔ بلکہ آپ کا قد مبارک میانہ تھا۔ (ابن عساکر)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام عشق و محبت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اُس سہی سروِ قامت پہ لاکھوں سلام

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ترا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مِثل ہو تو مِثال دے

نہیں گُل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

خلاصہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ دیگر اعضائے بدنی کی ترتیب کے ساتھ ساتھ آپ کی قامت شریف بھی باکمال تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی سچی محبت نصیب فرائے۔ آمین یارب العالمین۔

آخری نبی ﷺ کی رنگت مبارک

محمد شہاب الدین عطاری

حضور نبی کریم ﷺ کے ہر عضو مبارک کی الگ الگ خوبیاں ہیں۔ان خوبیوں سے ایک آپ ﷺ کی رنگت مبارک بھی ہے ۔آپ ﷺ کی رنگت مبارک خوب روشن ، چمکتی دمکتی تھی ۔ آپ ﷺ کی رنگت مبارک اس طرح سفید تھی جس میں سرخی کی ملاوٹ تھی آپ ﷺ نہ زیادہ سفید نہ زیادہ سرخ بلکہ درمیانہ تھا یعنی (سفید بمائل سرخ) تھا۔ ذیل میں آپ ﷺ کی مبارک رنگت کی تفصل درج کی جاتی ہے:

نبی کریم ﷺ کی مبارک رنگت احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کی رنگت کے بارے میں مختلف روایات ہیں ذیل میں چند پیش کی جارہی ہیں:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْوَرَهُمْ لَوْنًا، أَزْهَرَ اللَّوْنِ.

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:1، ص:300)

یعنی رسول اللہ ﷺ کا رنگ نہایت روشن، نکھرا، کِھلا اور چمکتا ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ لَوْنًا.

(السیرۃ النبویۃ لابن عساکر، ج:1، ص:321)

یعنی رسول اللہ ﷺ رنگت و نگہت کے اعتبار سے (کرۂ ارض پر موجود) سب انسانوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالْآدَمِ.

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، ح:3355)

آپ رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کا رنگ نہ تو بالکل سفید تھا اور نہ ہی گندمی تھا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، كَانَ ﷺ أَبْيَضَ مُشْرَبًا بِحُمْرَةٍ.

(مسند احمد ابن حنبل، ح:944)

یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید مگر سرخی مائل تھا۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ.

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شیبہ ﷺ، ح:2343)

یعنی حضرت ابوجُحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک خوب گورا تھا۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ، تَعْلُوْهُ حُمْرَةٌ.

(لطبقات الکبری لابن سعد، ج: ج، ص:416)

یعنی حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سرخی مائل سفید تھا۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَبْيَضَ كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ.

(الشمائل المحمدیة للترمذی، ح:12)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی رنگت ایسی سفید تھی کہ لگتا تھا آپ ﷺ کا سراپا چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔

مذکورہ روایات میں مختلف رنگوں میں تطبیق: درج بالا روایات میں تطبیق میں امام حافظ ابونعیم لکھتے ہیں:

إِنَّمَا كَانَ الْمُشْرَبُ حُمْرَةً مَا ضَحَى مِنْهُ لِلشَّمْسِ وَالرِّيَاحِ وَمَا كَانَ تَحْتَ الثِّيَابِ فَهُوَ الْأَبْيَضُ الْأَزْهَرُ , لَا يَشُكُّ فِيهِ أَحَدٌ مِمَّنْ وَصَفَهُ بِأَنَّهُ أَبْيَضُ أَزْهَرُ فَمَنْ وَصَفَهُ بِأَنَّهُ

أَبْيَضُ أَزْهَرُ فَعَنَى مَا تَحْتَ الثِّيَابِ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ وَصَفَ مَا ضَحِي منه لِلشَّمْسِ وَالرِّيَاحِ , بِأَنَّهُ أَبْيَضُ مُشْرَبُ بِحُمْرَةٍ فَقَدْ أَصَابَ وَلَوْنُهُ الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ الْبَيَاضُ الْأَزْهَرُ وإِنَّمَا الْحُمْرَةُ مِنْ قِبَلِ الشَّمْسِ وَالرِّيَاحِ.

(دلائل النبوة، ج:2، ص:637)

یعنی حضور ﷺ کے ظاہری اعضا دھوپ اور آب وہوا سے متاثر ہو کر سرخی مائل سفید تھے مگر کپڑوں کے نیچے والے جسم کا رنگ چمکدار سفید تھا۔ (جس میں سرخی کی آمیزش نہ تھی) لہٰذا جس نے آپ ﷺ کا رنگ چمکدار سفید قرار دیا ہے وہ بھی درست ہے کیوں کہ اس سے مراد کپڑوں کے نیچے کا حصہ ہے جب کہ سرخی مائل سفید قرار دینے والا بھی درست کہتا ہے اس لئے کہ دھوپ اور ہوا کے اثر سے ظاہری اعضاء میں سرخی کی آمیزش ہوگئی تھی لہٰذا آپ ﷺ کا اصل رنگ چمکدار سفیدی ٹھہرا جبکہ سرخی کا امتزاج آب وہوا کے باعث قرار پایا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں:

اُنہیں کی بُو مایہ سمن ہے اُنہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنہیں کی رنگت گلاب میں ہے

اپنے مشہور زمانہ سلام میں لکھتے ہیں:

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

آخری نبی ﷺ کا سایہ مبارک

محمد شہید عطاری
رابعہ

اللہ پاک نے انسانوں کے رشد و ہدایت کے لیے انبیاے کرام و رسولان عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہیں میں سب سے آخر میں اللہ پاک نے ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔ اللہ پاک نے آپ ﷺ کو تمام جہان کا رسول بنا کر بھیجا۔ اللہ پاک نے آپ ﷺ کی ذات گرامی میں خصوصیات کو جمع فرما دیا۔ آپ ﷺ کے جسم اطہر ہی کو دیکھیں تو آپ کے جسم مبارک کے ہر ہر عضو کمالات و خصوصیات کا حامل ہے۔ یہ بھی بڑی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم اقدس کا سایہ مبارک نہیں رکھا، نہ سوج کی روشنی میں، نہ چاند کی چاندنی میں، ورنہ ذہن کہاں قبول کرتا ہے کہ جسم ہو اور سایہ نہ ہو۔ راقم اسی خصوصیت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے اس مختصر مضمون میں احادیث کریمہ و اقوال بزرگانِ دین کی روشنی میں پیش کرنے کی سعی کر رہا ہے۔

جسم بے سایہ احادیث کی روشنی میں: حضرت سیدنا ابن عباس رضِی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا سایہ نہ تھا، آپ ﷺ کبھی بھی سورج کے سامنے نہ آئے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ کبھی آپ ﷺ شمع کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی شمع کی روشنی پر غالب آگئی۔

(فتاوی رضویہ، ج:30، ص:701، دعوت اسلامی کے ایپس)

حضرت علامہ امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضِی اللہ تعالی عنہ نے حضور ﷺ کی مجالس میں عرض کی کہ اللہ تعالی نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں رکھا تا کہ کوئی انسان اُس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:349، مکتبہ فقیہ مِلّت دہلی)

حضرت ذکوان تابعی رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا:

"اِنَّ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل في شمس و لا قمر"

یعنی حضور سید عالم ﷺ کے جسم کا سایہ نہ سورج کی دھوپ میں نظر آتا نہ چاند کی چاندنی میں۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:350)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی حکیم ترمذی سے حضرت ذکوان رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث نقل کرنے کے بعد حضرت امام ابن سبع سے اِس پر شہادت اس طرح پیش فرماتے ہیں:

"قال ابْنُ سَبُعٍ من خصائصہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان ظلّہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی في الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم في دعائہ واجعلني نورا"

یعنی ابن سبع نے کہا کہ حضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لیے کہ وہ نور تھے تو جب چاند اور سورج کی روشنی میں وہ چلتے تھے تو سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض ائمہ نے کہا کہ اِس خصوصیت پر حضور ﷺ کی وہ حدیث واضح ثبوت ہے کہ جس میں آپ کی یہ دعا منقول ہے، کہ اے اللہ مجھے نور بنا دے۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:351 تا 352)

امام الزماں حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ما ذکر من انہ لا ظل لشخصہ في شمس و لا قمر لانہ کان نورا"

یعنی یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس لیے کہ حضور نور تھے۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:350 تا 351)

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکرا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا نہ سایہ نور کا

(حدائق بخشش)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:
حضور ﷺ کا سایہ نہ سورج کی دھوپ میں پڑتا تھا نہ چاند کی چاندنی میں۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:353)

مزید تحریر فرماتے ہیں:
پیارے آقا ﷺ سر سے پاؤں تک نور ہے اور نور کے لیے سایہ نہیں ہوتا۔

(.بزرگوں کے عقیدے، ص:353)

امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:
بے شک پیارے آقا ﷺ کا سایہ نہیں تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہری دنیا میں ہر چیز سے اُس کا سایہ نرم ہوتا ہے اور حضور ﷺ سے نرم عالم میں کوئی شے نہیں، تو پھر آپ ﷺ کا سایہ کس صورت سے ہو سکتا ہے۔

(بزرگوں کے عقیدے، ص:352)

چلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

(حدائق بخشش)

سیرت حلبیہ میں ہے کہ امام محمد زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح میں فرماتے ہیں:
حضور کے لیے سایہ نہ تھا اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضور نور ہے جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔
اور حافظ زین محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
سبب اس کا یہ تھا کہ حضور ﷺ کے نور کی روشنی تمام جہاں کی روشنی پر غالب تھا۔
اور بعض علما نے کہا کہ حکمت اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو محفوظ کرنا ہے اس سے کہ

کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:30، ص:700، دعوت اسلامی کے ایپس)

اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے زبردست منطقی انداز میں دو عقلی دلائل کے ذریعے جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا ثابت فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

دلیل اول: جب کوئی مجسّم چیز روشنی کے سامنے آتی ہے تو روشنی کے مطابق اُس شئ کا سایہ تصویر بنتا ہے لیکن اس سایہ کے مزید آگے کوئی سایہ نہیں تو بلا تشبیہ جب پیارے آقا ﷺ اللہ پاک کے نور کا سایہ ہے۔ تو پھر اس سایہ نور خدا (یعنی بدن مصطفیٰ ﷺ) کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے ؟؟؟

دلیل ثانی: نور کی وجہ سے اس کے سامنے آنے والی مجسّم چیز کا سایہ تو بنتا ہے، مگر نور اور روشنی اپنی ذات کا سایہ نہیں ہوتا کیوں کہ روشنی اور سایہ (یعنی تاریکی) ایک دوسرے کے برعکس ہونے کی وجہ سے آپس میں دونوں جمع نہیں ہوسکتا ہیں تو بلا تشبیہ ہمارے پیارے آقا ﷺ نور الہی کا ایسا چمکتا دمکتا روشن سورج ہے کہ جس کی روشنی تمام عالم ہے، لیکن اس نور الہی کے سورج کا اپنا کوئی سایہ نہیں۔

(ماہ نامہ فیضان مدینہ، جمادی الاول 1441ھ، ص:57 دعوت اسلامی)

ہمارے پیارے آقا، آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کا جسم اقدس ایسا باکمال تھا کہ جس کا کوئی سایہ نہ تھا اور ہو بھی کیسے کہ آپ ﷺ نور علی نور ہیں ۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

آخری نبی ﷺ کا خون مبارک

محمد سمیر احمد
رابعہ

حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد سے رب کائنات کے از سر نو تعارف کروانے کے لیے بے شمار انبیاء اور رسل دنیا میں مبعوث ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک پیغمبر اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار تھے۔ ہر پیغمبر کو عمومی صفات سے نوازا گیا اور اُس کے ساتھ ساتھ کچھ منفرد خصوصیات سے بھی اُن کی شخصیت کو متّصف کیا گیا تھا۔ جب کہ انبیاے کرام کی جملہ خصوصیات نبی ﷺ کی ذات مقدس میں جمع کر دی گئیں اور اپنی تخلیق کے اعلیٰ کمال وصف کو اپنے حبیب ﷺ کی شخصیت میں اپنے تمام بندوں کے لیے واضح کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد انسانوں نے عقل کو حیران کر دینے والے کثیر معجزات کا مشاہدہ کیا۔ انہیں میں سے نبی کریم ﷺ کا دم اطہر (خون مبارک) ہے۔

سراپائے طہارت: عمومی طور پر دیکھا جائے تو ہر انسانی جسم سے برآمد ہونے والا پسینہ، تھوک، بلغم اور سانس بدبودار اور لائق نفرت ہوتا ہے اسی طرح انسانی جسم سے خارج ہونے والا خون بھی بدبودار اور لائق کراہت ہوتا ہے۔ لیکن قربان جائیں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر کہ ہر خوبی بکمال وبکثرت آپ کی ذات اقدس میں موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے جسم اقدس سے نکلا ہوا خون مبارک بھی آپ ﷺ کے پسینے، تھوک، بلغم اور سانس کی طرح خوشبودار و پاکیزہ اور بابرکت تھی۔ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں:

وَ طِیبُ جِسْمٍ کَأَنَّ المِسْکَ بَعْضُ دَمٍ
وَ حُسْنُ وَجْهٍ کَأَنَّ البَدْرَ فِي

(قصیدہ بردہ شریف، باب:۷)

ترجمہ: آپ ﷺ کا جسم ایسا خوشبودار ہے کہ گویا خون بھی مشک کا ہے، اور چہرہ ایسا روشن

ہے جیسے اندھیروں میں چاند۔

لہو کی پاکیزگی : نبی کریم ﷺ کا خون مبارک پاک تھا۔جس کی وجہ سے صحابہ کرام بطور تبرک خونِ نبوی ﷺ نوش فرمالیا کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے، جب نبی کریم ﷺ اس سے فارغ ہوئے توفرمایا:اے عبد اللہ !اس خون کو لے جاکر کسی ایسی جگہ بہادو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے، پس جب میں نبی کریم ﷺ کی (ظاہری) نگاہ مبارک سے پوشیدہ ہوا تو میں نے خون مبارک پینے کا ارادہ کیا اور اسے پی لیا، جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں واپس لوٹا توآپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:اے عبد اللہ !تونے اس کا کیا کیا؟تو حضرت عبد اللہ نے عرض کی :میں نے اس کو ایسی جگہ پر رکھ لیا ہے جہاں میرا گمان ہے کہ وہ لوگوں سے مخفی رہے گا،آپ ﷺ نے فرمایا:تونے اسے پی لیا ہے ؟تو میں نے عرض کی جی ہاں،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تجھے کس نے خون پینے کا حکم دیا تھا؟ تجھے لوگوں سے کچھ پہنچے گا اور لوگوں کو تجھ سے کچھ پہنچے گا۔(المستدرک علی الصحیحین للحاکم،ح:6343،ج:3،ص:638،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کا خود مبارک نوش کرتے تھے،خونِ مبارک پینے کے اقرار کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی جس سے اشارہ ملتا ہے کہ خون مبارک پاکیزہ و طاہر ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خون مبارک کا ذائقہ: نبی کریم ﷺ کے خون مبارک کی لذت اور ذائقہ شہد کی طرح میٹھا تھا۔ چناں چہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے جو حضور نبی کریم ﷺ کے جسمِ اطہر سے نکلا ہوا خون پیا، وہ کیسا تھا؟تو حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اما الطعم فطعم العسل و اما الرائحة فرائحة المسک.

(شرح الشفا للقاری، ج:1، ص:162، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

ترجمہ: ذائقہ شہد کی طرح میٹھا اور خوشبو مشک کی طرح۔

خون مبارک خوشبو دار: نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک کی طرح حضور ﷺ کا خون مبارک بھی خوشبو دار تھا اور نہ صرف خوشبو دار بلکہ جنہوں نے نوش کیا وہ بھی خوشبو دار ہو گیا۔

چناں چہ اس بارے میں امام قسطلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

انه لما شرب ای عبدالله بن الزبير دمه تضوع فمه مسكا و بقيت رائحة موجودة في فمه الى ان صلب.

(المواهب اللدنية للقسطلانی، ج:2، ص:77، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر نے جب حضور ﷺ کا خون مبارک پیا تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو مہکی اور وہ خوشبو ان کے منہ میں انہیں سولی دیے جانے تک باقی رہی۔

امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

لَوْ مَسَّ دَمُهُ الثَّرٰى لأَزْهَرَ الرُّبٰى

وَ أَفَاحَ نَشْرُ المِسْكِ فِي الأَجْوَاءِ

(وفاء المحبۃ لصفوۃ الخلق ﷺ، ص119)

ترجمہ: اگر حضور ﷺ کا خون زمین کو چھو لے تو زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی، اور فضاؤں میں مشک کی خوشبو پھیل جائے گی۔

خون نبوی کی تاثیر: نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات سراپا خیر و برکت ہے کہ آپ ﷺ کے جسم سے نسبت رکھنے والی شئی بھی باعث برکت ہو جاتی ہے حتی کہ آپ ﷺ کا خون مبارک بھی جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خصائص الکبری میں اس روایت کو نقل کیا:

خالط دمی بدمه لا تمسه النار

(خصائص کبریٰ، ج:2، ص:441، دار الكتب العلميه)

ترجمہ: جس شخص کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اسے آگ نہیں چھوئے گی۔

ایک موقع پر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے خون مبارک کو زمین پر گرانے کی بجائے اسے نوش کر لیا پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے عرض کیا:

کرھت ان اصیب دمک.

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے جو بشارت سنائی اس کو امام دار قطنی نے یوں محفوظ فرمایا:

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا تمسک النار و مسح علی راسه.

(حوالہ سنن الدار قطنی، حدیث 882، ص 63)

ترجمہ: میں نے یہ ناپسند کیا کہ آپ ﷺ کا خون مبارک نیچے گراؤں، اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور آپ ﷺ نے ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔

نبی کریم ﷺ کا زخمی ہونا اور خون نکلنا: حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کسی جہاد میں تھے اور آپ ﷺ کی انگلی شریف خونا خون ہو گئی تو آپ ﷺ نے (انگلی کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا: تو نہیں ہے مگر وہ انگلی جو خونیں ہو گئی اور اللہ کی راہ میں تو نے یہ مشقت پائی۔

(مشکوۃ المصابیح، ح:4788)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

غالبًا غزوہ احد تھا اس غزوہ میں آپ کسی نماز کے لیے تشریف لے گئے تب انگلی میں چوٹ لگ گئی لہذا یہ حدیث نماز کے جانے کی حدیث کے خلاف نہیں۔

اے انگلی تو صبر کر صرف تیرا خون ہی نکلا ہے جو معمولی تکلیف ہے جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ما لقیت کا ما موصولہ ہے یہ شعر یا تو حضور ﷺ کا اپنا ہے جو بلا قصد شعر گوئی آپ کے منہ سے صادر ہو گئی جیسے قرآن مجید کی بعض آیات شعر بن جاتی ہیں جیسے " اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" یا جیسے "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا" یا یہ شعر عبد اللہ ابن رواحہ کا ہے

آپ نے وہ پڑھا۔ لہذا حضور انور کا شعر پڑھنا ثابت ہوا مگر لہجہ سے یا گا کر نہیں۔ بقیہ اشعار یہ ہیں:

شعر و ما بنفس الی لا تقتلی تموت ھذہ حیاض الموت قد صبیت

و ما تمیت فقد لقیت ان تفعل فعلھما ھدیت.

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج:6، ح:4788)

ایک مقام پر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد و شج راسہ فجعل یسلت الدم عنہ و یقول: کیف یفلح قوم شجوا راس نبیھم و کسروا رباعیتہ.

(مشکوٰۃ المصابیح، ج:2، ح:5849)

ترجمہ: احد کے دن رسول اللہ ﷺ کی چوکڑی شہید کردی گئی اور آپ کے سر میں زخم لگا دیا گیا تو آپ اپنے سے خون پونچھنے لگے اور فرمانے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوکڑی شہید کر دی۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

سامنے کے چار دانت دو اوپر کے اور دو نیچے کے رباعیہ کہلاتے ہیں بروزن ثمانیہ، اردو میں انہیں چوکڑی کہتے ہیں۔ حضور انور کی داہنی کی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا تھا یہ دانت شہید نہ ہوا تھا اور ہونٹ شریف بھی زخمی ہو گیا تھا۔ یہ زخم عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے لگا تھا، اس کے بعد عتبہ کا جو بیٹا پیدا ہوتا بالغ ہوتے ہی اس کا یہ ہی دانت گر جاتا تھا۔ عتبہ کے اسلام میں اختلاف ہے، یہ عتبہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی ہے۔

غزوہ احد میں حضور انور پر کفار کی تلواریں ستر پڑیں اللہ نے حضور کو بچالیا، ان کے وار خالی گئے۔ ایک کافر کا پتھر سر مبارک میں لگا جس سے خود ٹوٹ کر سر شریف میں گڑ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ ایک مسلمان نے اس پتھر مارنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، آگے گڑھا تھا جس میں حضور انور کا گھوڑا گر گیا اور آپ اس غار میں گر گئے حضرت طلحہ فوراً وہاں کود گئے اور ﷺ انور کو اپنی گود میں اٹھالیا، حضور نے فرمایا طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی، حضرت ابو عبیدہ

ابن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کی کڑیاں سر شریف میں سے نکالیں اور مالک ابن سنان نے حضور کے زخم پر منہ رکھ کر خون چوس لیا، حضور انور نے فرمایا میرا خون تیرے خون سے مخلوط ہوگیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ حضور انور اپنے زخم سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے، حضرت علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے، جناب فاطمہ زہرا نے چٹائی جلا کر راکھ زخم شریف میں بھری جس سے خون بند ہوا۔

چناں چہ حضور انور نے وہ خون زمین پر نہ گرنے دیا فرمایا کہ اگر میرے اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاوے تو عذاب الٰہی آجاوے۔(اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کی فصد کے خون کا یہ حکم نہیں کہ وہ خون اور نوعیت کا ہے یہ زخم کا خون ظالم کے ظلم کا نتیجہ ہے لہذا اس خون کا اثر اور ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج:8، ح:5849)

آخری نبی ﷺ کا لباس مبارک

محمد معراج احمد
رابعہ

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد رماتا ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا۔وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى۔ذٰلِكَ خَيْرٌ۔ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾

(الاعراف ۲٦)

اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمھاری طرف ایک لباس وہ اُتارا جو تمھاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب وزینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام اور حوا رضی اللہ عنہا جنت سے زمین پر تشریف لائے اور زمین کو اپنا جائے اقامت بنائے۔ تو رب تبارک وتعالی نے دین و دنیا کی وہ تمام نعمتیں ان پر نازل فرمائی جن کی انہیں حاجت تھی انہیں میں سے ایک عظیم نعمت "لباس" ہے۔ ایک ایسی نعمت جسے اللہ پاک نے اپنی بارگاہ سے دنیا کے 18 ہزار مخلوقات میں سے صرف ایک مخلوق کے ساتھ خاص کیا یعنی انسان۔ لباس کی قدر و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ پاک کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔

انسان کے لیے اس کی پیدائش کے بعد غذا کے علاوہ سب سے پہلی ضرورت لباس کی ہوتی ہے جب لباس کی اہمیت کا ہمیں ادراک ہوا تو اس بات کو جاننے کی حاجت ہے کہ ہمارا لباس کیسا ہو؟ اُس کا رنگ کون سا ہو؟ اُس کی بناوٹ کیسی ہو؟ اُس کا طول و عرض کتنا ہو؟ ان تمام سوالوں کے جواب کے لیے ہمارا رجوع ایسی ذات عظیم اور معلم انسان کی طرف ہوگا جن کی سیرت پاک کو رب تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ بنایا اور جن کو دنیا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام سے جانتی ہے۔

اس مضمون میں راقم الحروف حضور نبی کریم ﷺ کا لباس مبارک کے بارے میں لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے کہ آپ کا لباس کیسا تھا، کون سے لباس کو زیادہ ترجیح دی، آپ کا پسندیدہ لباس کیا ہے، کون کون سے رنگ کے لباس ملبوس فرمائے اور کون سے لباس کو پہننے سے آپ نے منع فرمایا تاکہ اسے پڑھ کہ ہم سنتوں کے عامل ہوجائیں اور ہمارے لیے آخرت کی راہ ہموار ہوجائے۔ اللہ پاک اس مختصر سی کاوش کو اپنی پاک بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجائے خاتم النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

لباس رسول مقبول ﷺ: خادم رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةُ.

ترجمہ: محبوب ترین لباس جن کا پہننا نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو پسند تھا حبرہ تھا۔

(مشکوۃ المصابیح ۴۳۰۴)

آپ ﷺ کا عام لباس چادر، قمیص، اور تہبند تھا۔ (سیرت رسول عربی صفحہ 282)

پسندیدہ لباس: ! تمام لباسوں میں سب سے بہترین لباس سفید لباس ہے اور نبی پاک علیہ السلام کو بھی سفید لباس بہت پسند تھی اور آپ ﷺ کی حدیث پاک بھی ہے کہ سفید کپڑا پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ، بہت ستھرے اور بہت پسندیدہ ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور آپ ﷺ کی محبوب ترین لباس جن کا پہننا آپ ﷺ کو پسند تھا حیرا (بعض نسخوں میں حبرہ ہے) بھی ہے

(مشکوۃ المصابیح ۴۳۰۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام کپڑوں میں زیادہ پسند قمیص تھا

(أیضا ۴۳۲۸)

آپ ﷺ سفید لباس پسند اور سرخ ناپسند فرماتے تھے، پاجامہ کے استعمال کے بارے میں اختلاف ہے۔ صاحب سیرت رسول عربی حضرت علامہ محمد نور بخش توکل رحمت اللہ تعالی علیہ

اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:
پاجامہ آپ ﷺ نے کبھی نہیں پہنا،

(سیرت رسول عربی ﷺ ۲۸۳)

لیکن صاحب مدارج النبوۃ ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سراویل خریدی اور اسے پہنے بھی اور آپ ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرام بھی ملبوس فرمائے۔

عمامہ مبارک: نبی ﷺ کا عمامہ شریف نہ تو نہایت وزنی اور بڑا تھا کہ سر مبارک پہ بار محسوس ہوتا اور نہ اتنا چھوٹا اور ہلکا کہ تنگ نظر آئے۔ مروی ہے کہ عمامہ شریف 14 گز شرعی سے متجاوز نہ ہوتا، کبھی سات گز شرعی ہوتا، شرعی گز ایک ہاتھ کا ہے جو بیچ کی انگلی سے کہنی تک ہے، اس کی مقدار دو بالشت ہے یعنی 24 انگل۔

(مدارج النبوۃ، نوع دوم، ص:552)

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اسے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

(مشکاۃ المصابیح حدیث نمبر 4338)

عمامہ شریف کا کنارہ مبارکہ (جسے عربی میں عجبہ اور فارسی میں شملہ کہتے ہیں) نصف پشت تک ہوا کرتا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا تھا خواہ پیٹھ پر ہو یا سینہ پر مگر سینہ پر رکھنا افضل ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم عمامہ کے نیچے سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی استعمال فرماتے۔

(مدارج النبوۃ نوع دوم صفحہ ۵۵۳)

اور فرماتے کہ ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا یہی ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق و امتیاز ہے۔

(مشکوۃ المصابیح 4340)

پشت پر ڈھلکا سرانور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسی طور سے اترا صحیفہ نور کا

(حدایق بخشش)

جبہ شریف: حضور نبی کریم ﷺ نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ بھی استعمال فرمایا۔

(مشکوۃ المصابیح جلد 6 حدیث نمبر 4305)

اس جبہ کا کپڑا اونی تھا اور موٹا اور بہت سادہ تھا۔ حضرات صوفیاء کرام بھی اکثر صوف یعنی اونی کپڑا پہنتے تھے اس لیے انہیں صوفی کہا جاتا ہے یعنی صوف پہننے والے۔ حضرت آدم و حوا بھی زمین پر آکر پہلے اونی کپڑا ہی زیب تن فرمائے۔ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام بھی اکثر صوف ہی استعمال فرمائے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قول ہے:

میں نے 70 بدری صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات کی ان سب کا لباس صوف ہی تھا۔

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ مذکورہ بالا حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

چوں کہ اس جبے کی آستین تنگ تھی تو آپ ﷺ وضو کے وقت دستہائے مبارک کو آستین سے نکال کر جبہ کو کندھوں پر یا پشت پر ڈال لیتے اس کے بعد ہاتھوں کو دھوتے۔ یہ حالت سفر کی تھی۔ کیونکہ سفر میں آپ تنگ لباس پہنا کرتے تھے۔

(مدارج النبوۃ صفحہ ۵۵۶)

تہبند شریف: جن کپڑوں میں ہمارے اور آپ کے آقا ﷺ کی ظاہری وفات ہوئی ان میں ایک کپڑا تہبند بھی تھا۔

(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۴۳۰۶)

جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور پاک ﷺ کے تبرکات کی زیارت کی تمنا کرتے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

انہیں اس کپڑے کی بھی زیارت کرواتی۔

(مرآۃ المناجیح جلد۶ تحت ۴۳۰۶)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا کہ وہ تہبند باندھتے تو اپنے تہبند کا اگلا کنارہ اپنے قدم کی پشت پر ڈالتے اور اس کے پیچھے سے اٹھاتے، میں نے عرض کیا: کہ آپ اس طرح کیوں تہبند باندھتے ہیں تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں ہی ازار پہنتے دیکھا۔

(مشکوۃ المصابیح ۴۳۰۷)

اس حدیث پاک کے متعلق مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں : کہ تہبند باندھنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہوتا ہے کہ اگلے حصے کا کنارہ زیادہ نیچے ہو حتی کہ قدم پر پڑ جائے اور پچھلا حصہ اونچا ہو اس میں پچھلے حصے کا اعتبار ہے مزید یہ کہ اس طرح تہبند باندھنا حضور سے کبھی کبھی ثابت ہوا ہے۔

اس کی اطلاع صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ہوئی اور دیگر صحابہ کرام سے یہ عمل ثابت نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح تحت ۴۳۰۷)

چادر مبارک: !آپ ﷺ نے جن رنگوں کی چادروں کو استعمال فرمایا ہے ان میں سے سرخ دھاری دار چادر بھی ہے اور کالی چادر بھی ہے اور سبز چادر بھی ہے۔

اور آپ کی چادر شریف کی لمبائی چار گز شرعی اور اس کا عرض دو گز شرعی اور ایک بالشت تھا۔

(مدارج النبوۃ ۵۵۶ جلد ۲)

جب آپ ﷺ منیٰ میں اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے تو اس وقت آپ کے بدن اطہر پر سرخ چادر تھی۔

(مشکوۃ المصابیح ۴۳۶۳)

ان جیسی تمام روایات میں سرخ سے مراد لال دھاری دار کپڑے ہیں نہ کہ خالص سرخ مراد ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے لیے کالی چادر لائی گئی آپ نے اسے استعمال فرمایا پھر بعد میں پسینہ کے سبب اس سے اون کی بو محسوس کی تو اسے اپنے بدن سے الگ فرما دیا۔

(مشکاۃ المصابیح ۴۳۶۴)

درج بالا احادیث و روایات سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کون سا لباس زیب تن فرمایا کرتے اور ہمیں کون سا لباس پہننا چاہیے اور ہمارے لیے کون سا لباس بہتر اور باشرع ہے اور ہمیں مغربی تہذیب کے لباس کو ترک کر دینا چاہیے اس لیے کہ مغربی تہذیب کے لباس ہماری خواہش کے مطابق میسّر تو آجائے گا اور فیشن لباس کے استعمال کرنے والے تو ہو جائیں گے لیکن ہمارے ثواب میں اضافہ کرنے والا اور اللہ و رسول کو راضی کرنے والا لباس وہ ہے جو سید عالم شاہ خوباں ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہو۔

اللہ پاک ہمیں اپنے رسول کی سیرت کا مطالعہ کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت عطا فرمائے۔ اور اپنے محبوب ﷺ کے صدقے ہماری، ہمارے ماں باپ کی، اساتذہ کرام اور پیر و مرشد کی بے حساب مغفرت عطا فرما۔ امین بجاہ خاتم النبیین ﷺ۔

آخری نبی ﷺ کا عمامہ شریف

محمد مجیب الرحمٰن
خامسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو باکمال و بے مثال بنایا ہے، آپ کی طرح پہلے نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہو گا۔ آپ کی ذات مبارکہ پر جتنا لکھا جائے بہت کم ہے، آپ کی ذات اور آپ کی ذات سے متعلق ہر ایک چیزیں نمایا اور بہت سے کمالات کے جامع ہیں۔ حضو ﷺ کی ذات سے متعلق چیزوں میں سے آپ ﷺ کا عمامہ شریف بھی ہے، جس پر کچھ معلومات جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ شریف کا نام:

پیکر انوار، تمام نبیوں کے سردار، صاحب عمامہ نوربار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف مواقع پر الگ الگ عمامہ شریف استعمال فرمایا کرتے تھے نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے استعمال کی اشیاء کے مختلف نام رکھا کرتے تھے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تلوار کا نام البتار اور دوسری کا نام ذوالفقار تھا– اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عمامہ شریف کا بھی نام رکھا ہوا تھا چنانچہ مقرظ الدولۃ المکیہ فنا فی الرسول، حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ شریف کا نام سَحاب تھا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا تھا–

شان کیا پیارے عمامے کی بیاں ہو یا نبی
تیری نعل پاک کا ہر ذرّہ رشکِ طُور ہے

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد بن جعفر اصبہانی روایت نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو (اپنا) عمامہ پہنایا جسے سحاب

کیا جاتا تھا- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وہی عمامہ شریف سجائے حاضر بارگاہ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ھذا علی قد اقبل فی السحاب یعنی اے علی ہیں جو کہ سحاب میں آئے ہیں-

تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف کے نیچے ٹوپی پہنا کرتے تھے اور (کبھی کبھار) بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہن لیا کرتے تھے- کبھی ایسا ہوتا کہ سر اقدس سے ٹوپی اتار کر اپنے آگے سترہ (یعنی آڑ) بناتے اور پھر اس کے سامنے نماز ادا فرماتے اور اگر کبھی عمامہ شریف موجود نہ ہوتا تو مقدس سر اور مبارک پیشانی پر رومال باندھ لیا کرتے تھے۔

(عمامہ کے فضائل۔ص۔113/112/111۔)

آقا ﷺ کے عمامہ مبارک کی لمبائی:

حضور پر نور، شَافِعِ یَوْمُ النُّشُوْرِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم وسلم کا عمامہ مبارک کتنے گز کا تھا اس کے متعلق علمائے کرام و محدثین عظام میں اختلاف ہے۔ بعض علماء و محدثین فرماتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی مقدار معین نہیں ہے، جبکہ بعض نے عمامہ مبارک کی لمبائی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

عمامہ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔ امام ابن الحاج مکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں سات ہاتھ یا اس کے قریب تھا اور حفظ فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے اور ہے یہ کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علماء و عوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی محذور شرعی (یعنی منع ہونے کی شرعی وجہ) نہ ہو اس قدر اختیار کریں۔

فَقَدْ نَصَّ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الْخُرُوْجَ عَنِ العادۃ شہرۃ و مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اہل علم نے تصریح کی ہے کہ عادت سے باہر ہونا باعث شہرت اور مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم-

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمتہ اللہ الباری بعض محدثین سے نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عمامہ شریف کی لمبائی یا چوڑائی کے متعلق ہمیں کوئی معلومات نہ مل سکی ۔ چند سطور بعد مزید فرماتے ہیں باقی رہا عمامہ کا طول و عرض تو اس کے متعلق کہ حضرت سید جمال الدین محدث رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب "رَوضَۃ الاحباب میں بیان کیا ہے کہ احادیث و سیرت کی کتب میں اس کی تصریح نہیں ملتی۔ لیکن ہمارے بعض علمائے حنفیہ نے ذکر فرمایا کہ جو عمامہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وَسَلَّم ہمیشہ زیب سر فرماتے تھے وہ سات ذراع کا تھا اور جمعہ اور عیدین کے موقع پر بارہ ذراع کا ہوتا۔ اس کی تائید امام جزری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القوی کے قول سے بھی ملتی ہے جو انہوں نے تصحیح المصابیح میں بیان کیا ہے کہ میں نے کتب تاریخ و سیر کا مطالعہ اس لئے کیا تاکہ معلوم کر سکوں کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے عمامہ شریف کی مقدار کیا تھی ؟ مگر معلوم نہ ہو سکا حتی کہ میرے بڑے معتمد اور ثقہ ساتھی نے بیان کیا کہ امام محی الدین نووی علیہ رحمہ اللہ القوی نے ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دو عمامے تھے (1) چھوٹا عمامہ اور (2) بڑا عمامہ۔

چھوٹا عمامہ سات ذراع کا اور بڑا بارہ ذراع کا ہوتا تھا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ اس مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ طول و عرض کے معاملہ میں ایسا کوئی کلام نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے لہذا عمامے کی لمبائی اپنے رہائشی علاقے کے علماء کی غالب اکثریت کی عادت کے مطابق رکھنی چاہیے۔

(عمامہ کے فضائل۔ ص۔118/117/116)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ درمیانہ تھا:

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃُ اللہِ البَارِی آخر میں فرماتے ہیں: اس مذکورہ بالا کلام سے اجمالی طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالی علیہ والہ وَسَلَّم کا عمامہ شریف نہ تو اتنا بڑا ہوتا کہ سر مبارک کو تکلیف دے اور اسے باندھنا اور سنبھالنا تکلیف دہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اتنا چھوٹا ہوتا کہ گرمی، سردی سے سر کی حفاظت نہ کر سکے، بلکہ عمامہ مبارک درمیانہ ہوتا تھا۔

مُحقق عَلَی الاطلاق، خاتم المحدثین، حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

فرماتے ہیں: ''کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وَسَلَّم کا گھر میں باندھنے کا عمامہ شریف سات یا آٹھ ذراع (ہاتھ) کا ہوتا جب کہ پانچوں نمازوں کے وقت بارہ ہاتھ، عید کے روز چودہ ہاتھ اور جنگ میں پندرہ ہاتھ تک کا عمامہ مبارک زیب سر فرماتے۔''

یاد رہے! ایک ذراع (ہاتھ) چوبیس انگلیوں کی تعداد کے برابر ہے جو موجودہ پیمانوں کے لحاظ سے تقریباً ڈیڑھ فٹ بنتا ہے۔ اس طرح سات ہاتھ والا عمامہ ساڑھے تین گز جبکہ بارہ ہاتھ لمبی مقدار چھ گز بنے گی، جبکہ میٹروں میں بالترتیب سوا تین اور ساڑھے پانچ میٹر تقریبا ہوگی۔

کیا عمامے کی ہو بیاں عظمت تیری نعلین تاج سر آقا
تاج شاہی کا میں نہیں طالب کر دو رحمت کی اک نظر آقا

آقا ﷺ کے عمامہ شریف کے کتنے پیچ تھے:

دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے ایک امتحان کے موقع پر سابق صدر امور مذہبی حیدر آباد دکن نے اکابر علماء حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، اُستاذ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری، حضرت مولانا سید سلیمان اشرف چیرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے دریافت کیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عمامہ شریف میں کتنے پیچ ہوتے تھے۔ مولانا سید سلیمان اشرف نے فرمایا: ''اس کا جواب صرف مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ دیتے مگر افسوس کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں۔ مولانا کے اس فرمان کی تمام علماء نے تائید کی۔

عمامہ کتنا بڑا ہونا چاہئے:

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو، نہ چھ گز سے زیادہ۔

عمامہ کی چوڑائی:

خاتم المحدثین، حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علی رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عمامے کی چوڑائی نصف ہاتھ تک ہونی چاہئے یا اس سے کچھ کم یا زیادہ۔ اس کی بیشی میں کوئی حرج نہیں۔

(عمامہ کے فضائل۔ ص۔ 123/121/120/119/118)

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کس طرح باندھتے ؟:

حضرت سیدنا ابو عبد السلام رَحمۃُ اللہِ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضِی اللہ تعالی عنہما سے دریافت کیا کہ رسولِ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عمامہ شریف کس طرح باندھتے تھے ؟ تو آپ رضِی اللہ تعالی عَنھُما نے فرمایا کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلَّم عمامہ شریف کے کپڑے کو سر پر گول گھما کر لپیٹتے اور اس کے ایک سرے کو پیچھے کی جانب گھرس لیا کرتے، جبکہ شملہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

کس طرح نہ ہو منبع انوار عمامہ

پہنے ہوئے ہیں سید ابرار عمامہ

حضرت سیدنا ابو کبشہ انماری رَضِیَ اللہ تَعَالَی عَنہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ عِمَامَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بُطْحَةً تَعْنِي لَاطِنَةً

یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عمامہ شریف سرِ اقدس سے بالکل ملا ہوتا تھا۔ (یعنی اونچا اور اُبھرا ہوا عمامہ شریف نہ باندھتے تھے)

محقق علی الاطلاق، خاتم المحدثین، حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں: "وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء وشرفاء عرب بآں دستور می بندند، یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عمامہ شریف اس طرح باندھتے کہ وہ گول گنبد نما ہوتا (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء وشرفائے عرب اسی طرح عمامہ باندھتے ہیں۔

(عمامہ کے فضائل۔ ص۔ 125/124/123

رسول اللہ کے عمامہ شریف کا شملہ:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وسلم کے عمامہ شریف کا شملہ مختلف اوقات میں مختلف ہوا کرتا تھا کبھی مبارک کندھوں کے درمیان کبھی ایک دائیں شانے مبارک کی جانب تو دوسرا پشتِ انور پر ہوتا، کبھی تحنیک فرماتے تھے چنانچہ رسول اللہ

کے کے عمامہ کا ایک شملہ

پیارے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بسا اوقات ایک شملہ لٹکاتے جو کہ مبارک کندھوں کے درمیان ہوتا جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عَنْھُمَا روایت فرماتے ہیں: اَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَہُ بَیْنَ کَتِفَیْہِ یعنی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب عمامہ باندھتے تو شملہ کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عَنْھُمَا بھی شملہ کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ حضرت سیدنا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا قاسم اور حضرت سیدنا سالم رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا۔

حضرت سیدنا امام ترمذی علیہ رحمہ اللہ الغنی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمہ اللہ الباری نے اسی صورت کو افضل قرار دیا ہے۔

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی عمامہ شریف کا کنارہ مبارکہ جسے فارسی میں شملہ اور عربی میں عذبہ کہتے ہیں نصف پیٹھ تک ہوتا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان لٹکا رہتا تھا خواہ پیٹھ پر یا سینہ پر مگر سینہ پر ہونا افضل ہے یعنی سامنے۔

(عمامہ کے فضائل۔ص۔148/147)

دو شملوں والا عمامہ: (1) کبھی عمامہ مبارک کے دو شملے ہوتے جو پشتِ اطہر پر نور برساتے تھے جیسا کہ

حضرت سیدنا جعفر بن عمرو بن حُرَیْثٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں گویا اب بھی رسول اللہ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم منبر پر سیاہ عمامہ شریف سجائے اس طرح تشریف فرما ہیں کہ اس کے دونوں شملے پشت مبارک پر لٹک رہے ہیں۔

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

(۲) کبھی کبھار عمامے کے دو شملوں میں سے ایک سامنے کی جانب جبکہ دوسرا پشت منور پر ہوا کرتا تھا چنانچہ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جب عمامہ شریف باندھتے تو اپنے آگے اور پیچھے شملہ لٹکاتے۔

(عمامہ کے فضائل۔ص۔149/148)

رسول اللہ ﷺ کے عماموں کے رنگ:

رسول اللہ ﷺ درج ذیل سات رنگوں کے عمامے اپنے سر اقدس پر سجایا کرتے تھے:

(1) سیاہ (2) حَرقانی (3) زرد (4) زعفرانی (5) سفید (6) دھاری دار سرخ (7) سبز۔

ان رنگوں کی تفصیل اور دلیل درج ذیل ہیں:

سیاہ عمامہ مبارک:

ایک موقع پر تو سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام نے پیارے آقا ﷺ کو سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھا بھی ہے۔

سب سے آخری خطبہ دیتے وقت سرِ اقدس پر چکنی پٹی یا سیاہ رنگ کا عمامہ شریف سجا ہوا تھا۔

فتح مکہ کے دن خاکستری مائل بسیاہی رنگ کا عمامہ پہنا۔

فتحِ مکہ کے دن نبی کریم ﷺ اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ اپنے سر پر سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

(الشریعۃ للآجری، کتاب فضائل العباس بن عبد المطلب الخ، باب ذکر تعظیم قدر العباس الخ، ۵/۲۲۵۱، رقم: ۱۷۳۲)

غزوۂ خندق کے روز نبی کریم ﷺ کا عمامہ مبارک سیاہ رنگ کا تھا۔

(شعب الایمان، باب فی الملابس الخ، فصل فی العمائم، ۵/۱۷۳، حدیث: ۶۲۴۷)

پیارے آقا ﷺ کا ایک سیاہ عمامہ شریف تھا جسے آپ عیدین پر پہنا کرتے اور شملہ پیچھے لٹکایا کرتے تھے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، من اسمہ محمد، محمد بن عبید اللہ الخ، ۲۴۹/۷)

حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ سیاہ عمامہ شریف پہنے ہوئے تھے جس پر کچھ غبار (برکتیں لوٹ رہا) تھا۔

(اخبار اصبہان، باب الزاء، ۴۳۱/۱)

ایک مرتبہ قحط سالی کے وقت مدینہ منورہ سے بَقِیْعِ غَرْقَد (جَنَّتُ الْبَقِیْع) کی طرف تشریف لے گئے، اس وقت آپ ﷺ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے جس کا ایک شملہ اپنے سامنے اور دوسرا اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فی صلاۃ النفل، صلاۃ الاستسقاء، الجزء۸، ۲۰۳/۴، حدیث: ۲۳۵۴۱)

حَرقانی عمامہ مبارک:

نبیِ پاک ﷺ کے مختلف رنگ کے عماموں میں ایک حرقانی رنگ کا عمامہ شریف بھی تھا۔ یہ خالص سیاہ رنگ کا نہیں تھا بلکہ جیسے کسی چیز کو آگ سے جلا دیا جائے تو اس کا رنگ قدرے سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ عمامہ مبارک بھی ایسا ہی سیاہ تھا جیسے آگ سے جلی ہوئی شے کا رنگ ہوتا ہے۔

(نسائی، کتاب الزینۃ، لبس العمائم الحرقانیۃ، ۸۴۶/۱، حدیث: ۵۳۵۳)

اور اکثر دورانِ سفر سیاہ حرقانی رنگ کا عمامہ شریف پہنتے تھے۔

(الحاوی للفتاوی، کتاب الصلوۃ، باب اللباس، ۸۳/۱)

زرد عمامہ مبارک:

آپ ﷺ کا زرد عمامہ شریف باندھنا بھی کئی احادیث سے ثابت ہے، مرضِ وصال آپ ﷺ کے سر مبارک پر عمامہ زرد تھا۔

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی اِتکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۹۳، حدیث: ۱۲۹)

بدر کے میدان میں فرشتوں کے عمامے زرد رنگ کے تھے پھر نبی کریم ﷺ بھی زرد عمامہ شریف زیبِ سر کیے تشریف لائے۔

(تاریخ ابن عساکر، ذکر من اسمہ زبیر، ۱۸/۳۵۴)

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی داڑھی مبارک کو زرد رنگ سے رنگتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں میں بھی زرد رنگ لگ جایا کرتا تھا۔ آپ سے پوچھا گیا آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے پیارے آقا ﷺ کو زرد رنگ سے رنگتے دیکھا ہے اور آپ کو اس سے زیادہ اور کوئی رنگ محبوب نہ تھا آپ پورے لباس کو اس میں رنگتے حتیٰ کہ عمامہ شریف کو بھی اسی رنگ میں رنگا کرتے تھے۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی المصبوغ بالصفرة، ۴/۷۳، حدیث: ۴۰۶۴)

زعفرانی عمامہ مبارک:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے ''چادر اور عمامہ'' پہنے ہوئے دیکھا۔

(مستدرک حاکم، ذکر عبداللہ بن جعفر الخ، سخاوۃ عبداللہ بن جعفر، ۴/۷۳۹، حدیث: ۶۴۷۴)

حضرت سیّدنا یحییٰ بن عبداللہ بن مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنے کپڑوں کے ساتھ عمامے کو بھی زعفران سے رنگا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب فی الثیاب الصفر للرجال، ۱۲/۶۷۴، حدیث: ۲۵۲۴۳)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم ﷺ کی زیارت کی تو میں نے دیکھا کہ آپ کی چادر اور عمامہ شریف دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔

(مسند ابی یعلیٰ، مسند عبداللہ بن جعفر الہاشمی، ۶/۳۴، حدیث: ۶۷۵۶)

سفید عمامہ مبارک:

حضرت سیّدنا ابو سعید خُدرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ درِ دولت سے باہر تشریف لائے جب کہ لوگ زیارت کے لیے جمع تھے اور آپ ﷺ (کی طبیعت مبارک) کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس آپ ﷺ کپڑا لپیٹے یوں تشریف لائے کہ آپ

ﷺ کی چادر مبارک کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں سے لٹک رہے تھے اور سرِاقدس پر سفید عمامہ شریف سجا رکھا تھا۔

(طبقات ابن سعد، ذکر ما قال رسول اللہ ﷺ فی مرضہ الذی مات فیہ للانصار، ۲/۱۹۳)

دھاری دار سرخ عمامہ مبارک:

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو فرماتے دیکھا، آپ ﷺ نے قِطری (سرخ دھاری دار کھردرہ) عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔

(ابو داوٗد، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی العمامۃ، ۱/۸۲، حدیث: ۱۴۷)

سبز عمامہ مبارک:

سبز عمامہ شریف بھی رسول اکرم ﷺ سے پہننا ثابت ہے چناں چہ علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں، سرکارِ ﷺ کا مبارک عمامہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور بعض اوقات سبز ہوتا۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص ۳۸)

حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے: "بَدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید عمامے اور بروزِ حُنین سبز سبز عمامے تھی"۔

(تفسیر خازن، پ۹، الانفال، تحت الآیۃ ۹، ۲/۱۸۲)

حضرت علّامہ عَبدُالغَنِی بِن اِسمَاعِیل نابُلُسی حَنَفِی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَنِی اور حضرتِ علّامہ محمد عبد الرَّءُوف مناوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ (قربِ قیامت) جب حضرت سیّدنا عیسٰی علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے تو آپ کے سرِاقدس پر سبز سبز عمامہ شریف ہو گا۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ۱/۲۷۳، فیض القدیر، حرف الدال، فصل فی المحلی بال من ھذا الحرف، ۳/۷۱۸، تحت الحدیث: ۴۲۵۰، عقد الدرر فی اخبار المنتظر، الفصل الثانی فیما جاء من الآثار الدالۃ علی خروج الدجال الخ، ص ۳۴۲)

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت کو اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آخری نبی ﷺ کی انگشتری مبارک

محمد ثوبان عطاری
ثالثہ

اللہ پاک نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو تمام خوبیوں کا جامع بناکر مبعوث فرمایا مثلاً آپ کو وہ عظیم اخلاق طیبہ عطا فرمایا جسے خود حق نے عظیم کہا، آپ علیہ السلام کو تمام مؤمنین پر کمال درجے کا رحم کرنے والا بنایا، اسی طرح آپ کے خُلق کو سب سے جمیل کیا بلکہ یہ ہی نہیں یہ تو وہ خوبیاں تھیں جو خود آپ علیہ السلام کے ذات مبارکہ میں تھیں اللہ پاک نے ہر اس شئ کو بھی خوب تر و محبوب تر کر دیا جس نے اس محبوب و سید المحبوبین سے نسبت پانے کا شرف حاصل کیا۔ ان خوب تر اشیاء میں سے ایک شئ آپ علیہ السلام سے قربت پانے والی مبارک انگشتری (انگوٹھی) بھی ہے۔ کوئی اس مبارک انگشتری کی تمام خوبیوں کا ذکر تو کر نہیں سکتا مگر ہم اپنے لیے دارین کی سعادت سمجھتے ہوئے اس مبارک انگشتری کی مدح میں کچھ خامہ فرسائی کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ اپنا بھی نام رب کریم کی بارگاہ میں مداحانِ حبیب خدا ﷺ میں آجائے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ ہماری اس ناقص مدح کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین یارب العالمین۔

نبی کریم ﷺ کی انگشتری مبارک احادیث کی روشنی میں: نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

انگشتری مبارک چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندگا: نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی مبارک چاندی اور نگینہ بھی چاندی، حبشی وغیرہ پتھر والی مختلف قسم کی انگوٹھی زیب انگشت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضِی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَ كَانَ فَصُّهُ مِنْهُ.

(سنن الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء مایستحب في فص الخاتم، ح:1740)

نگینہ عقیق حبشی: حضرت انس فرماتے ہیں:

كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا۔

(مصدر سابق، ح:1739)

یعنی نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ (عقیق) حبشہ کا بنا ہوا تھا۔

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی اور اُس میں چاندی کا نگینہ بھی تھا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

یاد رہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی انگشتری مبارک مختلف رہی ہیں کبھی ایسی انگشتری پہنی جس کا نگینہ حبشی پتھر کا تھا اور کبھی ایسی جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا یہاں چاندی کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ انگشتری خالص چاندی کی تھی۔

(مرآۃ المناجیح، مکتبہ: ادبی دنیا، ج:6، ص:134)

نبی کریم ﷺ کس ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے: اس تعلق سے روایات مختلف ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه و آله و سلم كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَمِينِهِ.

(سنن النسائی، کتاب الزینة، باب موضع الخاتم من الید، ح:5203)

یعنی نبی اکرم ﷺ اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ.

(سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ما جاء في التختم في اليمين أو اليسار، ح:4227)

یعنی نبی اکرم ﷺ انگوٹھی اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے دونوں ہاتھ میں انگشتری پہننا ثابت ہے مگر علماء کرام فرماتے ہیں دائیں ہاتھ میں پہننا یہ اولا تھا پھر بعد میں اسے ترک فرمادیا اور بائیں ہاتھ میں پہننا شروع فرمایا اگرچہ دونوں میں پہننا جائز ہے مگر آخری عمل بہتر ہے (یعنی بائیں ہاتھ میں انگشتری

پہننا(مرآۃ المناجیح،مکتبہ:ادبی دنیا،ج:6،ص:135)

انگشتری مبارک پر نقش :آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی انگشتری مبارک پر تین سطور میں نقش تھا۔چناں چہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں:

كَانَ نقش خَاتَم رَسُولِ اللهِ ﷺ: مُحَمَّد سطر، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللَّهُ سطر.

(المواهب المحمدية بشريح الشمائل الترمذية، مكتبه: دار الكتب العلميه، ج:1، ص:253)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی انگشتری پر نقش اس طرح تھا:

"محمد" ایک سطر میں،"رسول" ایک سطر میں اور "اللہ" ایک سطر میں۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا انگشتری مبارک بنوانے کی حکمت: احادیث مبارکہ میں ملتا ہے کہ جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بادشاہ فارس کسری،بادشاہ روم قیصر اور بادشاہ حبشہ نجاشی کی طرف مکتوب روانہ کرنے کا قصد فرمایا تو اس وقت انگشتری بنوائی ۔چناں چہ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے۔

وعن انسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِي فقِيلَ إِنَّهُمْ لا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَم فَصَاغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَة فِضَّةٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کسری،قیصر اور نجاشی کو کچھ لکھنا چاہا۔ تو عرض کیا گیا کہ وہ لوگ مہر کے بغیر کوئی تحریر قبول نہیں کرتے۔۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگشتری ڈھلوائی حلقہ چاندی کا تھا جس میں محمد رسول اللہ کندہ کیا گیا۔

انگشتری مبارک منتقل ہونے کا سلسلہ :حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی انگشتری مبارک آپ علیہ السلام کی وفات ظاہری کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتقل ہوتے ہوئے خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچی پھر آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں بئر اریس نامی کوئیں میں گر گئی۔جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، وَيَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ

(المواهب المحمدية بشريح الشمائل الترمذية، مكتبه: دار الكتب العلميه، ج:1، ص:259)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک چاندی کی انگشتری بنوائی جو آپ کے ہاتھ میں رہی پھر ابو بکر رضِی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عمر رضِی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، پھر عثمان رضِی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، یہاں تک کہ وہ بئر اَریس میں گر گئی۔ اس انگشتری پر نقش تھا: محمد رسول اللہ۔

آخری نبی ﷺ کی شمشیر مبارک

محمد انوار الحق
خامسہ

تاریخ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہر پہلو سے کامل وجامع ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف امن و رحمت کے پیغامات پہنچانے والے تھے بلکہ وقت ضرورت سپہ سالار بھی تھے غزوات میں آپ کی شجاعت و قیادت مسلم ہے۔ ان غزوات میں آپ جن اشیا کے ساتھ شریک ہوتے ان میں تلوار بھی ہے۔ آپ ﷺ کی تلوار مبارک کیسی تھی، کیا شان تھی اور کتنی تھی ذیل میں اس کی تفصیل نوکِ قلم کی جارہی ہے۔

سیف رسول ﷺ احادیث کی روشنی میں: احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی تلواروں کا ذکر موجود ہے۔ آپ ﷺ کی تلوار مبارک کا دستہ چاندی کا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ۔

(شمائل ترمذی، ح:۱۰۴)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔

تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا: حضرت سعد فرماتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ» قَالَ طَالِبٌ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِضَّةِ فَقَالَ: «كَانَتْ قَبِيعَةُ السَّيْفِ فِضَّةً

(شمائل ترمذی، ح:۱۰۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو حضور کی تلوار پر سونا اور چاندی تھی۔ طالب جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے استاد سے پوچھا کہ چاندی کس جگہ تھی انھوں نے فرمایا: تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی تلوار کیسی تھی: حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صَنعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَزَعَمَ سَمُرَةُ أَنَّهُ صَنعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلّٰی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ حَنَفِيًّا.

(شمائل ترمذی، ح:۱۰۸)

ترجمہ: میں نے اپنی تلوار سمرۃ کی تلوار کے موافق بنوائی، اور وہ کہتے تھے کہ ان کی تلوار حضور ﷺ کی تلوار کے موافق بنوائی گئی ہے، اور وہ قبیلہ بنو حنیفہ کی تلواروں کی طریق پر تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار پر کیا لکھا تھا: اللہ کے رسول ﷺ کی تلوار مبارک پر ایک شعر لکھا تھا جو میدان جنگ کے اہم اصول کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی ایک تلوار پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

في الجبن عار وفي الاقدام مكرمة والمرء بالجبن لا ينجو من القدر

(تنویر الازہار، ج:۱، ص:151)

ترجمہ: بزدلی میں شرمندگی اور لڑائی کے وقت آگے بڑھنے میں عزت ہے۔ بزدلی کے ساتھ انسان کبھی تقدیر سے نجات نہیں پاسکتا۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے حیاتِ طیبہ میں مختلف قسم کی تلواریں استعمال فرمائیں ہیں، ان میں مشہور تلواروں کے نام ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) ذوالفقار: یہ نبی کریم ﷺ کی سب سے مشہور تلوار ہے۔ اسے غزوہ بدر (2ہجری) میں بطور غنیمت حاصل ہوئی تھی۔ اس تلوار کی خصوصیت اس کی دو دھاری ساخت اور چاندی سے مزین دستہ تھا۔ بعد میں یہ تلوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا کی گئی، جو غزوہ خیبر اور دیگر مواقع پر استعمال ہوئی۔

(شمائل ترمذی, صفحہ116)

ذوالفقار درمیان میں سے ریڑھ کی ہڈی کی طرح تھی۔ کسی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ اسے جدانہ فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دراصل یہ لوہے کی تھی اور کعبہ مکرمہ کے پاس مدفون ملی تھی۔

اکثر لوگوں نے نقل کیا ہے کہ ذوالفقار منبہ بن حجاز سہمی کی تلوار تھی اور جنگ بدر میں اس کے بیٹے عاص کے پاس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے قتل کر کے اس کی تلوار رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے وہ حضرت علی کو دے دی۔ انہوں نے اس کے ساتھ جنگ اُحد لڑی۔ ابن تیچ نے اُحد کے روز اسی تلوار کے حق میں یہ شعر کہا تھا۔

لاسیف الا ذو الفقار

و لا فتی الا علی

ترجمہ: ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں، علی جیسا کوئی نوجوان نہیں۔

(تنویر الازہار، جلد اول صفحہ 151)

"فصول المہمہ" میں روایت کی گئی ہے کہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سات تلواریں نذرانہ کے طور پر پیش کی تھیں۔ ذوالفقار ان میں سے ایک تھی۔ بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یمن میں لوہے کا ایک بت ہے کسی کو وہاں بھیجئے اور اسے توڑ کر لوہا محفوظ کر لیجیے۔ حضرت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور یمن بھیجا۔ میں وہاں گیا اس بت کو توڑ کر اس کا لوہا لے آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس لوہے سے آپ نے دو تلواریں بنوائیں۔ ایک کا نام ذوالفقار رکھا اور دوسری کا نام مقدم رکھا۔ ذوالفقار کو رسول اللہ ﷺ نے زیب تن فرمایا اور مخذم مجھے دی۔ پھر اس کے بعد ذوالفقار بھی مجھے دے دی۔ (مصدر سابق)

(2) **البتّار:** اس تلوار کا نام اس کی تیز دھار کی وجہ سے "بتار" (کاٹنے والی) رکھا گیا۔

(3) **القضیب:** اس تلوار کا نام اس کی پتلی اور لمبی ساخت کی وجہ سے "قضیب" (چھڑی نما) رکھا گیا۔ اسے نبی کریم ﷺ نے بعض جنگی مواقع پر استعمال فرمایا۔

(4) **الماثور:** آپ ﷺ کی پہلی تلوار ماثور تھی جو وراثت میں آپ نے اپنے والد سے پائی۔

(5) **المخزم:** یہ تلوار بنو قریظہ سے غنیمت میں حاصل ہوئی تھی۔ اسے نبی کریم ﷺ نے بعض

مواقع پر استعمال کیا۔

(6) الرسوب: اس تلوار کا نام اس کی گہری اور تیز دھار کی وجہ سے "رسوب" (دھنسنے والی) رکھا گیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے ہتھیاروں میں شامل تھی۔

(7) الصمصامۃ: اس کا نام اس کی تیزی اور چمک کی وجہ سے "صمصامۃ" (تیز دھار والی) رکھا گیا۔

(8) القلعی: اس تلوار کا نام اس کی دھاتی ساخت (قلع سے بنی) کی وجہ سے رکھا گیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے زیر استعمال رہی۔

(9) حتف: اس کا نام اس کے تیز دھار اور دشمن کو ایک ہی وار میں ہلاک کرنے کی وجہ سے رکھا گیا۔

(حاشیہ) شمائل ترمذی، ص:۲۱۶)

نتیجہ : سیف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی علامت ہے جو آپ کے کردار، عدل، رحمت، اور پیغام کی طاقت کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ کی زندگی ہر انسان کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ نے اپنی تعلیمات سے ایک ایسی دنیا بنائی جو رحمت، انصاف، اور مساوات پر مبنی ہے۔ آج بھی آپ کا پیغام ہر اس شخص کے لیے ایک تلوار کی مانند ہے جو حق کی تلاش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

آخری نبی ﷺ کی سواری مبارک

محمد حامد رضا
رابعہ

قدیم محدثین وفقہاے عظام نے بڑی بڑی کتابیں سیرت پر تحریر فرمائی ہے کسی نے زبان مبارک پر توکسی نے پیشانی مبارک پر وغیرہ وغیرہ۔یوں تو اگر بات کرے نبی پاک ﷺ کے اوصاف و کمالات کی تو بندہ اسے کماحقہ بیان کرنے سے عاجز ہے لیکن نبی کریم ﷺ کے عقیدت کیشوں میں راقم کا نام درج ہو جائے ، اس نیت سے نبی کریم ﷺ کی سواریوں کے بارے میں کچھ باتیں نوکِ قلم کر رہا ہوں کیوں کہ آپ کی شان جہاں یہ ہے کہ آپ بے مثل و بے مثال ہیں وہیں آپ کی شان یہ بھی ہے جس کو آپ سے نسبت و تعلق ہو جائے تو وہ شئ بھی ممتاز و نمایاں ہو جاتی ہے۔ذیل میں آپ کی خدمت اقدس سے شرف پانے والی سوریوں کی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی سواریاں احادیث کی روشنی میں: آپ کی سواریوں میں گھوڑے، خچر، دراز گوش (گدھے)، اونٹنی کے نام آتے ہیں۔بطور تبرک چند احادیث سپرد قرطاس کی جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اسی اثناء میں کہ ہم مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے تھے حضور اکرم ﷺ اپنے گھوڑے پر ہمارے پاس تشریف لائے آپ آگے تشریف لے گئے حتیٰ کہ ہم سے پوشیدہ ہو گئے پھر تشریف لائے گھوڑا ابھی دوڑ رہا تھا۔

(سیرت النبی، ج:7ص:412)

ابن ابی شیبہ امام بخاری اور برقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اس گدھا مبارک پر پیارے آقا ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا جسے عفیر کہا جاتا ہے، اسے یعفور (ہرن) کے ساتھ تیز رفتاری میں تشبیہ دیتے ہوئے عفیر کہا جاتا ہے۔

(سیرت النبی، ج:7ص:425)

امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو گدھے سے بڑی اور خچر سے چھوٹی تھی، الحدیث۔ اس حدیث میں مذکور ہے کہ اس پر سوار ہوا اور میرے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ پس میں روانہ ہوا پھر حضرت جبرئیل نے کہا: اتر کر نماز پڑھیے، سو آپ نے اتر کر نماز پڑھی پھر حضرت جبرئیل نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے؟ آپ نے پاک سرزمین پر نماز پڑھی ہے اور یہی آپ کے ہجرت کی جگہ ہے۔ (نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، ج:7، ص:94)

ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ یہ خچر حضرت فروہ بن عمرو جزامی نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی تھی بلکہ مشہور روایت کے مطابق اس سے مقوقس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔ (سیرت النبی، ج:7ص:422)

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے آقا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آپ حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی الجدعاء پر خطبہ بیان فرمارہے تھے۔

(سیرت النبی، ج:7ص:429)

نبی کریم ﷺ کی سواریاں: آپ کی سواریاں کتنی تعداد میں تھیں اور ان میں کون کون جانور تھے؟ اس کی تفصیل شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زرقانی علی المواہب وغیرہ میں تحریر فرمائی ہیں کہ آپ ﷺ کی ملکیت میں سات گھوڑے پانچ خچر تین گدھے دو اونٹنیاں تھیں لیکن اس میں یہ موجود نہ تھا کہ آپ ﷺ کی وفات شریف کے وقت کتنے جانور موجود تھے کیوں کہ حضور پرنور صلی ﷺ جانور دوسروں کو عنایت فرماتے رہتے تھے کچھ آپ ﷺ نے خریدے اور کچھ تحفہ و نذرانوں میں بھی ملتے رہے بہرحال روایت صحیحہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں سے ایک گھوڑا تھا جس کا نام الحلیف تھا اور ایک ابیض خچر تھا جس کا نام دلدل تھا یہ بہت ہی طویل عمر پایا تھا بتایا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک حیات رہا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ اس کے تمام دانت جھڑ گئے تھے اور آخر میں نابینا بھی ہو گیا تھا ابن عساکر کی تاریخ

میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کو جنگ خوارج میں لے گئے اور اس پر سوار تھے ایک عربی گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء وقصواء تھا یہ وہی اونٹنی تھی جس کو ہجرت کے وقت آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدا تھا۔ اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی اور اس کی پشت پر حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے عرفات ومنی کا خطبہ پڑھا تھا۔ (سیرت مصطفی، ص:554)

گھوڑے: پیارے آقا ﷺ کی مبارک گھوڑے کئی تھے جن میں سے سات میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے:

(1)سلب (2)سبحہ (3)اللزار (4)مرتجز (5)ظرب (6)لحیف (7)ورد

خچر مبارک: (1)دلدل (2)فضہ (3)وہ خچر جسے کسرہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا (4)نجاشی کی طرف سے پیش کیا جانے والا (5)حمارہ شامیہ

دراز گوش مبارک: (1)یعفور (2)عفیر (3)وہ گدھا جسے کسی صحابی نے آپ کو پیش کیا تھا۔

اونٹنیاں: (1)الحناء (2)السمراء (سیرت النبی، ج:7ص:414)

براق: حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک ابیض چوپایا لے کر حاضر ہوئے جس کا نام براق ہے وہ خچر سے پست اور گدھا سے طویل تھا۔ یہی وہ سواری ہے جس پر سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کو معراج جیسی نعمت عطا ہوئی۔

پیارے آقا ﷺ کی سواریوں کی تفصیل مذکور ہوئی۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ جتنی مبارک سواریاں ہیں سب قابل تعظیم وعزت واحترام ہیں۔ اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

سبزہ گردوں جھکا تھا بہرِ پابوسِ بُراق
پھر نہ سیدھا ہوسکا کھایا وہ کوڑا نور کا
کہتی تھی یہ بُراق سے اُس کی سبک رَوی
یُوں جائیے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

جامعۃ المدینہ فیضان عطار نیپال گنج











PUBLISH BY:

JAMIATUL MADINA FAIZAN-E-ATTAR

NEPALGUNJ NEPAL